دیوانِ گویا

ضرب المثل رہے گا محبت میں میرا نام
آئیں گے میرے بعد فقط نوحہ خوانِ عشق

(حافظ محمد ولایت اللہ)





PDF By : Miskeen Mazhar Ali Khan

Cell NO : 00966590510687

Facebook Group «خاکۂ حلم» Link:

https://www.facebook.com/groups/1752899681599082/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہار میں ہوا اگر ساقیا گلاب قلم — کھلی ہے صریرِ غنچہ سے یا نئی شیشۂ شراب قلم

عروسِ فکر کو دکھلائیگا شباب قلم — کرے ہے ادعٰی کیوں کر نہ اب خضاب قلم

قلم بناؤں جو منقارِ عندلیب کا میں — نہ بوستان کی سوا پھر لکھے کتاب قلم

لکھا ہے وصف جو اوس سرو بیر قامت کا — بنا ہے مصرعِ شمشاد کا جواب قلم

صفت لکھوں اگر اوس چشمِ نیمخواب کی میں — ہو مثلِ سبزۂ خوابیدہ مستِ خواب قلم

خیالِ زلف میں ہاں بند شاخِ سنبلِ تر — ریاضِ فکر میں کھاتا ہے پیچ و تاب قلم

ریاضِ دہر میں ہے بعد رنج راحت بھی — کہ پھول کھلتے ہیں ہوتا ہے جب گلاب قلم

یہی اشارہ ہے اب چشمِ مستِ ساقی کا — کہ وصفِ کشتیِ مے میں چلے شتاب قلم

اگر میں گلِ مضموں کی وہ صفت لکھی — صریر ہے او میں بلبل کو دے جواب قلم

عروس مداد کی بکلین گلاب کی قطری / و گل لکھی تو ہی شیشۂ گلاب قلم

لکھی جو آتش گل کی صفت مین مصرع گرم / ہمای اوج سخن کو کری کباب قلم

بنای ہر رگ گل کو برنگ موج شراب / جو برگ گل پہ لکھی نسخۂ شراب قلم

بہار یہ خط گلزار سی لکھون اشعار / قلم بناؤن مین بلبل جو ہو گلاب قلم

لکھون اگر وصف صبا انبساط گلشن کا / جو سطح آب ورق ہو تو موج آب قلم

الٰہی ہاتھ جلین اوسکی آتش گل سی / بہار مین جو کری باغبان گلاب قلم

بیاض گردن جانان پہ گر لکھون تعریف / تو کیون دکھای نہ شبنم کی آب و تاب قلم

نہین ہی سرکشی اچھی کہیدو گلبن سے / کہ دیکھہ لی ہی سر شیشۂ گلاب قلم

لکھونگا مطلع روشن غزل کا ای گویا / تراشی میری لی تیغ آفتاب قلم

مطلع

لکھی جو اوس رخ تابان کی آب و تاب قلم / بنای صفحۂ کاغذ کو آفتاب قلم

لکھی جو سنبل مشکین کے پیچ و تاب قلم / کری مداد کو مانند مشکناب قلم

صریر کلک مین عالم ہو شور قلقل کا / تراشی جو پی نسخۂ شراب قلم

عروس فکر اوٹھاوی اب اپنے منہہ سے نقاب / ہو اُس گل کی قلمدان سے بی حجاب قلم

صریر کرتی ہی نالۂ شورۂ بلبل / ہزارون لکھتا ہی مضمون لاجواب قلم

جو شرح دیدۂ تر سی سحاب کی کاغذ / گرای بجلی لکھی دل کا اضطراب قلم

بوصف شاہد معنی نہ حیرت افزا ہو / رکھی نہ موہنہ پہ کبھی صفحہ کی نقاب قلم

لکھون جو صفحے پہ آوارگان عشق کا حال
پھرے بگولی کی مانند پھر خراب قلم

نہ کیون تدرو صفا مین پھرے بجاے پروانہ
پہی روشنی مین یہ از شمع ماہتاب قلم

بسان خیمہ ہی ہر بیت اس قصیدے مین
کہ اپنی نال کی رکھتا ہی یان طناب قلم

کری حصر بگے وصف وسن رخ کتابی کا
رکھی یہ نوک زبان مطلب کتاب قلم

یہ کیا ہی دخل کوئی بات بہکی رہ جاے
کہ صید ساری ہین مضمون او جو عقاب قلم

نہ کام لکھنی سی ہی ای جنون نہ پہنچے
رکھی ہی طاق پہ مدت سی یان کتاب قلم

خیال اگر خط مشکین کا ہو دم تحریر
تغافلی مدام لکھی نامے کا جواب قلم

کہو فلک سی تصدق ہو مثل پروانہ
کہ وصف رخ سی بنا شمع ماہتاب قلم

بیاض چشم پہ لکھون مین حسرت دیدار
اگر بنی مژۂ دیدۂ پرآب قلم ✤

کہون مین دیکھ کی قلمین رخ خط یار
کتابی چہری سی پیدا ہوی کتاب قلم

نہین ہی ڈر مجھی روز حساب کا زاہد
نہ لکھ سکی گا مری جرم بیحساب قلم

ق

ہماری خط کو اگر پڑھ کی یار ای قاصد
اوٹھای ہاتھ مین اپنی پی جواب قلم

نہ چل سکی کبھی مانند پای خواب آلود
ہو بخت خفتہ کی غفلت سی مست خواب قلم

صدای تار ہی نال قلم مین ای مطرب
لکھی جو تیری صفت چنگ یا رباب قلم

اگر لکھون صفت چشم مست ساقی مین
بنائی دائرون کو ساغر شراب قلم

لگانی گا مجھی تیزی یہی ہی نبض تغیر
دیکھی مین یار نی مجکو میان خواب قلم

جو وصف داغ کمان لکھی لو شکار انداز
نہ مین ہو صورت غراب قلم

میں رہ ہوں شاعر سحر رقم سن او بلبل
صریر سے تری نالوں کا دی جواب قلم

اگر ڈبوئی شنجرف میں لی تحریر
یقین ہی صورت گلگون چلی شتاب قلم

بھلا ہی فائدہ کیا ایسی ہرزہ گوئی سے
زبان خراب نکر خانمان خراب قلم

غزل کو چھوڑ کے لکھ مدح شاہ عرش جناب
بہت خطائیں ہوئیں کچھ تو کر صواب قلم

مطلع

چلے جو بہر صفتہای بوتراب قلم
تو سے کہے کعبے ایمان میں باتراب قلم

نہ مدح ساقی کوثر میں کیوں ہو مست خرام
دوات جام ہی اور گویا شراب قلم

قلم ہی مدحت حیدر کو شاخ سدرہ بہان
ترا شجر ہی نیستان کی شاخ و شاب قلم

قلم میں گل کی ہیں گل اس میں ہیں گل خورشید
جو باغ بزم علی میں ہو باریاب قلم

رقم کری جو دندان شاہ کی اوصاف
اگر دوات میں پالی گہر کی آب قلم

جواب نامہ پہ میری علی کی کھینچ شبیہ
خدا کی واسطے اتنا تو کر ثواب قلم

بہشت سے ہو سوا مرتبہ نیستان کا
لکھی جو مدح امیر فلک جناب قلم

ہوئی اشارہ حیدر سی رجعت خورشید
کیا نبی نی اگر قصہ میں ماہتاب قلم

بس اب حضور میں کر عرض ایسی دو مطلع
ہر ایک شعر جسمیں ہو مصرع لاجواب قلم

مطلع

تو کری جو تیرا جود بیحساب قلم
گہر فشان نہو کیوں صورت سحاب قلم

سخی تیری فیض کی لکھنی سے قاصر قلم
عذاب بھی ہو جو لکھنا لکھی ثواب قلم

رقم ہوا نہ ترا جودِ بیشمار زر را
اگر لکھون تری دریائے فیض کی تعریف
یقین ہی نال قلم بھی طلا کا تار بنی
فلک کی ساتون ورق گرچہ ہوون زردی و سیاہ
بہار صفحۂ گلبرگ پر لکھی تری مدح
ابھی ہو شبۂ لوح و قلم ملائک کو
ہما ہوا ہی تری مدح سی وہ ای مولا
صفت تری دردندان گر بیان کرکی
لکھون مین شرح جو تیری کلام رنگین کی
ہی تیری مدح کا غفلت مین بھی خیال مجھی
مین رشک گلشن جنت کہون نیستان کو
لکھون تری سر مجروح کا جو مرثیہ مین
ہوا ہی جس سی کہ تحریر دفتر تقدیر
صفت لکھون مین اگر تیری روئے روشن کی
لکھا جو نام ترا لوح پر ہوا ممتاز
ہوا تو دست بقبضہ نہ حرف حق لکھا
جو تیری دشمن موذی کا نام مین لکھون

اگرچہ ہو گئی فرسودہ بحساب قلم
روان ہو صفحے پہ مانند موج آب قلم
اگر لکھی تری زر بخشی کا حساب قلم
تو کبھی لکھ نہ سکا جود بحساب قلم
چمن مین اس لیی ہوتا ہی بس گلاب قلم
رقم کری جو تری مدح کی کتاب قلم
جو میرے ہاتھ مین تھا صورت شراب قلم
زبان دھوئی کو مانگی گہر کی آب قلم
کری مداد کو رنگینی سی شہاب قلم
بسان نبض ہی جاری بیان خواب قلم
جو وصف شیر خدا مین لکھی کتاب قلم
تو جای اشک سیہ روئی خون ناب قلم
وہ تیری ہاتھ مین ہی یا ابو تراب قلم
تو میرے ہاتھ مین ہو شمع ماہتاب قلم
کہ چوب خشک کو حاصل ہوا خطاب قلم
زمین پہ تو نے رکھا یا ابا تراب قلم
تو کھائی سانپ کی مانند پیچ و تاب قلم

چلی گا تیری عدو کی لیی جو صورت تیر　　کمان کی خانے مین کبھی گا پا تراب قلم

صریر کلک سی ہو شور الامان پیدا　　جو صفحے پر لگی لکھنے ترا عتاب قلم

لکھی جو وصف تری قہر شعلہ افشان کا　　بنا ہی طائر مضمون کو بھی کباب قلم

صریر کلک سی زہرہ ہو آب آتش کا　　اگر لکھی صفت شعلۂ عتاب قلم

تری نسیم عدالت سے ای کرم گستر　　ریاض خلد مین ہوتا نہین گلاب قلم

شہا یہ تیری عدالت کا گرم ہی بازار　　کبھی ہوا نہ سر شمع ماہتاب قلم

جو تیری تیغ عدالت ہو دستگیر شہا　　تو سر کو دزد حنا کی کری شتاب قلم

اوٹھا کے سر جو تری حکم کی بغیر کبھی　　سر فلک کو کری تیغ آفتاب قلم

یہ خوف شرع ہی میخانے سے اوڑی بطر　　نہ لکھہ سکے کبھی وصف شراب ناب قلم

خمون کی توڑنیکا حکم ہی تو ہیبت سے　　شکستہ لکھتا ہی لفظ خم شراب قلم

یہ خوف شرع ہی ظاہر مین کوئی نام نہ لے　　سدا شراب کو لکھتا ہی آفتاب قلم

اگر نہ شمع سنی دزد شمع کو سو لے　　تو اوسکی سر کو کری خنجر عتاب قلم

جو ذوالفقار کا پرتو پڑی تو ہو جائے　　سپر سپہر کی اور تیغ آفتاب قلم

جو آب تیغ کی تیزی لکھون نبٹ کرنی لگی　　بسان طائر مذبوح اضطراب قلم

ہلال کو جو کہون موج آب تیغ علی　　سر سپہر ہو مثل سر حباب قلم

ہون آب تیغ کی مضمون سی خرد نکری　　اگر لکھی خط توام سی وصف آب قلم

صفت مین لکھہ کی تری ذوالفقار کی شاہا　ق　با متحان جو کھینچکون میان آب قلم

تو دو بار پانی کی جو رنگ جھلکے نگاری
حسام موج بنی ہو سر حباب قلم

بیان ہو کس سے تری ذو الفقار کے تعریف
کہ دو زبانین ہین تیسیر ہی لاجواب قلم

لکھوں مین وصف جو دلدل کا تو پئے تعظیم
خمیدہ ہو کے بنے حلقۂ رکاب قلم

شتا لکھوں مین فلک تا زبان جو دلدل کے
گمان ہو برق کا ایسا چلے شتاب قلم

تری فرس کی فلک تا زبان لکھین جو تکر
مجال ہی کہ چلے ہمرہ رکاب قلم

اوڑیگا کاغذ بادی کی طرح اک کاغذ
کہ بادپا کی صفت لکھیگا شتاب قلم

اگر لکھوں تری دلدل کی گرم رفتاری
شتاب رواں ہوا ہی صورت شہاب قلم

فلک خرام تری اسپ کی کری تحریر
کہ فلک کو ماہ لکھی نعل کو رکاب قلم

قصیدہ ختم کر اب لکھ دعائیہ اشعار
بس اپنی تحفہ مین گویا اوٹھا شتاب قلم

رقم کروں مین اگر بیت بہر استدعا
ردیف و قافیہ اوسکا ہو مستجاب قلم

الٰہی تا کہ رہی صفحۂ جہان قائم
الٰہی تا کہ رہی دہر مین کتاب قلم

جہان مین شاہ ولایت کی دوست ہین جتنے
بجز ثواب نہ اونکے لکھی عذاب قلم

جو دوست تجھکو سمجھتے ہین دشمنان علی
تو اونکے سر کو کری تیغ بوتراب قلم

علی کا صفحۂ عالم مین جو کہ دشمن ہو
تو روسیہ کری اپنی طرح شتاب قلم

لکھا کروں مین سدا اوصف ساقی کوثر
پیالی وا تری ہوں کیفی شراب قلم

اگر مروں مین الٰہی تو خاک سی میرے
ہر اک کفن پہ لکھی نام بوتراب قلم

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان خدیو گیہان ابو المظفر

معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی ادام ملکہ و سلطنتہ

برنگ گل جسے اب دیکھیے وہ خنداں ہے ۔ بہار عیش سے ہندوستاں گلستاں ہے
بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا ۔ کہ شوق سیر میں سرو چمن خراماں ہے
بہار باغ میں کیا کیا کھلا رہی ہے گل ۔ شگفتہ غنچۂ منقار عندلیباں ہے
چمن میں نہ کبھی اشارہ جو سوئے نخل حنا ۔ تو ساتھ اشارے کی ہو نکلی برنگ مرجاں ہے
ریاض دہر میں پہنچے تو سایے کی صورت ۔ مراد دل بعقب آرزو شتاباں ہے
چمن میں بات جو کیجی تو منہ سے یاں جھڑتے ہیں ۔ اب ان دنوں میں یہ فیض بہارستاں ہے
زمیں پہ دانہ جو پھینکا تو گل کا نخل ہوا ۔ منو کی سعی سے صیاد سخت حیراں ہے
گرا زمیں پہ اگر کوئی سوتے کا پھول ۔ صفا سے گوہر غلطاں کی طرح غلطاں ہے
کہیں ہے آئنے سے صاف تر زمین چمن ۔ کہ اوس سبزۂ نارستہ تک نمایاں ہے
پڑا ہے عکس یہ پتلی کا وقت نظارہ ۔ جو داغ لالے میں کہتا ہے عین بہتاں ہے
نہال گلشن تصویر بھی ہے مثمر الا یمن ۔ بہار کا چمن دہر میں یہ قرباں ہے
لگا ہے جو شجر باور میں آ کے سنگ ۔ نگیں کی طرح جلی و سمیں شجر نمایاں ہے
ہے شوق گل میں عجب ننگ آج گلچیں کا ۔ جو دیکھیے تو گریباں بھی شکل داماں ہے
نسیم جانب گلشن چلے یہ کہتی ہوئے ۔ اگر ہو آتش نمرود دم میں بستاں ہے
زبان حال سے کہتی ہے موج نکہت گل ۔ اب ان دنوں یہ ہجوم گل گلستاں ہے
جگہ نہیں ہے کہ گردش ہو چشم نرگس کو ۔ جو کبھی بے حرکت میں یہ عین بہتاں ہے

ہوا ہی قمری سی نالہ اگر کوئی موزون
چمن کے فیض سے وہ رشک بوستان ہے

پڑھا ایک مطلع رنگین غزل کا ای گویا
چمن ہی سبزہ سے آب روان جانان ہے

مطلع

بہار گل سے یہ مضطرب جہان گلستان ہے
پیالہ دیکھیو ساقی کہ جوش باران ہے

لپٹ لپٹ کی مزی خوب بادہ کش لوٹین
کہ شاخ تاک لپٹتی مین عشق پیچان ہے

یہ کہہ کے قمری سی رفتار کی اوڑای ہے
کہ شوق سیر مین شمشاد تک خرامان ہے

فروغ آتش گل سی ہی شاخ گلبن شمع
ہوئی تپنگ جو بلبل ہزار دستان ہے

کہان تلک بھری دامن مین گل اٹھا گلچین
چمن مین خرمن گل ہو سکی تا گریبان ہے

نگاہ گرم جو پڑتی ہی عندلیبون کے
تو تمازتی سی گل تر کباب بریان ہے

نکل کی سیخ سی اوڑنی لگی ہین مرغ کباب
دم مسیح جو باد بہار بستان ہے

حروف سے خط مسطر ہون جیسی پوشیدہ
اسی روش سے روش زیر سبزہ پنہان ہے

قلم مین لپٹی ہی بالیدگی سی وقت رقم
ہر ایک سطر مگر شاخ عشق پیچان ہے

دکھا دکھا کی رخ و زلف گھٹتی مین گل گرو
اگر وہ ہی چمنستان یہ سنبلستان ہے

زمین پہ ہو کی سی دور ہاتھ گلچین نے
کہ اپنی سایے پر اوسکو خیال ریحان ہے

ہوا کی جھوکی سی اوڑ کر گرا جو یوسف گل
تو چاہ باغ عنادل کو چاہ کنعان ہے

نسیم پھرتی ہی مانند خضر کشتی ہوے
کہ دست شاخ مین گل جام آب حیوان ہے

بجای بادہ ٹپکتی ہی تاک سی مستی
پیالہ دیکھیو ساقی کہ دور مستان ہے

بجا ہی کہی ہر اک گھر کو خانہ باغ اگر
ستون خانہ و شمشاد باغ یکسان ہے

نہ کس طرح سی گلستان ہند ہو سرسبز
کہ دست فیض شہنشاہ مثل باران ہے

یقین سیر کو اب آئے بلبل شیراز
گل نشاط سی ہندوستان گلستان ہے

سمجھ کے دار امان آتی ہی یہان خلقت
کہ شہر کشتی نوح و زمانہ طوفان ہے

سپہر ملک مین ہو کیون نہ ہند برج حمل
کہ خانہ شرف آفتاب تابان ہے

سپہر مرتبہ سلطان نصیر دین حیدر
ہی بادشہ جو کوئی تو وہ شاہ شاہان ہے

زمین کی طرح قدمبوس آسمان ہوتا
مگر وہ منتظر حکم شاہ دوران ہے

ہر اک صدف نہ دریا ہی حباب آسا
کہ دست شاہ در افشان بہ تنگ نیسان ہے

نہ کسطرح کہی اوسکو جہان شاہ جہان
زمین کی طرح فلک اوسکی زیر فرمان ہے

اب ایسی شاہ کا گویا ہوا ہون مین شاگرد
کہ جسکی ملک معانی بھی زیر فرمان ہے

بہ از ہماری ہاتھ آئی طائر مضمون
سبب یہ ہی مرا اوستاد فخر شاہان ہے

ہر ایک شعر مرا بنگیا ہی سلک گہر
کہ کلک شہ دم اصلاح گوہر افشان ہے

ہنین ہین مرغ سلیمان جو طائر مضمون
یہ فیض تربیت غیرت سلیمان ہے

وہ کسطرح نہ بھلا شاعرون مین ہو ممتاز
کہ جسکی شعر مین اصلاح شاہ دوران ہے

اب اسکو رہنے دو کہ مدح اپنی عالی کی
خدا کی فضل سی جو آج شاہ شاہان ہے

پڑھون حضور معلی مین اوسکی اک مطلع
کہ مین ہون غیرت خاقانی اور وہ خاقان ہے

مطلع

ہو وہی شاہ تن تنہا کی لیی جاکن ہے
فروغ دیدۂ ایران چراغ توران ہے

وہ نخل ہی چمن سلطنت مین تجہ تیرا
کہ جسمین برگ عدالت ہی بار احسان ہے

ہی تیری سایہ مین شاہا ہر اک قریب و بعید
کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہے

نہین ہے کچہ ترے دریادلی سی نسبت دو
کہ موج صفحۂ دریا پہ خط بطلان ہے

جلاکی خاک کری چاہی بہر کری ہمہ زر
غضب مین برق ہی تو اور کرم مین باران ہے

تری کرم سی شہا ملک عیش مین رحمت
دل کشادہ و طبع شگفتہ ارزان ہے

عطا کرا جب تو زر و سیم مہر و ماہ کی طرح
کہ آسمان لی دریوزہ تنگدل و امان ہے

گدا سی تیری لب لعل اگر سخن گو ہون
بس ایک بات مین وو مالک بدخشان ہے

چمن مین گزری ہی شاہا تری نسیم قبول
کہ خار و گل مین بہی اک لطف چشم نرگس ہے

مثال قیصر و خاقان ہین عاشقہ بر ار
ہی مرتبے مین جو دارا وہ تیرا دربان ہے

تمام ہی جب سے طلوع آفتاب عدل ترا
کتان مین ابر کی مانند چاند پنہان ہے

جو دیکھی سایۂ بز کو وہین فرار کری
ہر ایک شیر مین گویا رم غزالان ہے

نہ دیے قصور نہین بست شانہ خشک تجہ ا
کسیکی زلف سیہ بد نہون پریشان ہے

جہان کو تیغ حوادث سی کس طرح ہو گزند
کہ چار سمت کا چار آینہ نگہبان ہے

دعا مین دہر کی تجہی شب کو سوتی ہی خلقت
ہر ایک درسکی لیی ورزد مثل دربان ہے

کسی غریب کے گہر تک بہلا کب آنی چور
کمند موج لیی سیل بہی گریزان ہے

شہا ہی بازی تری آگی تیغ بازی بہی
سر عدو و خم تیغ گوی چوگان ہے

ذرا دست عدو کیون نہ سیکھی پاون سے / کہ تیغ قبضی سی اس کے جسم سی گریزان ہے
غرض یہ لیجیے کوڑی کنار کی دے کر / متاع جان عدو آج کل یہ ارزان ہے
ترا عدو جو سکندر سی ہی شہا بالفرض / تو ڈر سی صورت عکس آئینے مین پنہان ہے
عدو کے قبضے سے نہ چھینے تیغ ناہر تلک / ترا وہ جذبۂ آہن ربا فرمان ہے
کمان سی تیر ترا نکلے کیا برای شکار / کہ جو ہی صید وہ قربان تیری قربان ہے
بجای پر نکل آئے ہین استخوان مین سے / ہمای تیر کی ڈر سی یہ صید لرزان ہے
کیا ہی حکم جو تو نی نہ رہنی پای شراب / خمون کو توڑ کے ہر بادہ کش گریزان ہے
اسی سی کہنی لگی آفتاب اوسی شاعر / کہ نام مے نہ کوئی لی ترا یہ فرمان ہے
لگے نہ بحر جہان مین کچھ اوسکا تھل تھل / کہ بھر کشتی مے قہر ترا طوفان ہے
یہی ہی ڈر نہ کوئی دے شراب سی تمثیل / فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہے
عوض مین غنچی کی توڑین گلابیان بلبل / بہار تیغ سی ہندوستان گلستان ہے
پیالی ٹوٹتی ہین آپ مثل جام حباب / ترا یہ رعب ہے یہ حکم ہی یہ فرمان ہے
لکھین جو تخت مرصع کی تیری تعریفین / تو خامہ دو زبان آج گوہر افشان ہے
لکھون مین تخت کو اور زنگ رنگار سپہر / تو اوس پہ جلوہ نما شکل مہر تابان ہے
جواہر اوسمین چمکتی ہین اخترون کی طرح / فلک ہی تخت ترا چتر ماہ تابان ہے
ز خوش آب ہین یاقوت لعل کا ہی جو عکس / بجا ہی کہیے اگر آب مین چراغان ہے
طلا کو آتش یاقوت تا نہ آب کری / مدام ہر گہر تخت آب افشان ہے

عیان ہی آتش یاقوت تخت پوش سے یون
چراغ جیسی کہ فانوس سی نمایان ہے

کچھ اوسکے پاس نہین احتیاج شمع و چراغ
کہ اوسمین ہر گہر شب چراغ رخشان ہے

جہان کو تخت پہ ہے اب گمان کشتی نوح
کہ فرط آب گہر اوسکے گرد طوفان ہے

ہی موج آب گہر تخت سے سمند رنگ
فروغ آتش یاقوت تابد خشان ہے

ق

تری سمند کی تعریف کیا بیان کرون
مدام ابلق ایام جسپہ قربان ہے

جبین کو دیکھہ کی گر موی بال کو دیکھو
سحر عیان ہی اودہر شب ادہر نمایان ہے

زمین کو دامن گلچین کیا ہی چھیر چھیر کر
نشان اوسکے یہہ گل میخ کا گل افشان ہے

ق

ترا سمند کری دوڑنیکا کیونکر عزم
تمام عرصہ دہر اوسکو تنگ میدان ہے

قدم قدم جو چلی وہ تو سب لگین کہنے
کبھی نظر سے ہی پنہان کبھی نمایان ہے

ق

تہا نہین ہی یہہ بوجہ آسمان ہلال
بتاؤن کیا کہ منجم کی عقل حیران ہے

تری سمند نے اوڑ کر وہان جو ماری ہی ٹاپ
نشان نعل کا نون آج تک نمایان ہے

ہر ایک اسپ سمجھتا ہی اپنی زیست تو ہے
ترا کمیت تو جیوا انکو آب حیوان ہے

ق

کہون غزال تری باد پا کو مین کیونکر
کہ اوسکے سامنے بی حس رم غزالان ہے

پھر آتی جلد وہ ایسا کہ ربع مسکون مین
کہ اوسکا عکس جہان تہا وہین نمایان ہے

ق

کہون مین شب تری فیل سیہ کو شب قدر
اور اوسپہ ہودج زرین مہ رخشان ہے

سوار ہو ہے تو عماری فیل مین جو کبھی
تو کہیے برج شرف مین یہہ ماہ تابان ہے

یہہ جلد رو ہی کہ پل مین نگہہ سی ہو غائب
اگرچہ فیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے

کریگا نفی عدو کو ترے یہہ ثابت ہی — کہ دو نو دانتوں سے اک شکل لا نمایاں ہے

جو دیکھوں فیل فلک تبہ کو تری تو کیوں — برنگ کوہ یہ دای خسرو جہانبان ہے — ق

نہیں ہیں دانت یہ فرہاد کی ہیں دست دراز — نہیں ہی سونڈ یہ شیرین کی زلف پیچان ہے

دعا کیو واسطے گویا اوٹھا تو ہے ہاتھ — صفت کا اوسکی بیان تجھسی طرح امکان ہے

الٰہی تا رہی گل سی محبت بلبل — بہار لطف ہے جب تک جہان گلستان ہے

ریاض دہر میں جبتک رہی گل خورشید — الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے

دکھائی دی گل رعنا کی طرح تا شب و روز — خوشی سی تا کہ یہہ طاؤس چرخ رقصان ہے

ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہیں شاعر — اگر یہہ ہی چمنستان و سنبلستان ہے

زمین فلک پہ یہہ جبتک ہو آب و سیار — زمین تا کہ یہہ گردان سپہر گردان ہے

ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہی ذکر — جہان میں تا کہ یہ ظلمات و آب حیوان ہے

سپہر آئی نظر جب تلک کہ بازیگاہ — ہلال و مہر میں تا لطف گوئے چوگان ہے

الٰہی تا رہی اورنگ زرنگار سپہر — زمین تا شہ خاور کی زیر فرمان ہے

رہی مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم — کہا کری تجھی خلقت یہ شاہ شاہان ہے

قصیدہ ۲ در مدح حضرت خاقان زمان خدیو کیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

رہی جلوہ دندان لب جانان کی برابر — رکھی ہیں گہر لعل بدخشان کی برابر

ہر دو نہیں قاتل تری مژگان کی برابر — خنجر ہیں رکھی تیغ صفاہان کی برابر

روتا ہون مگر ساتھہ ذرا ہنستی رہو تم
بجلی بھی تا چمکتی رہی باران کی برابر

جس طرح کہ ہو سبزہ بیگانہ چمن مین
یون بزم مین ہم بھی ہین بیگانون کی برابر

روٹھا ہی جو وہ مجھسی تو کرتا ہون سماجت
پاؤن پہ ہی سر تا تہِ زنخدان کی برابر

اوسکی لب جان بخش پہ ہرگز نہین مستے
ظلمات ہی یہہ چشمۂ حیوان کی برابر

بن تیری ہر اک زخم کو گلگشت چمن مین
شبنم ہی نمک گل ہی نمکدان کی برابر

مژگان کی محبت نہین جاتی مری دل سے
نشتر کو سمجھتا ہون رگ جان کی برابر

ہون ابروِ جانان کی تصور مین جو گریان
ہی ابر مژہ قبلکے باران کی برابر

کیا غیر کی نالونکو مری نالی سی نسبت
ہو زاغ کمان مرغ خوش الحان کی برابر

جب ڈوونگا بہ جائیگی یہہ کشتی گردون
ہر اشک ہی یہان نوح کی طوفانکی برابر

آوارہ وہ ہون بعد فنا گنبد مدفن
گردش مین ہی گنبد گردان کی برابر

ثابت ہے رخ یار و لب لعل سی مجھکو
ہی باغ ارم ملک بدخشان کی برابر

او تیر فگن نالی کرین نی کی طرح ہم
پیکان لگی آگی جو پیکان کی برابر

روتا ہون مین ان دانتونکو آنکھونسی لگا کر
دریا ہی روان پنجۂ مرجان کی برابر

کسکا عرق افشان ہے یہہ ہوگا سا یہہ چہرہ
بجلی مری نظرون مین ہی انکی برابر

لائیگا شب خون یہہ سر کشور دل پر
سرمہ جو ہی ظالم صف مژگان کی برابر

کیون کر کہون پیشانیکی افشان کو ستارے
جب ماہ نہو چہرۂ تابان کی برابر

تو موتیونکا ہار اگر پہنے تو کہیے
ہی عقد ثریا مہ تابان کی برابر

جو ساتھ رہا نیک کی وہ نیک بنا ہے
ای حور ترا سایہ ہی غلمان کی برابر

آنسو ہیں رواں لب ہی دم چاک گریبان
ہی کون تری بی سر و سامان کی برابر

جب خال سیہ دیکھے رخسار پہ تیرے
ہندو کوئی بیٹھا ہی مسلمان کی برابر

چبھا کرتے مری پاؤن کی انکھون پہ جگہہ دی
سمجھے ہیں ہر اک خار کو مژگان کی برابر

وہ رشک پری جا کی جو گلگشت چمن کو
ہو تختۂ گل تخت سلیمان کی برابر

پروانہ بنی فاختہ اور شمع بنی سرو
یار آئی تو ہو بزم گلستان کی برابر

میری غزل گرم کا اب مطلع روشن
ہی مطلع خورشید درخشان کی برابر

مطلع

روتا ہوں کھڑا میں جو رہ جاناں کی برابر
نہریں ہیں رواں روضۂ رضوان کی برابر

گل کھا کی بنا ہوں میں گلستان کی برابر
نالے ہیں مری مرغ خوش الحان کی برابر

ہر چند کہ موزوں ہی ترا سرو بھی قمری
لیکن نہ مری سرو خراماں کی برابر

کہتا ہی خضر دیکھ کے سرخی تری لب کی
خون کسکا ہوا چشمۂ حیوان کی برابر

قربان ہی مرا ایسی اسیری کے رہائی
یوسف مرا آیا در زندان کی برابر

ایسا ہی جلا دیکھ کے تیرا قد و قامت
ہی سرو چمن سرو چراغان کے برابر

تم کشتوں کی مدفن پہ جو آؤ تو سمجھکر
لیجاتی کوئی ہاتھ نہ داماں کے برابر

یہ عشق نی کیا آگ لگا دی ہی کہ اٹھی
دوزخ بھی نہیں سینۂ سوزان کی برابر

ہی موج ہوا تیر کماں شاخ خمیدہ
بن تیر کے ہر اک غنچہ ہے پیکان کی برابر

بوسہ ہین لی لونگا مسلمان ہوون اب — عارض کو نہ کہیو کہین قرآن کی برابر
دامن کو جھٹک کر وہ وا نہ ہوا ہیہات — پونہچا نہ میرا ہاتھہ گریبان کی برابر
وہ تیر لگا یار کہ ہووی لب معشوق — قربان ہوون اگر تری قربان کے برابر
گولی سی لگی آگی جو ٹوٹا کوئی تارا — اور ہی مہ نو خنجر عریان کی برابر
عارض پہ نظر کی جو پیشانی کو دیکھو — خورشید ہے گویا مہ تابان کی برابر
کچھہ مجھہ کو غزلخوانی سی ہرگز نہین حاصل — ہر چند فصاحت مین ہون سحبان کے برابر
بہتر ہی یہی اپنی مین آقا کا کرون وصف — تا ہو نہ کوئی مجھسے سخندان کی برابر
یعنی وہ جو ہی شاہ جہان حاتم دوران — خاقانی مین ہون اوس خاقانکی برابر
مطلع پڑہون ایسا ہی مین اب اوسکی صفت مین — رنگینی مین جو ہو چمنستان کی برابر

مطلع

گہر تیرا ہی جنت کی گلستان کی برابر — چاؤش ہین دروازے پہ رضوانکی برابر
ہی ایک ترا آینہ بردار سکندر — دارا تری دروازیکی دربانکی برابر
جو خاک تری در کی ملی منہ کو تو بن جاے — ابرو مہ نو رخ مہ تابان کی برابر
پتھر پہ گری تو جو نظر لعل بنی وہ — کہیے تجھے خورشید درخشان کی برابر
قطرہ جو کبھی ابر کف جود سی ٹپکے — رتبے مین وہ ہو گوہر غلطان کے برابر
ہو نال قلم کیون نہ رگ ابر گہر بار — مضمون ترے بخشش کے ہین نیسان کے برابر
اکدم مین جسے چاہی فلک پر تو چڑہا دے — ذرے کو کرے مہر درخشان کی برابر

گر حرص کو بخشش سے کری دانہ عطا تو
ہر مور کہی ہی ہون سلیمان کی برابر

پہل پائی ہی ہوا تری باغ کرم سی
پہولون سی سپر ہی چمنستان کے برابر

ہی تیری زبان موجۂ دریای سخاوت
اور ہاتہ گہر ریزی مین نیسان کی برابر

کیا تیری عدالت نے قوی ہیر ہو مین
ہر زال ہی اب رستم دستان کے برابر

بخشی ہی تری زور حمایت نے یہ طاقت
ہر طفل ہے اب سام و نریمان کے برابر

گلی کا جہان کوئی نگہبان نہین ہے
وان گرگ سی تاثیر ہی چوپان کے برابر

رہتا ہی شرر آب مین اب صورت مرجان
ہی شمع کا بہی چور نگہبان کے برابر

تا حسن عدالت کا ہو پا سنگ ستم ورنہ
خورشید ہمیشہ سہی میزان کے برابر

چورون کی طرح ہاتہ لگی دزد حنا ہی
اللہ کے فرمان ترے فرمان کی برابر

دروازے کہلے چین سی کیا تی ہی خلقت
ہی روزن در دیدۂ دربان کے برابر

ایسی ہی تری عہد مین اسلام کی عزت
ہی رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر

جو طوف تری در کا کری ہی وہی حاجی
تیرا ہی مکان کعبۂ ایمان کے برابر

گر تیری شجاعت کا کرون حال مین تحریر
بن جای قلم خنجر بران کی برابر

افسانہ کہون گر تری شمشیر دو دم کا
دشمن کو سلاؤن وہین میدان کے برابر

ہو اور تری روز وغا برق نظر آتی
سر دشمنون کی قطرۂ باران کے برابر

گر کاٹ سناؤن مین تری تیغ دو دم کا
ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر

ہی دوست کو تلوار تری نوح کی کشتی
اور آب عدو کی لیے طوفان کی برابر

بجلی گری ہی دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ
سایہ بھی ہی اک برق درخشان برابر

ہی اسپ فلک سیر ترا غیرت خورشید
دانتی تو اگر اوسکو تو [illegible] کی برابر

جاتی کبھی مشرق کبھی مغرب پہ چھلاوا
بجلی سا کبھی گنبد گردان کی برابر

اوڑنی مین اگر کبھی تو وہ شک پری ہے
خصلت مین جو دیکھو تو ہی انسانکی برابر

ہی فیل سیہ مست ترا رشک شب تار
تو نام خدا ہی مہ تابان کی برابر

دیکھی جو کوئی اوسکو تو اک کالی گھٹا ہے
ہی گرم روی برق درخشانکی برابر

رفتار ہی یہہ تند کہ غائب ہو نظر سے
گو ڈیل مین ہی گنبد گردان کے برابر

جس عرصے مین سو بار وہ پھر آئے جہان مین
پہونچی نہ نگہ چشم سے مژگان کی برابر

دانتون کو اگر دیکھیے دو شمعین ہین روشن
خرطوم سیہ ہے شب ہجران کے برابر

تو ماہ ہی اور فیل ترا مثل فلک ہی
ہو درج ہی سو برج مہ تابان کے برابر

گویا کی زبان ہی تری اوصاف مین قاصر
ہی گرچہ سخندانی مین حسان کے برابر

وہ بندہ ہون الٰہی میری خدا [illegible]
سر کاٹ کی رکھدون ترے فرمان کے برابر

گر سو ہون زبانین مری اشکل گل صد برگ
ہو شکر نہ تیری گل احسان کے برابر

سر رکھکی زمین پر وہ دعا مانگون خدا سے
جو پہونچا بھی عرش کی دامان کے برابر

جب تک ہی بقا ساری خدا کی خدایا
تا حورین پھرین خلد مین غلمان کے برابر

دشمن تری پامال زمین ہوتی سبزہ
پہنچی نہ خزان تیری گلستان کی برابر

ہو ایسی تیری حشمت و اقبال کو رفعت
پہونچی نہ فلک بھی تری دامان کی برابر

در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو گیهان ابو المظفر معز الدین شاه زمن غازی الدین حیدر بادشاه غازی زاد ملکه و سلطنته

خیال نرگس میگون جو تھا دم تحریر — ہوئی ہی قلقل مینای مى قلم کی صریر
وہ مست ہون کہ مری خاک کا ہی تخمیر — پلایا ہی مجھی طفلی مین دخترِ رز نی شیر
خیالِ سنبلِ خط مین جو ہون مین وحشی — قلم کی طرح مری نقشِ پا بنین زنجیر
زبان سی گو نہ کہا حال ناتوانی کا — شکستِ رنگ سی گی تار سا ہون مین تقریر
فتادگی مری منظور کلکِ قدرت کے — جبین نقشِ قدم پر لکھا خطِ تقدیر
وہ شوخ طفلی مین کرتا تھا مشق جوتیان کی — صریرِ کلک پہ رکھتا تھا تہمتِ تقریر
نظر پڑی تری سنبل کی جب سی بیتابی — مژہ کی شکل ہی جنبش مین جوہرِ شمشیر
فلک کے پار ہوئے اپنی آہ نیم شبی — ہمارے تیر سے صیاد ہوگیا نخچیر
وہ کوہ کن ہون کرون مین جو عزمِ کوہ کنی — تو آبِ تیشہ روان ہو کے چشمۂ شیر
رقیب دیکھ کے کہتے ہین اس لیے ہمکو — کہ آبِ تیغ سی اپنی ہوئی ہی خاک خمیر
وہ ہم سخن ہو تو عیسی کا دم بھری جائے — یقین ہی معجزۂ لب سے بول اٹھی تصویر
مری سی جنون کا ہی سلسلہ با — قدم سی ہی مری آباد کوچۂ زنجیر
سہی قامتِ موزون کا دھیان آیا ہی — تو چاہیے غزلِ عاشقانہ ہو تحریر

مطلع

ہنوز عشق جوان ہی اگرچہ ہون مین پیر
اک آفتاب ہی مثلِ سحر گریبان گیر

لکھون جو جبہی وزلف دہن کے مین اوصاف
کہین یہہ سب نے الف لام [illegible]

کرون جو شرح جدائی تو ای کمانِ ابرو
جدا ہر مین لب سو فار سان لب تقریر

ہمارے ضعف کی تاثیر دیکھہ ای مجنون
دکھائی دیتی نہین صورت صدائے زنجیر

کسیکی نرگسِ جادو نی مار ڈالا ہی
ہماری خاک ہی ہم چشم سرمۂ تسخیر

بتو جنون مین بہی یادِ خدا نہین بہولا
مجہی ہی دانۂ تسبیح دانۂ زنجیر

قدم اوٹہا نہین سکتا ہون ناتوانی سے
سدا ہی مثل حنا پا ہی غیر سی شبگیر

جنون مین ہی مجہی منظور ازبسکہ آزادی
مثالِ گیسوِ جانان ہی لی صد زنجیر

ہوا حلال مین لی تیغ صورتِ ماہی
ہزار شکر نہین سر پہ منتِ شمشیر

مسی جو رات ہے تو ہین ستارے اوسکی انگشت
شفق ہی جو سرخی لب ہی تو رخ ہی بدر منیر

ہوا جو ابرو کو دیکہا غضب سے قاتل نی
کمان ہاتہ مین لی کہینچ اوس نی مارا تیر

نہ پہنچین یار کی زلفین صبا جہان آہستہ
کہی نہ کوئی کہ یوسف ہی بستۂ زنجیر

وہ خفتہ بخت ہون کہائی جو ہستی مین گہر
نجاگی صورتِ اصحاب کہف بہر قطمیر

تم اس جفا پہ ذرا دیکہیو وفا میری
دہانِ زخم سی لیتا ہون بوسۂ شمشیر

تری مژہ نی یہہ کی مشق ناوک اندازی
اوڑا جو چہرۂ عاشق سی رنگ مارا تیر

ہماری قتل سی قاتل ہی کو نہین کچہ چارہ
مژہ کی طرح سی مونہ موڑ لیتی ہی شمشیر

کہلایا آتشِ غم نی یہہ ہمکو طفلی مین
مثالِ شمع بہا اپنی استخوان سی شیر

[illegible] کا ہی سنبل لف یار دراز
بہی عاربی خوب ہے کہ ہو مختصر ہی اب تحریر

کتاب [illegible] عشق کو رکھ دو ہمین طاق نسیان
قلم او ٹھا کی کرون شرح ایسی کی تحریر

کہ [illegible] ابر [illegible] دل
خدیو ہند و سلیمان وقار و کشور گیر

جناب اقدس سلطان ہر شاہ زمن
ملک سپاہ فلک رتبہ آفتاب نظیر

کرون حضور مین اب عرض ایسی و مطلع
کہ جسکا مطلع خورشید بہی نہوی نظیر

مطلع

جو چاندنی ترا سایہ تو رخ ہی ماہ منیر
خدا کی فضل سی حکم آفتاب عالمگیر

تری کرم کی بدولت یہ پال زر ہی حقیر
کہ خاک در کی طرح پایمال ہی اکسیر

نہ کیون ہو صورت درج گہر دہان سوال
کہ تو ہی بحر سخا تیرا فیض ابر مطیر

تری کرم سی گدا کی طمع ہوئی ایسے
کہ مثل آب گہر ہو گئی ہی موج حصیر

زبسکہ ہی ترا دریای فیض طغیان پر
گدا نی آب گہر سی کئی ہین گہر تعمیر

تری بہار کرم کا یہہ فیض جاری ہے
نکل کی صفحہ سی اوڑتی ہی بلبل تصویر

کیا ہی سرو کو آزاد تو نی گلشن مین
[illegible] بندہ نوازی ہو مجہسی کیا تحریر

لگی ہین نخل تصاویر مین بہی پہل آ کر
نہان ہین [illegible] نقش سے گلشن تصویر

غریق آب گہر ہی فقیر کی کشتی
تری کرم سی ہوا پانی پانی ابر مطیر

لقب [illegible] جو کوئی مشت خاک سکو بخشی
جو شال مانگی کوئی بخش دی اوسی کشمیر

جو دیکہی تیری سخاوت فلک کے اوڑ گئے ہوش
گدا کو گاو زمین نی بجای کاسہ شیر

بسر ہی اک اوز بہی مطلع تری صفت مین غلام
شہا اگرچہ ہی قاصر مرا لسان [illegible]

مطلع

ق

یہہ ہی اتری دردولت کی خاک پی تاثیر
کہ جس فقیر کو دیکھو ہی [illegible]

لکھی گا منشی گردون کہ اپنا حال تجھے
ترا وہ رتبہ ہی ای آفتاب عالمگیر

یہہ کہکشان کا نہین خط فلک کے صفحے پر
کہ عرضداشت کی مد اوسنی کی شتابی تحریر

وہ تیری عدل و حفاظت مین اب لکھون مطلع
کہ جسکا مطلع ثانی ہی مہر عالمگیر

مطلع

ہوی ہین تیری حفاظت سنی خطر نخچیر
ہوا نہ زاغ کمان آج تک نشانہ تیر

تری زمانی مین ظالم ہین بے سر و سامان
کمان چرخ کو دیکھو تو وہ ہی بے تیر

تری نسیم کرم گر نہ اس چمن مین چلے
خراب پالی سی ہو مثل گلشن تصویر

تو چشم کم سی جو اوسکی طرف نگاہ کری
ہلال سی بہی دو چندان ہو آفتاب حقیر

ہوا وہ تیری اشاری سی جو نمو نما تھا
کھلا ہی ناخن ابرو سی عقدۂ تقدیر

تری غضب کی صفت مین لکھا ہی جو مطلع
تو مثل شور قیامت ہوی قلم کی صریر

مطلع

نگاہ قہر سی تیری بنی ہر اونگلی تیر
ابہی ہو طائر رنگ حنا تلک نخچیر

کبہی جو وہ تری بحکم سر اوٹھاے ذرا
مثال طوق بنی ماہ نو فلک کو اسیر

جو چشم مہر سی دیکھی تو ذرہ ہو خورشید
نگاہ کم سی بنی ذرہ مہر عالمگیر

[illegible] پروانہ شب کو احیا تا
تو کاٹ ڈالی وہین سر کو شمع کی گلگیر

یہی [illegible] جو گلگیر کاٹتا ہی سر
کہ دزد شمع کو کیون شمع نی ندی تعزیر

[illegible] جیتی [illegible]
جو دیکھہ لی کہین خاقان چین تری تصویر

عدو کو کیا لہ [illegible] سیاہ [illegible]
ترا یہ رعب ہے ای سایۂ خدای قدیر

کہ جس طرح سی کوئی سانپ کینچلی ڈالی
نکل کی بہاگتی ہی یون نیام سی شمشیر

خجل ہو دیکھہ کی جوہر تری شجاعت کے
برنگ مور رچہ شمشیر سی روان ہو خمیر

نجومی دیکھین تجھی پالکی مین تو یہ کہین
کہ برج قوس مین آیا ہی آج مہر منیر

ہوا یہ ہو جو ترا تخت ای سلیمان جاہ
غبار اوڑ کی ندی پہر زمین سی اثر مطیر

قلم تڑپ کے مری ہاتھہ سی نکل جائی
تری سمند کی چالاکی گر کرون تحریر

ہزار بار پھر آگئے ربع مسکون مین
نگہ کو تا مژہ ہوئی آنی مین تاخیر

فلک کے ساتون طبق ایکدم مین وہ طے کری
تری سمند کو کیونکر کہون نہ ہو شبگیر

جو دیکھی اوسی نام خدا تو اوڑتا ہی
بجا ہی رنگ پریدہ سی اگر کہین تصویر

اوسی ہی تار نگہ تا زطے نسی اوفزون
جو دیکھی تو نکل جای صفحی سی تصویر

سوار فیل پہ دیکھین تجھی تو سب یہ کہین
کہ آج رات کو نکلا ہی مہر عالمگیر

لکھون وو فیل کی تعریف مین نیا مضمون
قلم نی آج تلک جو کیا نہو تحریر

جو [illegible] فرہاد تو سی تیشہ کے
پہاڑ فیل اگر ہی تو دانت چشمہ شیر

یہہ جلد رو ہی کہ ٹھہری نہ ایکدم ہرگز
اگرچہ سطرین ہون مضمون فیل کو زنجیر

یہہ دخل کیا ہی تری مدح کر سکی گویا
تری صفت مین ہی قاصر شعور [illegible]

اوٹھاؤن بہرِ دعا ہاتھ اپنی ای علی
کہ تو ہی شاہِ زمن مین ہی عون [illegible]

الٰہی تا رہی قائم یہ آسمان و زمین
الٰہی تا کہ رہے آفتاب و [illegible]

فلک پہ تا رہین اختر زمین پہ آب و نم و باد
الٰہی تا کہ رہی برق و رعد و ابر مطیر

مژہ کو تیر کہین اور کمان ابرو کو
ہمیشہ یار کی زلفون کو تا کہین زنجیر

نگاہ یار ہو یارب بلائے جان جب تک
سوادِ چشم پری تا ہو سرمۂ تسخیر

کمانِ چرخ تری دست کی ہو حلقہ بگوش
تری عدو کو لگا ئی شہابِ ثاقب تیر

الٰہی شرق سی تا غرب تیرا حکم رہی
کہا کرین تجھی سب آفتابِ عالمگیر

قصیدہ

بہار نی یہ کیا گلشنِ جہان مین اثر
کہ کہیں کی غنچۂ تصویر ہو گئی گل تر

خیالِ قامتِ جانان مین نالۂ عشاق
بنی ہین سرو چمن سی جہان ہوے بار

زبسکہ خوفِ کفِ برگ کی ہی سیلی کا
جہان کی باغ سی اب ہو گئی ہوا صرصر

خزان غنچے سے ہر اک مثل سرو ہی آزاد
سیہون کو غنچہ روش اب ہنسی ہو بہر

خوشی سی پہول تو پہولی نہین سماتے ہین
نہال ہو گئی ہین گلشن جہان کی شجر

ہر ایک خار ہو سوزن برای بخیہ گری
بغیر لطف گریبان گل ہو چاک اگر

یہہ تازگی ہی پگھلتی ہی آتشِ گل سی
گمانِ شمع ہے ہر ایک شاخِ گلبن پر

زمین پہ گر کی نزاکت سی ہو گیا ہی کبود
وگرنہ سایۂ گل تھا برنگ گل احمر

پڑا ہی عکس جو پتلی کا وقت نظارہ
ہوا ہی لالے کو وہ نازکی سی داغ جگر

یہہ جو بد نصیب کو ہی خوف اور نہین سکتے
ہوا کی صدمی سی ہوتی ہین گل جو غنچہ نو

صفا روش کی نہین کچہ بیان ہو سکتی
نظر کرو تو پہسلنے لگے ہی پای نظر

عجب نہین ہی جو ہوون آہو فر کی شاخ عنبر
کہ اب نہال تصاویر ہین لگی ہین ثمر

زیادہ آئینے سی ہی صفای ہر دیوار
ادہر سی صاف نظر آئی جو کہڑا ہو ادہر

کمال جوش پہ گلزار کی ہی رنگینی
پڑی جو عکس گل تر تو لعل ہو پتہر

سیاہی دیکہہ کی سنبل کے شام کا ہو گمان
سمن کی دیکہو سپیدی تو جیسی صبح تجلی

غلط ہی یہہ جو سمجہی ہی گمان شبنم کا
کہ یہہ اوترتی ہین گلشن کے لیی اختر

ہر ایک رنگ سی یہ ہو رہی ہی نیرنگی
کہ صاف بنگئی طاؤس طایران نظر

جو نشہ می کا ہی پانی مین جوش مستی سے
تو ہر حباب لب جو ہی صورت ساغر

ہر ایک مرغ نوا سنج ہی جو نغمہ سرا
تو تال دیتی ہین کہنا ہی برگ سی ہی شجر

یہ رنگ دیکہہ کی حیران ہوا مین آئینہ وار
کہا خرد نی کہ ای سادہ لوح فکر نگر

بہار فیض سے اوسکے ہی یہ جہان گلشن
ہی جسکی ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر

محیط پنجۂ مرجان سی ہی نکالی ہاتہہ
سخی ہی دست سخا کی مین پاؤ کے اوسکے دست نگر

تمام خلق کو اوسنی زر سی نہال کیا
برنگ غنچہ ہی مفلس کے مشت مین ہی زر

بہ ہوا ہی حضور مین اب لاجواب کی مطلع
اگرچہ وصف سدا غائبانہ ہی لب پر

مطلع

تری بہارِ کرم کا ہی فیض عالم پر
کہ پھل تو رکھتی ہی تلوار اور پھول اگر

ہر ایک فیض سی تیری ہی زندہ جاوید
یہہ کیا ہی دخل کوئی ہو قسیم جوہر گوہر

فقیر در پہ ترے جو گیا بنا وہ غنی
کہ تیری خاکِ قدم مین ہی کیمیا کا اثر

نسیمِ صبح کو گر حکم ہو حفاظت کا
نہ چاک ہووی گریبانِ غنچہ بارِ دگر

ذرا الم ہو کسیکو تو ہو زیادہ خوشی
جو نکلے آنکھہ سی آنسو وہین بنی گوہر

ہلال بنتا ہی تسلیم کو مہِ کامل
صباح آتا ہی مجری کو خسروِ خاور

نگاہِ گرم سی گلشن برنگِ مجمر ہو
شمیم لطف سے بن جائے مثلِ گل اخگر

جہان کو ہی یہ تری چشم پرورش سے غیر
کہ طفلِ اشک کو دامن ہی دامنِ مادر

تری تو عہد مین غم بھی ہی راحتِ جان سے
کہ سر کی کٹنی سی ہوتی ہی شمع روشن تر

مثالِ سرو بنی شمع باغ ہو محفل
کری جو بزم مین تیری نسیمِ لطف گذر

برنگِ شمع ہر اک نخل جلنے لگ جائے
گذر کری سوی گلشن سموم قہر اگر

حجر بھی مثلِ شجر ہو گئے ہین سب سرسبز
بنی ہین سبزۂ تر سنگ سے نکلی شرر

تری قلم نی بھی لکھا نہ لفظ دلکو شکست
کسیکی دل شکنے تجھسے ہو بھلا کیونکر

ذرا جو سر کو اوٹھائی وہ تیری حکم بغیر
ہلال گردنِ گردون پہ پھیر دے خنجر

گمان سبکو ہوا ابرِ سیہ کی پاس سے برق
گر ایک جا ہو رکھی تیری تیغ اور سپر

ترا جو اسپِ فلک سیر ہووے گرمِ خرام
ہر ایک ہووے اوسی دیکھہ کے ششدر

کوئی کہی کہ یہ بجلی چمکتی ہی بی ابر
کوئی کہی کہ یہہ شی ہی قیاس سے باہر

کوئی یہ کہتی تھی لگے ہی سمند برق خرام
ابھی زمین پہ تھا جا تار ہی گردون پر

اگر تو شرق سی دوڑا ہی اسپ جانب غرب
سمند وہم کی لی باگ کوئی اگر بشر

قدم اوٹھا یہ جبتک کہ بادپا تیرا
ادہر سے جائی اودہر اور اودہر سے ادہر آئی

جو تو سوار ہو ہاتہی پہ اور فوج ہو ساتھ
تو کہیے تو ہی قمر فیل چرخ فوج اختر

نظر پڑا ہی ترا جب سے فیل چرخ خرام
کسیکی چرخ مین ہی عقل اور کوئی ششدر

ہر اک کو فکر ہی دونون مین کون ہاتہی ہے
کبہی نگاہ فلک پر ہی گاہ ہاتہی پر

ہی تیری وصف مین قاصر زبان گویا گے
کرون دعا پہ قصیدے کو ختم ہی بہتر

زبسکہ ہاتہ سی ہوتا ہی خیر سبکا بھلا
دعا یہہ مانگنی لازم ہی سبکو شام و سحر

الٰہی تاکہ رہی آسمان اور زمین
الٰہی تاکہ منور رہین یہ شمس و قمر

خدا کی فضل سی مانند دانۂ تسبیح
مدام ہاتہ مین تیری گردش اختر

قصیدہ در مدح حضرت خاقانِ زمان خدیوِ گیہان ابو المظفر معز الدین شاہِ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی اوملکہ

ہوا ہی آتش گل سی یہ عالم گلزار
کہ نخل طور ہین گلشن مین اکت قلم اشجار

عجب ہے نام خدا لطف رنگ گل چمن
حنائی ہوتی ہین پای بتان سیم عذار

نسیم گل مین ہی تاثیر معجزۂ عیسیٰ
نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کبہی بیمار

خروش خندۂ گل اسقدر ہی گلشن مین
کہ کان تک نہین آتی نوای بلبل زار

گذر جو زاغ کا ہو تو برنگ طوطی ہو
عجب نہین ہے جو زنگی بہی ہوین گلرخسار

جو گرد باد اوٹھی خاک سی بنی وہ سرو
چمن مین لائین اگر عندلیب کے تیہو
جو یاد صبح بنا گوش مین کرون مین آہ
زمین تو غیرت آئینہ ہی عجب کیا ہی
اوگا ہی خندۂ گل تخم اشک بلبل سے
بسان شمع کہ روشن ہو شمع روشن سے
خمیدہ شاخ ہر اک گل کی ہی تر اک کیا
کہین نظر کی نہ صدمے سے نیلوفر سو جاے
یہہ پاس نازکی شاخ گل ہی گلشن مین
برنگ عارض خوبان ہین صاف دیوارین
شراب روش ہی گل جام غنچے مینا ہین
چمن مین پہرتی ہی مستی سی لڑکھڑاتی ہوے
یہ عندلیبون کے گانے ہین نغمۂ رنگین
برنگ شمع ہین گلچین کے اونگلیان گلشن
فلک عطا کرے شبنم سی پہر عینک اوسے
ہر ایک شاخ گل تر ہی گردن طاؤس
دماغ سنبل فلک پر ہی اب عجب کیا ہی

چلی جو باد خزان بہی تو ہو نسیم بہار
تو صفحہ سی وہ نکل جاے ہی جو نقش بہار
زبان تک آتی ہی آتی ہی نسیم بہار
لگی جو بولنی طوطی سبزۂ گلزار
کہ کچھ تلف نہین کرتی بہار فیض آثار
رکہین جو شاخ ثمردار پر عصا ہو انار
ہوا ہی رنگ سی اپنا گلا تنگی او پر یار
نگاہ کر نہین سکتی ہی گل پہ بلبل زار
کہ دم چراتی ہوئی پھرتی ہی نسیم بہار
مثال گیسوے محبوب سایۂ دیوار
نسیم لاتی ہی گردش مین دن کو ساقی وار
کسی روش پہ صبا اور کہین نسیم بہار
کہ رشک غنچۂ گل ہی ہر ایک کی منقار
زبس فروغ پہ ہی آتش گل گلزار
رکھی جو ضعف بصر چشم نرگس بیمار
چمن مین بوقلمون چلتی ہی نسیم بہار
اوڑہین جو رنگ شہتاب سیان جگر سی شرار

قلم بنا کے اگر کوئی شاخ گلبن کا
خط غبار لکھے تو بنے خط گلزار

برنگ شمع ہر اک نخل سے عیاں ہووے
نگہ سے غیرت فانوس باغ کی دیوار

چمن کی سبزے پہ اگر گرا جو شاخ سے پھول
سنا نہ تھا کبھی ہوتی گل پیادہ سوار

برنگ تیر بنی شاخ برگ گل ہیں پر
مثال مرغ خزاں کو کیا چمن نے شکار

طراوت ایسی ہے گر چاک جیب گل کو سیے
رواں ہو دیدۂ سوزن سے آب صورت تار

ہر ایک شے میں رطوبت نے یہ کیا ہے اثر
بنا ہے کاغذ ابری برنگ ابر بہار

بہار دیکھی جو یہ میں نے باغ باغ ہوا
بسان غنچۂ گل کھل گیا مرا دل زار

گل طرب سے ہوئی شاد بسکہ بلبل طبع
خیال آیا کہ رنگین کہے کچھ اشعار

گمان گزرا یہ خرد نے کہا کر اوسکی مدح
سبب ہے جسکے سے اس گلشن جہاں کی بہار

صبا سے کہدو کہ اب ہے رگ گل کی لا ہے
ہے اب مجھے نے نرگس قلم کی جادوکار

عوض مداد کے لازم ہے غنچۂ سوسن
عوض میں آب کی شایان شبنم گلزار

لکھوں میں مدح میں شاہ زمن کے دو مطلع
کہ جسکے عقد ثریا بجان و دل ہو نثار

مطلع

جو تھا شاہ زمن تخت پر بعز و وقار
تو چتر جسکے ہے سر پر یہ گنبد دوار

جو ماہ رخ ہے ترا چاندنی قبا پر زر
لگے ہیں روکش ہر دو ہیں مہر و ماہ نگار

جو تیرا ابر کرم بحر پر ہو سایہ فگن
حباب میں ہوں بسان صدف در شہوار

لگے جو سنگ کو ٹھوکر تری تو یاقوت
قدم کی فیض سے اکسیر ہوویں گرد و غبار

صبا کرے جو تری جود کا چمن میں بیان — تو گل صدف بنے شبنم بنے دُرِ شہوار

کروں میں عرض وہ رنگیں مطلعِ ثالث — کہ جس پہ برگِ گلِ تر بہار سے کیجے نثار

مطلع

تری سحابِ کرم کا جو دشت میں ہو گزار — تو شاخیں آہوؤں کی سبز ہوں کہ لائیں بار

زمیں پہ ہاتھ جو تو دھووے اے سحابِ کرم — تو آبِ خاک کو کر دے طلائے دستِ افشار

جہاں تلک ہے جہاں تیرے زیرِ دست میں سب — زمیں پہ دستِ سخاوت ترا ہے ابرِ بہار

ہے ایک آئینہ بردار تیرا اسکندر — مثالِ قیصر و خاقاں ہیں تیرے خدمتگار

جو بیٹھے تخت پہ تو سب کہیں سلیماں ہے — ہوں دست بستہ کھڑے انس و جن بخدمت بسیار

اگر بلندیِ اقبال کا نظارہ کرے — سرِ فلک سے گرے آفتاب کی دستار

شہا تو ظلِ الٰہی ہے اور خلیفۂ حق — قدم جو کرسی پہ رکھے تو ہووے عرش وقار

چلی رکابِ سعادت پکڑ کے افریدوں — بجا ہے کھینچے جو دارا کو غاشیہ بردار

رکھا جہاں کہ قدم تو نے اے سحابِ کرم — بنا ہے ابرِ درافشاں زمیں سے اوس کے غبار

ہر اک صدف سے بنے تھی اب نیساں موجِ حباب — ترا جو دستِ سخاوت رہا ہے گوہر بار

کرے نہ جیبِ سحر چاک بخیہ سے خورشید — شمیمِ زلف جو ہو تیری حامیِ شبِ تار

گزند عہد میں پھر تیرے کس طرح ہووے — دہن میں رکھتی ہیں تریاق بدلے زہر کے مار

نسیمِ حفظ جو حافظ ہو تیری دریا میں — سرِ حباب پہ آوے نہ موج کی تلوار

کتان و ماہ ہیں ملکر ایک جامے میں — گیاہ و شعلہ رہیں یوں کہ جیسے سنگ و شرار

یہ عدل ہی کہ نکالی ہی گرگ ناخن سے / جو لگ کے ٹوٹ رہا پای گوسفند مین خار
یہ عہد عیش عمل سی ہی اب کہ صورت مطرب / مگس بجاتی ہی ستار لیکے عنکبوت کا تار
ہوا سی صورت آتش چراغ روشن ہو / بسان دوست ہے دشمن ہر ایک کا غمخوار
نگاہ گرم سی دالی انار کی ہوون شرر / شرار سنگ ہے لطف سی دانہ ہائے انار
بسان زاغ کمان تیر سی نہ ہو بھی گریز / اگرچہ مرغ کا ہو خانہ کمان مین گذار
رہی ہی آب سمندر کیطرح آتش مین / پلی ہی صورت ماہی میان آب شرار
ہزارون قلعے ہوئے مفتوح تیرے حکم سی یون / کہلین نسیم سی جس طرح غنچہ گلزار
کبھی نہ ٹھہرین تری سامنے تری دشمن / اگرچہ ایک تو یکتا ہوا ور وہ لاکھ ہزار
زمین تو مثل فلک بھاگی اور وے جیون اختر / مثال مہر جو نکلے پکڑ کے تو تلوار
عدو کے سر نظر آتی ہین قطرہ باران سے / برنگ برق نکلتی ہی جب تری تلوار
زبسکہ ہی تری تیغ خمیدہ کی ہیبت / چلا نہ سر کو اوٹھا کر یہ گنبد دوار
ہمیشہ کاٹ کا اوسکی خیال رہتا ہی / ہی آگی آنکھون کے آٹھون پہر تری تلوار
عجب نہین ہی کہ دشمن بصورت احول / جو ایک شی کو کہی وہ ہین اور وہ کو چار
کمان قوس قزح ہی شہاب ثاقب تیر / فلک ہی تیر فگن ایک چار سرکار
ق تری سمند کی کس سی بیان چالاکی / مصورون کو ہی تصویر کھینچنا دشوار
کفل پہ یعنی ذرا جو گیا جو خامہ مو / نکل گئی وہین تصویر صفحی سی یکبار
ق تری سمند کا مضمون اور کوری کا / جو ایک بیت مین باندھی کوئی وحشی شعار

جو ہاتھ آئی کبھی مضمون اوسکا او رنگِ جائے
برنگِ طائرِ رنگِ حنا ہو آخر کار

ق
مصور اوسکا پری چہرہ جب بناتا ہے
اور اوسکی کرتا ہی اعضا کو بستہ شوخ نگار

نہیں بناتا ہی پا اوسکی خوف جلانے
نہ گرد کھینچ لے جب تک کہ چرخِ دیوار

گر اوسکی گرم روی کا بیان کیجیے ہی
تو شکلِ برق بنی پھر مرا لبِ اظہار

عیان ہے صاف شبِ قدر سر کی چوٹی سے
طلوعِ صبح ہی اوسکی جبین پہ پر انوار

ہوا کی دوش پہ گویا کہ سنبلستان ہے
ہی اوسکی گردنِ موزون پہ یال کہ بہار

دُمِ سیاہ وہی یون جلوہ گر عقب میں
کہ درمیان مہ و مہر ہی عیان شبِ تار

پھر آئی روی زمین سُم کا گام ادا میں
کہ جیسی صفحۂ قرطاس پر پھیرے پرگار

یقین ہی سیکڑون ذوق سنگ اوسکی ٹاپ سے صدا
لگا ہی ساز میں مطربِ جوش موی یال کا تار

شہا صفت تری توسنکی مجھسی کب ہو بیان
خوشا وہ مرکبِ عالی کہ جسکا تو ہی سوار

ق
سوار ہوئی جو فیلِ سیاہ رنگ پہ تو
تو کہیے تو مہ تابان ہی اور روزِ شبِ تار

جو دیکھیں اوسکو کہیں کہ چھا گئی ہی گھٹا
کہیں چمک گئی بجلی جو دیکھے لیکن عیار

اگرچہ ابر سی حلقی ہوں عطر میں رنج
نہ ٹھہری تیسرے ہی مضمونِ تیزی رفتار

جو پانی پھینکی وہ خرطوم سی کہیں بستان
ہماری کشت پہ برسا آج ابرِ بہار

کروں دعا پہ قصیدے کو ختم ای گویا
کہ مدح کر نہیں سکتا مرا لبِ گفتار

نسیمِ صبحِ اجابت ہوئی ہی جنبش میں
میں اپنی دستِ دعا کھولوں غنچہ سان یکبار

الٰہی تا رہی گلزارِ خلد و باغِ جہان
چمن میں پھرتی رہی جب تلک نسیمِ بہار

بگوشِ دل سنیں جب تک سخن کو صاحبِ فہم | صدف میں قطرۂ نیسان ہو تا درِ شہوار

رباب و چنگ و دف و نی ہوا کرے رونقِ بزم | پیالہ او صراحی ہو مئی ہوا و مئی خوار

شہا بحشمت و اقبال و شوکت و اجلال | ترا مدام رہی تخت و تاج و جاہ و وقار

نسیم عیش سی خندان و غنچہ سے شگفتہ رو | چمن میں عمر کی اونکی رہی ہمیشہ بہار

گرہ کشای جبین ہو صبا نہ دشمن کے | برنگ غنچۂ تصویر تا بروزِ شمار

کہا کری یہ عدو سوز آتشِ غم سی | جلا جلا و قنا ربنا عذاب النار

غزلیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا کیا کروں میں شکر خدای قدیر کا | بخشا ہی مجھ فقیر کو رتبہ امیر کا

مانگوں خدا سی عشق بشیر و نذیر کا | رو کب کری کریم سوال اک فقیر کا

خوں رووں چشم زخم سی میں تیری یاد میں | یارب نشانہ ہوں تری الفت کے تیر کا

دل تڑپی مثل برق تری ذوق و شوق میں | عالم ہو میرے چشم میں ابر مطیر کا

روشن ہو تیری جلوہ سی دل مثل آفتاب | عالم جبین میں سجدی سی ماہِ منیر کا

بخشش تو وہ جو آئی تو اہلِ نعیم سے | ہرگز ملی دماغ نہ اہل سعیر کا

بیدار ہوں نصیب جو آنکھیں ہوں خواب میں | دیکھوں جمال تیری بشیر و نذیر کا

وعدہ کری تو حور کا اور مین کرون قصور
تیرا تو وہ کرم یہ قصور اس قصیر کا

اس بندہ پروری کا بھلا کس سی شکر ہو
جب ہو خیال پہلے تو لہ سی شیر کا

پاپوش جسکی سر پہ رکھی بادشاہ ہوا
اللہ ری مرتبہ تری در کی فقیر کا

یارب مین تیری راہ مین ثابت قدم رہون
چھوٹے نہ مجھسے ہاتھ مری دستگیر کا

بیہوشی مین بھی ساقی کوثر کا نام لون
ایسا ہو نشہ بادۂ خمِ غدیر کا

سلطان سلیمن کی گویا صفت کرون
کیا مونہہ بھلا ہی مجھہ سی فقیر حقیر کا

تصور تھا جو وقتِ مرگ اک لیلی شمائل کا
مری تابوت پر دھوکا ہوا مجنونکو محمل کا

وہی تھا جسکو مین سمجھا من تو ایکدم یک
زہی غفلت ہوا مین مدعی دعوے باطل کا

تعلق ہو نہی اسنکیہ سالک کا یہہ ممکن ہے
نہین آبِ رواں کو خوف موجونکی سلاسل کا

نہین ہے علم جانبازی مین کچہ حاجت معلم کی
تڑپنا آپ ہی استاد ہی تعلیمِ بسمل کا

خدا کی یاد سی غافل نکر اس قلب خاکی کو
کہ نورِ ذکر رونق بخش ہی اس تیرہ دلکا

بسانِ مشک بی تاثیر ہین اس کشتۂ عالم
ارادہ میر دینے نہ رکھی کوئی حاصل کا

نہین ملتی ہی ہاتھونکو گریبان کبھی
پکڑنا قیس کو دشوار ہی دامان محملکا

سویدا ہی سوادِ منزل مقصود زاہد کو
نہ پہنچا کعبے کو جو نابلد ہی وادی دل کا

نشیہ بندان تن ہی روحِ صافی کیون مرا
ملک کو کسطرح خوش آتی مسکن چاہ بابل کا

نہ دیکھون سعی ہی دریا تشنگی مین چہد یا غی سی
اگر مین غرق ہوا اس کبھی پکڑ دن نسا حل کا

پھرا ہی جام عمر مالامال شربت شہادت کا　　یہہ مینائے فلک شیشہ ہی اک زہر ہلاہل کا

ازل سے چلتے چلتے گو رنگ نبھی ہین مشکل سے　　کنارہ اب تلک پایا نہین مقصد کی منزل کا

برنگ غنچہ تنگو تھین لاکھون گرہ دل مین　　کھلا اک جام سے ساقی کی عقدہ میری مشکل کا

زبان کی نبض ہر جا بہ روز ازل سے کہل گئے دلکے　　نظر کی بند پردہ اوٹھہ گیا بس سد حائل کا

نہین ممکن کوئی سیراب ہو دریائے الفت سے　　باین قربت ہمیشہ خشک لب ہے اسکے ساحل کا

بنایا کعبہ ابراہیم نے اوسکا یہہ عزت ہے　　کہ بنتا سخت مشکل تھا کسی سے کعبہ دل کا

تجرد سی رہا ہو کر پہنسا دام تعلق مین　　بڑا نادان ہی آسانی سے جو خواہان ہو مشکل کا

جنون پر ہر میر جو ہنستے ہین لذت سے ہین غافل　　کہ ہی مذکور دیوانون کا اکثر نقل محفل کا

مثال دانہ تسبیح کی ہاتھون تک نہ پہنچا　　کسی سے حل ہوا عقدہ نہ ہرگز میری مشکل کا

مری مشکل کشائی غیر ممکن ہے کہون کس سے　　مگر مشکل کشا مشکل کشا ہو میری مشکل کا

ملین ہین روح کو شہپر ہمای عرش پروازی
نہو پابند ای گویا تو جسم پادر گل کا

اگر نامے مین لکھدون حال کچھ بیتابی دل کا　　ابھی عالم ہو مرغ نامہ بر مرغ بسمل کا

یہہ کسنی ہاتھ سے آب لیا گل شمع محفل کا　　ہوا گلگیر مین عالم جو منقار عنادل کا

بوقت ذبح مونہہ کو پھیر کی تکبیر کہتا ہے　　عدو قاتل ہی کیا اللہ اکبر اپنی بسمل کا

گرفتہ خاطر و تنگو زخم کاری ہی کشاد دل　　کری وانا خن شمشیر عقدہ میری مشکل کا

برنگ گل جگر ہوتی مین ٹکڑی ٹکڑی ہنسی والون کے　　نیا انداز ہی بلبل ہماری شیون دل کا

ہوئی ہے جب سے الفت یار چاہِ زنخداں سے
فرشتوں کی طرح محبوس ہے اک چاہِ بابل کا

ذرا تو بھی تو آکر دیکھ طرفہ سیر ہے ظالم
تماشائی ہے عالم آج تیری صید بسمل کا

مرا سر کاٹ لو اے آج او تیرا بوجھ گردن سے
دہانِ زخم تا محشر کریگا شکر قاتل کا

ہوئی کیا پر یہی ہے فکر زینت معشوق عاشق کی
حنائی ہو گیا خون سے ہمارے ہاتھ قاتل کا

جنوں تھا بہر زمیں مرنے پہ نیاز رنگ ماعی سے
رکھا ہے پھول چھاتی پر تو گویا بوجھ ہے سل کا

لکھوں وصف رخ پرنور جاناں کو ثنائی سے
زمین شعر میں دکھلاؤں جلوہ ماہ کامل کا

یہی آتا ہے دل میں چشمۂ شیریں میں جا ڈوبوں
گوارا ہے جدا ہونا لب شیریں شمائل کا

تماشا شیشہ بازیگا دکھایا اوس پری رو کو
کہا یوں حال قاصد نے مری بیتابی دل کا

مرا وحشت سے وحشت خیز ہے ایسی جو اٹھ نکلے
بہ رنگ گل ابھی ہو ٹکڑے ٹکڑے پردہ محمل کا

میں مانگی جاؤں نجوم گہ سجدہ ستو ملوں زمیں پانی
دہانِ زخم سے میں کام لوں لب ہائے سائل کا

زمیں پر یار جب چلتا ہے ان کا پامال ہوتا ہے
قدم ہے عرش پر پڑتا مری خورشید منزل کا

تو وہ ہے شمع رو تجھ سے اگر تشبیہ دیتا میں
فلک پروانہ بن جاتا چراغ ماہ کامل کا

الٰہی لطف سے آئینہ رخ صاف کہہ بیٹھے
کہ ہے بیجا او جھنا ہر کسی سے کام جاہل کا

شب فرقت کا گر وہ حال پوچھے کبھی صیاد
بہت رویا بہت پیٹا بہت تڑپا بہت بلکا

جو وحشت میں قدم رکھوں نہیں آسمان کا
ہلا دی عرش کی زنجیر کو نالہ سلاسل کا

بتنگ آیا غم فرقت سے ان پہ رحم ہے مرتا
بتادی قضا جو کہا تا مجکو تیغ قاتل کا

جفا گر وہ کریگا تو وفا میں بھی دکھاؤنگا
دہانِ زخم سے لی لوں گا بوسہ تیغ قاتل کا

برہنہ کیا ہی موج دریا مین گویا تیغ عریان ہے
ہوا ہی مردم آبی مین عالم نیم بسمل کا

کوئی تجھسا دیوانہ پیدا نہو گا
ہوا بھی تو پھر ایسا رسوا نہو گا

نہ دیکھا ہو جسنے کبھی اوسکے آگے
ہمین لن ترانی سنانا نہو گا

کیا ہو گا گلگشت کو جبکہ وہ گل
تو گلزار پھولا سمایا نہو گا

قیامت کے منکر جو ہین ای ستمگر
تری قد و قامت کو دیکھا نہو گا

کجی اسکی ہمسی نجائیگی ہر گز
فلک جب تلک خوب سیدھا نہو گا

وہ ایسا نہین جب تیری بات سُنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہو گا

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا
درد سر کسکا یہان سر ہی گیا

جی مرا تن سے سفر کر ہی گیا
وہ تو گھر مین رہی یہان گھر ہی گیا

کیا لکھین خط کہ تری خط نکلا
کہیو قاصد کہ وہ دفتر ہی گیا

میری قاتل کا لڑکپن دیکھو
دیکھکر خون کو مری ڈر ہی گیا

مین موا کون کریگا وہان شور
آپکی کوچی سی اب شر ہی گیا

قتل عشاق سی اب نفرت ہی
تیغ ابرو سی یہہ جوہر ہی گیا

واہ ری رشک نہ تنہا چھوڑا
جی مرا تیرے برابر ہی گیا

اوسیحا نہ خبر لی تونے
وہ جو بیمار تہا لی سر ہی گیا

پانون تو مینے ادب سے نہ دہری
راہ مین تیری مہر اسیری گیا

جان بہی میری گئی ہے ہمراہ
نامہ کہان لے سکے کبوتر ہی گیا

اور **گویا** سی وہ کیا کہتا ہے
ایک سر تہا سو فدا کر ہی گیا

پڑ گیا ہی عکس اوسکا جو تیری گال کا
ماہِ کامل بنگیا ہی چاند تیری نعل کا

اوبہرا ہیکر مین میانہ ہون تیری چال کا
طوق ہو میری گلی مین حلقۂ خلخال کا

گرم رفتاری وہ اپنی دیکھکر کہنے لگا
شعلۂ جوّالہ ہی حلقہ مری خلخال کا

حالِ دل لب تک آیا ہی یہی حکمِ وفا
مہرِ خاموشی رکھا ہی نام اپنی خلخال کا

تو قدم جسجا رکھی آنکھین بچھائین خورد و
حلقۂ چشم پری حلقہ بنی خلخال کا

وصف اوسکی کمر کا خط مین لکھدین ہم اگر
دائرہ ہر اک کبوتر کو ہو پہندا بال کا

یہ یقین ہی دم مین خم خشک ہو جائے قلم
ہون وہ گریان کہین پہیا تا گر تری نعل کا

کھنچ گئی جب ہجر مین دل ہوا جلکر کباب
مونہہ سی جب ساغر لگا عالم ہوا تبخال کا

تو نہی جب جا تا کہ ہو دشمن ہوا مجہ سی عمل
ہوگا تیری ہاتھ مین نامہ مری اعمال کا

پان تک دیا کہ پونہچا تا فلک دریای اشک
عقرب گردون پہ سہو کا ہو گیا گہڑیال کا

دیکھ کر داغِ دلِ سوزان مرا نالان ہوا
آفتاب حشر کو دہکا ہوا گہڑیال کا

جا و ثنا آ رہی طرح سی کا نہ سنے رنج ہی
طائر رنگ پریدہ کو خطر کیا جال کا

پاؤن مین پہنا جو تونے ماہِ کامل بنگیا
تھا برنگ ماہِ نو حلقہ تری خلخال کا

جب تری سوزش سے دھواں نکلا بنا ابر بہار
دم میں کھل جا نکلا غنچہ بھی ترے نہال کا

مت چھپا رخ کو لب بام فلک کی نور سے
مہر و مہ میں بن تری عالم ہوا اجمال کا

اسعد دیکھ جب سے شکل اسکی گریہ عکس بہا
نقش ہوا آئینہ و تصویر میں تمثال کا

دیکھ لیتا ہوں جو مہر و مہ کو بارہ تیرہ
پھر تو ہوتا ہی یقین ابرو سے مجکو سال کا

جو کہ دنیا میں ہی وہ پستا ہی تیری چال پر
باغ عالم میں ہی عالم سبزۂ پامال کا

قتل کرنیکو جو آیا ہو گئی بس مجکو عید
تیغ قاتل کو میں سمجھا چاند ہی شوال کا

یاد ان پر جسے مہو کرین کہانی گئی گویا کی عمر
نقش پائی یار ہی نامہ مرے اعمال کا

ہی جو مضمون فتنہ انگیز اسمیں تیری چال کا
اب زمین تعزیر پائی ہی خوف ہی بھونچال کا

مردہ جی اوٹھتی ہین شکر یہی طرز گفتگو
ایک عالم جسپہ مرتا ہی وہ عالم حسن کا

ابر کہتی ہین جسی ہی سایۂ مژگان تر
دامن دریا ہی اک گوشہ مری رومال کا

خون ناحق لی نہ سر پر مہندی ہاتھوں میں لگا
دل پسا جاتا ہی او ظالم تری پامال کا

چاندنی کا فرش جو بھی خیمہ تری کہتی ہین خوف
پر تو افگن ہی زمین پر چاند تیری نعل کا

ہی یقین آنکھیں ہی اب تک کی دو میں نگہ لگے
حسرت دیدار میں ہوگا مرے حال کا

ہی پریشانی سراسر گیسوئے خمدار میں
پڑ گیا ہی صبر ظالم کس پریشان حال کا

میں فقیری میں بھی خوش تجھتا ہوں نہیں بستر رہا
بستر اپنے نے بنایا ہی ہرن کی کھال کا

کیا دھواں مار آج ہمسی شعر موزون ہو گیا
نہ ہو گیا مضمون تیرے تصویر کی مثال کا

شیشی کی جھنال پر عکس ہان سرخی
صاف ہو جاتا ہی دیہو کا لعل کی جھنال کا

عجب ہے آگی طائر دیکھنا ہو نگی اسیر
کھا کی بل موی کمر بنتا ہی پہندا بال کا

دیکھکر رفتار او ظالم سوی جاتی ہی خلق
کم نہین تلوار کی جلنی سی عالم چال کا

کیہ ان بن جانی مین قدم ہو نگی نیچی آسمان
ہی برنگ ماہ نو سایہ تری خلخال کا

تیری عکسِ رخ سی ہی خوشبو سبز کے پھول مین
روغنِ گل بن گیا ہی صاف روغن بال کا

بھیجکر خط انتظار ایسا کبوتر کا کیا
ہو گیا آنکھو نمین آخر عارضہ پربال کا

تو گجر بجتی گیا اور مین ادہر بس مر گیا
کوسِ رحلت کی صدا نالہ ہوا گھڑیال کا

ہم فقیری مین بھی گویا بادشاہی کرتی ہین
زیر سایہ اپنی ہی سایہ ہما کی بال کا ٭

وصفِ لکھا ہی کس گلِ تر کا
ہی رگِ گل جو تار مسطر کا

آپ سے جب گذر گئے پہونچے
یاد ہی راستا ترے گھر کا

آہِ موزون کے ساتھہ نالہ کرون
خوب مصرع ہی یہہ برابر کا

یاد دندان مین ہم جو روئین ابھی
اوٹھے طوفان آبِ گوہر کا

کب تلک ان بتون کی ظلم سہون
ای خدا دل نہین ہے پتھر کا

ہون وہ ثابت قدم کہ صورتِ شمع
کٹ گیا سر ولی نہ مین سر کا

ہی بھی معشوق ساقیِ کوثر
ساقیا جام دیجو کوثر کا

کون سویا تھا کھول کر زلفین
تارِ سنبل ہی تار بستر کا

[illegible] لگایا تھے پر ‏ ‏ ورود و نا ہوا اثر سے سفر کا

[illegible]ن ابروون کے ‏ ‏ پوچھتے یا تھہ اوس کمانگر کا

[illegible]جان جو نامہ بر سے کیجے ‏ ‏ کون احسان لی کبوتر کا

کھوا ابر بہار سے آئے ‏ ‏ دیکھ لے جوش دیدۂ تر کا

وہ پری رہتے ہین سلیمان ہی ‏ ‏ نقش پا آئینہ سکندر کا

خال مہرو سی دی ہی جو تمثال ‏ ‏ ہی فلک پر و داغ اختر کا

زخم پانی چوراتے ہین ظالم ‏ ‏ ہین وہ پیاسا ہون آب خنجر کا

داغ دل گر دکھاؤن ای گویا
ہو گمان آفتاب محشر کا

یہ اشارہ کر رہا ہی ہمکو حلقہ دام کا ‏ ‏ ہی کف صیاد مین دانہ تمہارے نام کا

گر کبھی ہم چشم ہو چشم بت گلفام کا ‏ ‏ پوست کھینچا جائے اس تقصیر پر بادام کا

کھل گیا گیسو چمن مین گر بت گلفام کا ‏ ‏ موج بوی گل مین عالم ہو گیا گلدام کا

آنکھ پڑتی ہی جو ای صیاد نخچیر کی ‏ ‏ آنکھ کا ڈورا ہی گویا ہر ایک ڈورا دام کا

مجھ مین او رو سمین لا بستا ہی ہجوم اختلاط ‏ ‏ دخل ہو سکتا نہین ہی بیچ مین پیغام کا

بھول جائے اپنا بل کرنا ابھی شاخ نہال ‏ ‏ پیچ دکھلا دی جو تو گیسوی عنبر فام کا

تھی الفت چشم جانا نسی مجھی طفلی مین بھی ‏ ‏ شیر کی بدلی سدا شیرہ پیا بادام کا

ہم اسیرون نی کیا جو نرگس گلشن کا ذکر ‏ ‏ آنکھین دکھلانی لگا حلقہ ہر اک گلدام کا

چشم کی ابلق کو جسدم لایا جولان مین یار
رہ گیا ہی تھمکی توسن گردشِ ایام کا

واہ رے قسمت کے خوبی آگیا پیغام موت
پر جواب آیا نہ وہان سے ابتلک پیغام کا

اپنی پہلو مین جگہہ دی کون غیر از سوزِ غم
آہ مین ہا شکِ چکیدہ ہون کبابِ خام کا

نکلے سنگ آسیا سی برق بنکر ہر شرر
ایکدانہ بھی نہ لے گویا جو میرے نام کا

واہ ری تلوونکی رنگت نقشِ پا گلگون ہوا
ہای رے قدِ سرو جسکے سایہ سے موزون دل ہوا

مصرعِ ابروی دلبر لکھدیا استاد نے
اوس سے بہتر دوسرا مصرع نہ جب موزون ہوا

دیکھتی ہی زلف کا مضمون ہاتھ آیا مرے
مجکو سنبل کا نظارہ سایہ کا افسون ہوا

وقت فکر آیا یہہ کسکے تیرِ مژگان کا خیال
صفحۂ کاغذ پہ بسمل طائرِ مضمون ہوا

جای اشک ایسا ہی آنکھونسی نکلا بر دل گرا
ای جنون دل مین ہمارا دامنِ ہامون ہوا

ہو گیا تاراج اپنا کشورِ صبر و قرار
ملکِ ہستی پایان کا کہا تا ہمین شبخون ہوا

انقلابِ عشق آخر چرخ نے دکھلا دیا
یعنی وہ لیلی شمائل ہی سرِ مجنون ہوا

مہندی ہاتھون مین لگا کر یار پچھتایا بہت
مفت مین جب اوسنی دیکھا عاشقونکا خون ہوا

تذکرہ بھی رخ کی گویا صاف تھی آثارِ صبح
ہو گئی شب بھی جو ذکرِ گیسوی شبگون ہوا

ناتوانی سی یہ نقشہ ہی تنِ رنجور کا
سب سمجھے ہای پیل گر صدمہ ہوئے پای مور کا

ہی دمِ گریہ جو دھیان اوس نرگسِ مخمور کا
آنسوؤن مین بھی ہی عالم خوشۂ انگور کا

[illegible] بانامری اغوش کو — کس لیے مشتاق ہین یہہ تاکنار گور کا

[illegible] کیون کھینچا ہو خوگر — کیا مری دل پر گنہ ثابت ہو منصور کا

مو دیون خانہ برباد مین ہی اکثر بھلا — شہد ہاتہ آیا جو گھر ویران ہوا زنبور کا

کیون نہ ہین تاکون ہم گلگشت گلشن پاک کو — تاکتی والا ہون اوسکے نرگس مخمور کا

حق پہ سر کٹوا دیا ابن علی نی دیکھہ لو — طعن ناحق ہی جو سر کاٹا گیا منصور کا

مثل دوزخ جسم جنت مین اونہین تنہا دیکھتا ہون — بعد مردن بہی یہہ عالم ہی تن مہجور کا

وصل کا وعدہ کب لکھتا ہی نامہ مین مجھے — نام وصلی پر نہین لکھتا جو مجھہ مہجور کا

بادشاہی کو فقیری سی سمجھتا ہی ذلیل
حوصلہ تو دیکھیو **گویا** سی بیقدر کا

کشتہ ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور کا — زخم ہی ہر ایک ساغر بادہ انگور کا

وصف گر لکھون مین اوسکی عارض پر نور کا — ہاتہ مین میری قلم بن جای شعلہ طور کا

دیکھتے آگے زمین کے آسمان جھکتا ہے — خاکساری سے جہکا دیتی ہی ہر مغرور کا

اشک مثل آبلہ ہین اور مژہ ہای چشم خار — ضعف سے اب چشم کی گردش سفر ہی دور کا

جامی حق سے لگین زاہد ناحق جذبہ کے — رشتۂ تیغ گر ہو پنبۂ منصور کا

جس نے دیکھا بس ہمین شی لگا مانند زخم — چشمۂ خورشید ہی چشمہ مری ناسور کا

جام می پی یار ہمکو آفتاب حشر ہی — قلقل مینا ہی ساقی صاف نالہ صور کا

لب کبھی شکوہ سی اپنی آشنا ہوتی نہین — [illegible] شکر ہر اک زخم مجھہ مشکور کا

بنگیا وہ طور مین جس کوہ پر نالاں ہوا
نالۂ سوزاں ہی رفتہ [illegible]

شمع ساں سو بار سر کٹ کر [illegible] ہوا
[illegible] انور کا

اپنی جھومر کو جو وہ دیکھی [illegible]
ہر اک موتی مین عالم دانۂ انگور کا

ابر تر مژگاں تری برق آہ شعلہ بار
بیقراری سی یہ نقشہ ہی تری رنجور کا

گیسوئے مشکیں مین اوسکی دل کو ہوا عالم خیال
پیچ ہو جاتا ہی افزوں رات کو رنجور کا

مونہہ چھپا لیگا جو وہ لف سے صبح حشر
روز محشر پر گماں ہوگا شب دیجور کا

زلف پیچاں کا خیال آجاے گر ہنگام فکر
باندہی ہی سوجھ سی مضمون شب دیجور کا

دل کو کس گل کا عرق آلودہ رخ آیا ہی یاد
عطرداں کا مونہہ بنا ہی نہہ ہر اک ناسور کا

نام اک میخوار کا ایسا کیا گویا نی ورد
دانۂ تسبیح دانہ بنگیا انگور کا

ہمنے جب روی یار کو دیکھا
صنعت کردگار کو دیکھا

خط و رخسار یار کو دیکھا
سبزۂ و لالہ زار کو دیکھا

صاف تو کہدے کیوں تمکدر ہے
کیا ہمارے غبار کو دیکھا

یہ تڑپ کر جو گر پڑی بجلی
کیا دل بیقرار کو دیکھا

تجھسا کوئی نہیں گر [illegible]
چمن روزگار کو دیکھا

دل صد چاک سی کیا [illegible]
پیچ سے زلف یار کو دیکھا

نہ اوسے لا سکے [illegible]
جبر اور اختیار کو دیکھا

[illegible] یار بھی
خواب مین بھی نہ یار کو دیکھا

موت [illegible] آیا
آخرِ انتظار کو دیکھا

یاد آیا مرا تن پر داغ
تو نے جب لالہ زار کو دیکھا

دیکھ کر مجھ کو بزم مین بولا
باغ مین تو نے خار کو دیکھا

چھٹ گئی ہاتھ سے عنانِ شکیب
تو نے اوس شہسوار کو دیکھا

ہوگیا مست جب سے گویا نے
ساقیِ گلعذار کو دیکھا

جلوہ گر آنکھوں مین گر وہ بے نشان ہو جائیگا
ہر مکان اپنی نظر مین لامکان ہو جائیگا

چاند قاتل کی سپر کا جب عیان ہو جائیگا
جامہ اپنی زندگانی کا کتان ہو جائیگا

جی نکل جائیگا تن سے تو گیا صیاد اگر
طائرِ جان دیکھنا بے آشیان ہو جائیگا

حسنِ روز افزون کمائیگا جو وہ یوسف جمال
پیر مانند زلیخا پھر جوان ہو جائیگا

موت جب نزدیک آئی پھر سے اوس کو کہا
فاتحہ گر دور ہوا تو یہ زیان ہو جائیگا

مین ہوں گریان چمن کہ بعد از مرگ تربت پر مرے
ابرِ رحمت کا مقرر سائبان ہو جائیگا

وصف قاتل کا کرینگے مین دہانِ زخم سے
ٹوٹ کر گر [illegible] بکیا خنجر زبان ہو جائیگا

ای معلم مت پڑھا اوس طفل کو زیر و زبر
جب [illegible] الف سی تہ و بالا جہان ہو جائیگا

بہہ گئی زلفون سے صفا روئی جانان کی اب
صبحِ محشر کی جو قرآن و میان ہو جائیگا

جلوہ فرما ہی جو آب سیہ بھی لبِ شیرین یار سے
[illegible] خسرو طوطی شیرین بیان ہو جائیگا

کمول نرگسی شعلہ رخ و لفین تیری روئیگا جہان
آنکھ سے نکلیں گے آنسو جب تو ابھو جائیگا

پست ہوگا آسمان ہوگی زمین عشق بلند
میری نالون سی زیر بالا آسمان جائیگا

جو ہوا کامل وہ کرتا ہی خموشی اختیار
ماہِ نو جب بدر ہوگا بی زبان ہو جائیگا

آستانِ یار چھوٹیگا نہ بعد از مرگ بھی
سنگِ مدفن مجھکو سنگِ آستان ہو جائیگا

دل جلا تو آئیگا لب پر بقدر دود دل
آگ بھڑکیگی وہان اے زبان جو آن جائیگا

سرخ مو باف اوسکی جو ٹیگا نظر آیا اگر
وصل مین مجھکو شب حجر کا گمان ہو جائیگا

شور ہوگا چار سو ای یارِ المشتاق کا
ایکدم بھی تھم جو نظرون سے نہان ہو جائیگا

ایک عالم کی نظر اوسکی لو بلبل لگی ہم
قائمہ ہوگا بہت تھوڑا زبان ہو جائیگا

برق چمکیگی چمن مین گر تبسم سی ترے
نخلِ ایمن ہم نہالِ بوستان ہو جائیگا

گر ہی عشاق کی جانب لئے نہ تیغ جھری گی
آپکا یہ تیر ہم شکل کمان ہو جائیگا

خاک مین میری ملانی کی لیے گردش مین گا
مر گیا مین اب تو ساکن آسمان ہو جائیگا

جائیگا لیکر وہ ہوش و صبر و آرام و قرار
ساتھ اوس یوسف کے گویا کاروان جائیگا

ہاتھ سے کچھ نہ تری [illegible] ہوگا
ہان جو ہوگا تو مری موت کا سامان ہوگا

ساقیا ہجر مین میخانہ بیابان ہوگا
دورِ ساغر بھی رم چشم غزالان ہوگا

ہوگی تلوار تری ہاتھ مین [illegible]
خونِ عشاق سی جوہرِ گل خندان ہوگا

دیکھ کہدیتی ہے مین ہو [illegible]
آج بالفرض جو تو تخت سلیمان ہوگا

شعلۂ رخسار [illegible] آتشکدہ
اسطرح سی مری تربت پہ چراغان ہوگا

جو بہار آئی [illegible] جگر جلکی [illegible]
کسی غمخوار کا غم سینے مین مہمان ہوگا

جب [illegible] ہو نہین کہتا [illegible]
یارب آباد یہ کب خانۂ زندان ہوگا

کوچۂ یار وہ جنت ہی جو یان رونے کی ہم
طفل اشک آنکھہ سی نکلی گا تو غلمان ہوگا

ای بتو کل تو ہی اللہ کو مونہہ دکھلانا
آج مونہہ ہمکو دکھاؤگی تو احسان ہوگا

لب جان بخش صنم کی جو لکھیگا تعریف
نام گویا ترا اعجاز رقم خان ہوگا

پھر یہ دل شیفتۂ زلف پریشان ہوگا
پھر مرا جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

ای جنون پھر مجھی جوش آنی لگی عریانی
پھر نہ دامن ہی رہیگا نہ گریبان ہوگا

پھر بہار آئی ہوا جوش جنون پھر مجھکو
چاک پھر گل کی روش میرا گریبان ہوگا

پھر ہوا شوق شہادت مجھے پھر نگہ شہید
پھر گلا میرا تہ خنجر بران ہوگا

پھر لگی لالہ رخون سی مجھی الفت ہونے
سینہ پھر داغون سی مانند گلستان ہوگا

پھر چلین گے ترا قد دیکھہ کی گلزار و چمن
پھر مرا اک سرو چمن سرو خرامان ہوگا

پھر ترے قد کا خیال آنے لگا گلشن مین
نخل ماتم [illegible] پھر مرا سرو گلستان ہوگا

پھر کسی آئینہ رخسار کی الفت ہوگی
[illegible] آئینہ پھر دل مرا حیران ہوگا

زعفرانی کسی تلوار کا پھر رومال
[illegible] زخم مری جسم کا خندان ہوگا

چاہ پھر تیرے جھنکا نیگے کو مین ای یوسف
[illegible] شیفتہ چاہ زنخدان ہوگا

پھر کسو نگا تری رفتار کی خط میں تعریف
نامہ بر پھر مرا پیک کبک خراماں ہوگا

گھر میں دل پھر مرا گھبرانی لگا آپسی آپ
ای جنون پھر یہ مکان خانۂ زندان ہوگا

پھر ہوا عشق ہے ناوک مژگانی مجھے
پھر عوض دل کی مری سینے میں پیکان ہوگا

یاد پھر یار کی تڑپانی لگی بجلی کی طرح
ابر پھر ساتھ مری رات کو گریان ہوگا

پھر مرے نالون سے ہو جائیگا محشر برپا
چاک پھر صبح قیامت کا گریبان ہوگا

پھر خوش آتی ہی مرنی لگو شب ماہ کی سیر
عشق پھر چاند سی مکھڑیکا دو خندان ہوگا

پھر ہوا جوش جنون جاونگا پھر صحرا کو
پھر ہر اک آبلے میں خار مغیلان ہوگا

مجھ سے پھر مرے یہ خونخوار چشم کریگی گردش
سبزہ پھر قبر کا پامالِ غزالان ہوگا

پھر طبیعت مری آنے لگی اک کافر پر
پھر نہ دل ہوگا نہ دین ہیگا نہ ایمان ہوگا

پھر مرا عشق کا جھلکین گے مرے زخم جگر
ہاتھ میں پھر مرے قاتل کی نمکدان ہوگا

اندنون پھر تجھے گویا جو ہی چپکی سی لگے
پھر ارادہ طرفِ ملکِ خموشان ہوگا

یہ سر کے عار خلائق میں دردمند ہوا
کہ سگ کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

بلال نعل بنا چرخ نعل بند ہوا
سمند یار کو تیسر بھی نا پسند ہوا

سپند وار کیی خال لب نے ...
برنگِ نے مرا نالان یہ بند بند ہوا

نہ آئی آپ میں ہم یار پھر گیا اگر
مزاج اپنا یہ خود رفتگی پسند ہوا

شراب پیکی میں اے محتسب دو ونگا
جو روز جمعہ درِ میکدہ نہ بند ہوا

[illegible] توان [illegible] پھر اسیر ہا جو [illegible] ہوا
پڑا جو سایہ جدا میرا بند بند ہوا

[illegible] یوسف کا گرم [illegible]
قدم رکھا جو خریدارنی سپند ہوا

جو خیال رخ ترا دیکھا تو چشم [illegible]
[illegible] ستارۂ سحری چرخ پر سپند ہوا

بنا تہا یار مری استخوانکا کیا سوفا
تمہاری زاغ کمان کو جو ناپسند ہوا

کمان بہی دیکھہ کے مونہہ پہیر لے تو کیا ہی عجب
مین وہ ہدف ہون کہ ناوک کے ناپسند ہوا

پلا دیے لب ساقی سے لب بصورت جام
شراب پکی مین بیہوش ہوشمند ہوا

ہوا اسیر محبت مین دیکھکر اے طفل
ترا یہ طوق مجھے حلقۂ کمند ہوا

مدام وزد حنا سر بکف جو ہے قاتل
حنائی ہاتہ سے مرنا مگر پسند ہوا

لہو یہہ خشک ہوا خوف صید افگن سے
نہ میرے خون سے تر اوسکا شکار بند ہوا

خیال اوس شہ خوبانکا دلمین بسنی لگا
مکان فقیر کا اب وشتہ پسند ہوا

اوٹھا جو بزم سے ساقی پکڑ لیا دامن
مین آج دست سبو کا نیازمند ہوا

تمہاری تودی کی تا عمر خاک چھانیگی
گرا اپنا تیرون سے غربال بند بند ہوا

لگائی تونے جو گولی وہ بنگئی گنبدی
لگا جو تیر وہ میرے قبا کا بند ہوا

کمان تہا سینہ مرا تیرے تیر کی قابل
کرم جو تونے کیا مین نیازمند ہوا

کیا اسیر محبت کلام [illegible]
یہہ وہی باتون مین گویا تہا [illegible] ہوا

نہ اجل آئی نہ وہ یار آیا یہ بہی نہوا [illegible]

نہ تو وصل ہوا نہ وصال ہوا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

ہر رگ کو شوق تھا نشتر کا مشتاق گلا تھا خنجر کا

لیکن نہ مٹا یہ مقدر کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

تاثیر نہو جب ان مین ذرا روئی تو کیا تڑپی تو کیا

بجلی نہ گری طوفان نہ اوٹھا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

نہ تو صدمہ کوہ الم اوٹھا اور زار یہ ہون تنکا نہ ہلا

مجھ سے تو سنا ای کاہ ربا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

تڑپا نہ تہ خنجر مین ذرا سر اپنا دیا شکوہ نہ کیا

تھا پاس ادب جو قاتل کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

کہتا تھا ہوا وس سے وصال سراپا جلد کہین ہو وصال

تھا خواب مگر یہ خیال سراپا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

منہہ ہی نہ برسا تیرونکا اور اون ابروی شمشیرونکا

کچھہ بس نہ چلا تدبیرون کا یہہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

بازار محبت گرم رہا اوس یوسف سی سودا نہ بنا

نہ تو مول لیا نہ تو آپ بکا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مین نزع مین تھا بلوا نہ سکا کوئی مجھی وان پونچا نسکا

وہ آنسکا مین جا نسکا یہہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

زاہد نے طوف حرم کیا ہندو نے بت کو کیا سجدہ

ناکام وہ ہوں مجھ سے گویا یہہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

چشم جانان کو دل زار نے سونی نہ دیا
رات بیمار کو بیماری نے سونی نہ دیا

آنکھیں دکھلا کی مجھی یار نی سونی نہ دیا
رات اوس فتنۂ بیدار نی سونی نہ دیا

درد نی رنج والم نی غم تنہائی نی
قبر مین بھی انہین ہم جانسی نی سونی نہ دیا

اپنی آنکھوں مین کھٹکتا رہا تنکی کی طرح
مجھکو اوس میری تن زار نی سونی نہ دیا

طور پر برق کی مانند مین تڑپا شب ہجر
ایکدم حسرت دیدار نی سونی نہ دیا

یاد دلوا کی مجھی یار تری آنکھوں کی
باغ مین نرگس بیمار نی سونی نہ دیا

پاؤ مژگان سی نہ آنکھوں مین مری نیند آئی
آبلوں کو خلش خار نی سونی نہ دیا

نگہ ابرو و مژگان نی تری کاوش کی
تیر نی برچھی نی تلوار نی سونی نہ دیا

پاؤں مین سو جاتی تو گردش سی بچھا کو کوئی دم
انکو زنجیر کی جھنکار نی سونی نہ دیا

خواب مین بھی نہوا اوس مہ کا نظارہ نصیب
اسی لیے چرخ ستمگار نی سونی نہ دیا

روز کرتی ہین گلہ میرا اسیران کہن
نالۂ تازہ گرفتار نی سونی نہ دیا

رہیو شاہد مری ای شمع شب فرقت تو
صبح تک آہ شرربار نی سونی نہ دیا

دہن گور سی نالان ہین تا حشر تلک
مرکی بھی حسرت دیدار نی سونی نہ دیا

موت بھی ہجر کی شب تیرے رہی جیتی بھی
ایک دم مجھکو دل بیمار نی سونی نہ دیا

اس سی طوفان اوٹھا اور گرا آئی بجلی
چشم آہ شرربار نی سونی نہ دیا

یہی وہ ہر کار رہا پہر کا شیفتگی مر مر کر رات
دل کو بھی خوف شب تار نے سونے نہ دیا

برق کیطرح سے لی یار مجھے تڑپایا
بارش ابر شب تار نے سونے نہ دیا

نغمہ ساز نے وان شب تمہیں بیتاب کیا
یان ہمین آنسوؤنکی تار نے سونے نہ دیا

سو گیا شب کے جو مین اودھنی جبین جھکے
تیرے طالع کو مری یار نے سونے نہ دیا

جیتی جی ہمیں بھی تھی آئی گی ہم مرین تو نیند
سو خیال میں ہمین یار نے سونے نہ دیا

تیغ نے اوسکی گلی لگ کے سولایا مجکو
کیا ہوا سایہ اگر یار نے سونے نہ دیا

خار کو بھی کف پا میرے نہ آرام آیا
پاؤنکو آرزوے خار نے سونے نہ دیا

یار نے وصل میں جانا کہ مجھے نیند آئی
پھر مری طالع بیدار نے سونے نہ دیا

اوسکی آنکھونکی تصور نے ہمین اوڑا دی نیند
اپنی بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا

وصل میں آنکھ لگی تھی کوئی دم اسکی مگر
ہمکو پھر چرخ جفا کار نے سونے نہ دیا

تمہین نیند آئی نہ وان فکر خدا نے بخشی
یان ہمین دیدۂ خونبار نے سونے نہ دیا

ہی یہ مشہور غلط سولی پہ بھی آتی ہی نیند
ہمکو یاد قد دلدار نے سونے نہ دیا

بال سا آنکھونمین کھٹکا کیا میری شب ہجر
یاد موی کمر یار نے سونے نہ دیا

جلد تلوار اوٹھالی مری سر پر ہنگر
سایۂ تیغ میں بھی یار نے سونے نہ دیا

ہجر مین سو گئی تو کیا وصل مین منہ دکھلاتے
خیر گذرے جو غم یار نے سونے نہ دیا

قبر مین جنکو نہ سونا تھا سولایا اوسکو
پر مجھے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا

چونک اوٹھا سبزۂ خوابیدہ چمن مین گویا

نالۂ بلبل گلزار نے سونے نہ دیا

تھا جو افتادگے شعار اپنا
نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

تا نے دی نہ رخصت آگی سے
وہ وعدہ عدم جب کا مزار اپنا

آپ مین عمر بھر ہم آنہ سکے
نکلا ہم سکو جسم زار اپنا

نہین معلوم کیا صبا نے کہا
کہ ہوا ہو گیا غبار اپنا

ساقیا یون بنا دے گنبد قبر
بھر دی اک شیشی مین غبار اپنا

ہو گئین آنکھین نہ بند تو یہ کھلا
نہ گیا مر کے انتظار اپنا

خون بہا اس سے مانگیے تو کہے
کوڑی رکھتا نہین کشتار اپنا

جاگ اوٹھی بخت ایسی نالی کیسے
دل سا دشمن ہی وہ بستہ دار اپنا

بوسی لیتا ہون یار کی گنتے
دیکھنا شوق بیشمار اپنا

بندھ گیا اب خیالِ زلف دراز
طول کھینچیگا انتظار اپنا

مثلِ سبزہ ہین سب سے بیگانے
گل ہی اپنا ہوا نہ خار اپنا

کھولدی کسنے رخ پہ زلفِ سیہ
ہو گیا تیرہ روزگار اپنا

تب فرقت نصیبِ غیر ہوئے
آج نکلا دل کا بخار اپنا

اوس کے سر پہ ہوا ہون ہی گویا
لی نشان چاہیے مزار اپنا

تیر کھا کر تری قربان جو قربان ہوا
منتظر تھا تری قربان کا سو قربان ہوا

کر گئی ہیں فغان قطع منازل تا عرش
ہمسے چھٹکے ہے ہوس کا کبھی قطع بیابان نہوا

لخت دل کہاتی ہی اخوان جگر میں ہیچا
بھر یک نان کبھی منت کش دونان نہوا

تیری کوچہ کی فضا جسکی نظر مین آئی
کبھی مائل وہ سوی روضۂ رضوان نہوا

ہاتھ مین سبحہ نہین تو زنار رہا گردن مین
ہمسے آزردہ دل گبر و مسلمان نہوا

تشنگی کی لب دریا سے نہ لاکہہ گئی
اگر اک روز وہ تمام جہان مین گریان نہوا

کون ہین وہ جو کیا کرتی ہین انسان کو قتل
ہمسے سیماب بہے کشتہ کسے عنوان نہوا

زور سے زیر کیا چاہیے نفس سگ کو
آپ سے خر تو کبھی مائل پالان نہوا

سخن بد نہ کبھی فائدہ بخشی ہرگز
خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحان نہوا

آسیا آرد سے خالی ہی فلک کی یارو
اس سے کوئی کبھی منت کش دونان نہوا

عشق کا بار اوٹھا ہمسے گردن پر رکھا
حامل اس بوجھ کا جب گنبد گردان نہوا

برق وش جب مجھکو وحشت نے اوٹھایا
اک قدم ملک دو عالم مرا جولان نہوا

سینۂ گرم مرا خود ہی تنور رو
مین کسی سے کبھی منتکش اک نان نہوا

عیب عالم کا نہ دیکھا مری آنکھون نے کبھی
کبھی آلودہ غش دامن پاکان نہوا

اک غزل اور سنا ذوق کوئی گویا ہو
اس سے آسودہ ہمارا دل نالان نہوا

دیکھ کر کون تری چہرے کو حیران نہوا
کسنی دیکھین تری زلفین جو پریشان نہوا

بیکسانہ مین ہوا خنجر قاتل سے شہید
کوئی جز زخم مری لاش پہ گریان نہوا

جب مین سمجھا کہ یہی سایہ گیسو ترا
پھر مجھے کچھ غم طول شب ہجران نہوا

ہم وہ بلبل ہین قفس ہین ہی رہی گرفتار
گذر اپنا تو کبہی سوی گلستان نہوا

اس تمنا مین ہم افسوس کہ ہو سودا گئے
ترہی ہاتہون ہی مگر چاک گریبان نہوا

جبتلک باندہی نہ خورشید رخونکی مضمون
مطلع صبح مرا مطلع دیوان نہوا

ابر مین کب چھپا ہے گرم تیرے آگی
ماہ کس رات چہپا زخم تر دامان نہوا

تو نہ رسوا ہو یہی پاس ہم نے صبح سرا
خون سی آلودہ ہمارے ترا دامان نہوا

رشتہ بر سنا گو بجلی بہی چمکتی ہی مگر زور
تو تو اک روز مری رونی پہ خندان نہوا

نہوا وصل میسر کبہی اوس گہر وے
ای فلک کوئی بہی ہم پہ ترا احسان نہوا

نظر آیا نہ کبہی یار کی تلوار کا گہاٹ
غسل میت کا ہماری کبہی سامان نہوا

کوئی بت تیری سوا ہی بت کافر نہوا
قبلۂ دین نہوا کعبۂ ایمان نہوا

مین تو مجنون تری صحرا کو سمجھا در شفا
یان بہی آیا تو مری درد کا درمان نہوا

بی پہری نہ بجہہ خورشید ابہی کٹ جاتا
خیر گذری کہ مرا وہ مہ کنعان نہوا

مرض عشق مرا دیکہ کے عیسی نے کہا
ہی یہ وہ درد کہ جسکا کبہی درمان نہوا

کبہی گردش مین نہ گردون کے مری پہونچا ہمراہ
کبہی مجنون مرا ہمراہ بیابان نہوا

میری آنکھون مین شب و روز یہ پہرا کرتی
چشم بد دور کوئی یون تو خرامان نہوا

نہ ہوا ایک گریبان سحر ہجر کی شب
چاک یون غم مین کسی کا گریبان نہوا

ہجر مین کون ہی عاشق کے نہ تو کام آتی
ای اجل ایک ہمین پر ترا احسان نہوا

ہمسر مرا نا زخم شمشیر نہ پہونچا ہیہات
یہ وہ گو ہی جو کبہی تا بہ چوگان نہوا

میری اشکون نہیں مجھی تھی مگر اوس سکے تلوار
یہہ جنون جہاڑ کے پیچھے مجھی تماشا ہی مگر

جو لگا زخم مری جسم پہ خندان نہوا
کبھی دامن جو چھوڑا یا تو گریبان نہوا

قتل ہونیکا مزا کچھہ بھی نہ اوٹھا **گویا**
میری زخمون سے جو قاتل نمک افشان نہوا

وصف زندان میں کیا ہے جو اوس رخسار کا
دیکھکر ہاتھہ آگیا مضمون لب یار کا
ہی گریبان ہجر میں گردن کو جاے تیغ
سمجھو مت گیسو کی زندانی کہ ہیں زندان میں
اس ادب سے رکھگئے دل میں تیغ کی ہوس
صبح محشر سے بیان میں صفحہ خامہ صور سے
آسمان اک آبلہ ہی پاؤنکا اپنی جنون
دیکھکر جہری ہاتھہ میں زلف شکین کی بہا
ہاتھہ روشن صبحکو تھا منجہ خورشید سان
ایک کافر کی غم فرقت نے زار ایسا کیا
سر جھکا ملہی ہی تہہ شمشیر جو اک آن کر
برگ گل ہر ایک تجھہ بن تیغ خون آلود ہی
رو غیسے حال دل صد پارہ ظاہر ہوگیا

چشم آئینہ بنا روزن اوہر کی دیوار کا
ہوگیا نظارہ سنبل بھی افسون یار کا
سر پہ کیون احسان لون قاتل کی تیغ و تلوار کا
حلقہ گیسو میں عالم ہی دہان یار کا
پاس تنہا خون ہی نہ آلودہ دامن یار کا
وصف لکھتا ہی جو ہمنی یار کی رفتار کا
ایک کا نشا ہی ہلال اپنی کف رخسار کا
ہو قلق پھر باغ جنت کو فراق یار کا
ہاتھہ میں جو ہاتھہ دیکھا خواب میں شب یار کا
میری ہر رگ پر گمان ہے رشتہ زنار کا
ہی خم محراب شاید خم تری تلوار کا
بن تری ہر سرو ہے مجھکو گمان ہی دار کا
اشک خون رخنہ ہوا گلزار کی دیوار کا

شام کو پڑھتی نماز صبح اجب ہو گئی | زردی عالمتاب سے رنگ کا جو کچھ بیمار کا
چشم جانانکا ہمیشہ وصف جو لکھتا ہوں میں | ہو گیا ہی اب قلم میرا عصا بیمار کا
گلشن دنیا کا پھل ہر ایک ہے چھیکا پھل | چوب بان ہی نہال خشک بس گلزار کا

زردی جو چھٹنے میں تالی سنگی ہی گویا مری
بند ہو گیا ہی یہ تصور یار کی گفتار کا

جو داغ سینے میں ہے چشم ہی خورشید تاباں کا | شعاع مہر سے جو تار ہی ہیر گریبان کا
اٹھا کی سلسلے ہی مرغ خائف سان گریزاں ہون | انہ پھیر اپنی دیکھا ہی جو اک شام ہجراں کا
خیال زلف نی کر دیا ایسا اسی نازک | اوٹھا سکتی نہیں آنکھ اپنی بوجھ مژگاں کا
وہاں شکوہ یار رہتا ہی ورد ہجر جانان کے | کوئی ہمدم نہیں جز وصل اس زخم نمایاں کا
تصور ہی کا بندہ تبتی ہی خشک آنسو بھی میرے | اوڑتی نرگس سے شبنم دیکھ جلوہ ہے تابانکا
دہن میں کیونکہ دیانت سے صنم کی خضر کہتا ہے | خدا یا کیا عدم میں ہیچ ہی چشمہ آب حیوانکا
کیا کرتا ہوں شانہ باغ میں گیسوی سنبل کو | ہی التسکین تصور یار بندہ کر میں زلف جاناںکا
شعاع مہر سے تا بست ہوا ہوا ہی گردون | کہ خورشید رخشاں کی افشاں ہے تیر مژگانکا
ستکار ہوں ہی اکی خاطر ہی حرمت فلک نازہ | بھی سے ظلمات کے قسمت میں جینا آب حیوانکا
زبان میری ہوئی صاف مجھلی آب گوہر کی | کیا ہی وصف دنداں جس اپنی اوسکی سلک دنداںکا

تعجب کچھ نہیں ہی طوطی خط ہو اگا گویا
کہ عارض رشک آئینہ ہی اوس سبزہ دورانکا

در دندان کو دکھلایا تو ہوتا ذرا دریا کو لہرایا تو ہوتا

حنائی ہاتھ دکھلایا تو ہوتا کبھی منہ خون کا برسایا تو ہوتا

کبھی دیدار دکھلایا تو ہوتا خدارا بت کو شرمایا تو ہوتا

تبسم منہ میں فرمایا تو ہوتا ذرا بجلی کو تڑپایا تو ہوتا

نہ آئینہ کا تراش کوہ عبث ہے کبھی میں آپ میں آیا تو ہوتا

کریں گے کیا یہ دعوائے خدائی بتوں سے منہ کو منوایا تو ہوتا

قیامت کے جو منکر ہیں ستمگر او نہیں قد اپنا دکھلایا تو ہوتا

نہ جو جیو سیر کیوں ہو زندگی سے ہماری طرح غم کھایا تو ہوتا

نہ حیلہ دن کا کر ہوئی ابھی رات تو زلفین کھول کر آیا تو ہوتا

نہ رہتا یار رہتا لیکن اے چرخ بھلا پتھر تو نے برسایا تو ہوتا

اگر آنا نہیں ہے واں سے قاصد پیام موت کا سن آیا تو ہوتا

سخن گو چشم ہے گر بید من ہو کچھ آنکھوں ہی سے فرمایا تو ہوتا

کبھی کب سرو کو آزاد بندہ خط آزادی کا لکھوایا تو ہوتا

سمجھتے ہم ہیں مصحف تیری خط کو ہمارا نامہ لکھوایا تو ہوتا

چراغ زیر داماں کیوں نہ ہو دو پٹہ منہ سے سرکایا تو ہوتا

پس از مردن اوسی اے جذب دل لحد تک کھینچ کر لایا تو ہوتا

نہ جاتی یار یوں جلد اوس گلی سے جنازہ میرا ٹھہرایا تو ہوتا

اگر آنکھین ہمین دی ہین خدا نے — کبھی اوس بت کو دکھلایا تو ہوتا
دکھا کر رنگبتی کیا تیغ کا گھاٹ — لہو مین ہمکو نہلایا تو ہوتا
جو کاہیدہ تہا مین تو کہربا سے — مری لاشکو اوٹھوایا تو ہوتا
بنایا ای خدا گر اوسکو یوسف — ہماری ہاتھہ بکوایا تو ہوتا

اگر کہتے ہو تم آئینہ رخ کو
کبھی گویا کو دکھلایا تو ہوتا

غم نہین اسکا جو مجھے مین مر گیا — غم یہ ہے قاتل کا خنجر بھر گیا
اولٹی دکھلائی مسیحائی نے مجھے — جینے مین ہر بات پر مر گیا
ضعف سے جب پانون اپنی رہ گئے — راہ مین تیری ہمارا سر گیا
مرنے پر بھولا نہ مجھہ وحشی کو وہ — آگی اک چہاتی پہ پتھر دہر گیا
میرے ہوتے غیر مر کرتا ہی ظلم — او ستم ایجاد کیا مین مر گیا
تھم گئے آنسو تو دل کہنے لگا — ہاتھہ سے کیا کیسۂ گوہر گیا
تب سمی راہ عشق مین گمراہ ہون — صبر سا جب سے مرا رہبر گیا

طوق منت کا دکھا کر دوستو
آج گویا کو وہ مجنون کر گیا

کس ناز سے واہ ہمکو مارا — کی ترپ چھپے نگاہ ہمکو مارا
سو پیچ مین لاکی آخر کار — ای زلف سیاہ ہمکو مارا

اوس ماہ نی دکھائی کاکل و رخ
ہر شام و بگاہ ہمکو مارا

خواہندہ تری تھی ای پری ہم
کیون خواہ نخواہ ہمکو مارا

اعجاز ہے یا ہی سحر اوسمین
زندہ کیا گاہ ہمکو مارا

ای دل پہلو مین بیٹھکر آہ
تونے واللہ ہمکو مارا

کعبے کو جو ہم چلے بتون سے
کہکر گمراہ ہمکو مارا

شکوہ ہمین کچھ نہین فلک سے
تونے اے ماہ ہمکو مارا

کہتا ہی مسیح جنکو جان بخش
اون ہونٹھون نے آہ ہمکو مارا

چاہ ذقن صنم دکھا کر
تونے ای چاہ ہمکو مارا

ایسے ہین ضعیف مر گئے ہم
جسنے برکاہ ہمکو مارا

اوسکے زلف دراز نے شب
قصہ کوتاہ ہمکو مارا

شمشیر نگہہ سے اوسنی ہیہوت
خالق ہی گواہ ہمکو مارا

بوسے کی طلب مین اوسنے گویا
ناکردہ گناہ ہمکو مارا

زلف کو دیکھکے سنبل ہی پریشان کیسا
اوسکا منہ دیکھکے ہے آینہ حیران کیسا

تمکو ای قافلہ والو مہ کنعان کی قسم
میرے یوسفکا بھی کچھ چاہ زنخدان کیسا

مینے آنکھونسی نہ دیکھا پہ سنا ہو تمسے
کیا بتاؤن کہ ہی وہ سیب زنخدان کیسا

قامت سرو سہی دیکھی نہ تجھ ای قمری
دیکھ تو ہی بہہ مرا سرو خرامان کیسا

سرو یا دست بغل کا لگی رکھدین تو سہی
تجکو دکھلاتی ہین ہم گنج شہیدان کیسا

بلبل زار ہون صیاد نہ رکھہ قید مجھے
اندنون دیکھہ تو ہی رنگ گلستان کیسا

اوسکی جاتی ہی ہوا صوت بسمل ہر گل
ہوگیا صحن چمن گنج شہیدان کیسا

لخت دل دیکھہ کے مژگان مری کہتا ہے
آج دریا کی کناری ہی چراغان کیسا

توڑ سکتی نہین اک تار بھی اب ضعف سی ہم
چاک کرتی تھی کبھی اپنا گریبان کیسا

ابر ہی تجکو قسم نوح کی آ تو بھی دیکھہ
آج ہم کرتے ہین ان اشکون سی طوفان کیسا

کون سی فصل کو برسات ہین کہتے گویا
اشک بن تھمنی نہ دیکھا کہ ہی باران کیسا

گھر مین اک ماہ لقا کی ہی گذارا اپنا
اندنون برج قمر مین ہی ستارا اپنا

آئی ہی بحر محبت سی یہہ ہر آن صدا
گو رکہتی ہین جسی ہی وہ کنارا اپنا

نقد دل دیجیے اور زلف کا بوسہ لیجیے
ای جنون خوب ہے اس سو دیکھین وارا اپنا

منہہ سی اوس بت کی نکلتا ہی کہ سبحان اللہ
جب وہ آئینے مین کرتا ہی نظارا اپنا

گذری جب آب سی حباب نہ پوچھی در جانان تک
اب تو لی منت پا وان گذارا اپنا

قبر کو دیکھکے اوس ماہ نی منہہ پھیر لیا
کیون فلک اب بھی ہی گردش مین ستارا اپنا

ہم وہ بیباک ہین بلبل کبھی دیکھا کبطرف
سوے آب دم خنجر سے اشارا اپنا

منع کرتی ہو مجھے دیکھنے سے تم اپنے
شاید ابتک نہ کیا ہوگا نظارا اپنا

دیکھو آئینہ مین اکبار ذرا شکل اپنی
تب مین جانون کہ نہ منہ دیکھو دوبارا اپنا

ہم سا ہوگا نہ کبھی بے سر و سامانِ جنون
تھکر عریان تو گریبان ہی پارا اپنا

آج کل سی تو نہین ملکِ سخن رنگین
اس قلمرو مین ہے مدت سے اجارا اپنا

دیکھکر تشنۂ دیدار مجھے کہتے ہین
مانگتا ہی نہین پانی کبھی مارا اپنا

وہ مسیحا مرا غیرون ہی کا دم بھرتا ہے
ای اجل اب ہمین مرنا ہی گوارا اپنا

اوٹھ گیا آنکھون سے جو نیت دوئی کا پردہ
غیر کی دید بھی گویا ہی نظارا اپنا

چشمِ بیمار نے ہمین مارا
مردمِ آزار نے ہمین مارا

تیر سے لگ گئے ہنسی لب سے
لبِ سوفار نے ہمین مارا

اپنا لاشہ بھلا ملے کیونکر
کمرِ یار نے ہمین مارا

دیکھنا دونون مصرعِ ابرو
حسنِ تکرار نے ہمین مارا

دامنِ گل سے ہو کفن اپنا
بھول سے یار نے ہمین مارا

مر گئے اوس قبائے زر پہ ہم
زعفران زار نے ہمین مارا

چرخِ کجرو ہو گنبدِ مدفن
ترچھے رفتار نے ہمین مارا

کج ہے مژگانِ یار بھی ہم سے
بس اسی خار نے ہمین مارا

لاکھ وعدے کیے نہ آیا یار
اوسکے اقرار نے ہمین مارا

بلبلو سم جو سی بھول گئے
بھول جب یار نے ہمین مارا

لی نشان چاہیے نشان مزار
دہنِ یار نے ہمین مارا

ناز و غمزے نے چشم و ابرو نے
انہیں دو چار نے ہمیں مارا

سنگ اغیار سے گران گذرا
پھول جو یار نے ہمیں مارا

دعوی خون بہا کرین کس سے
چشم میخوار نے ہمیں مارا

شب فرقت کی رنج دکھلا کر
چشم بیدار نے ہمیں مارا

ہو سیہ پوش کیون نہ مردم چشم
نگہ یار نے ہمیں مارا

طور پر جا کے لاشہ رکھدینا
شوق دیدار نے ہمیں مارا

مر گئی بس اسی تمنا مین
نہ سکے یار نے ہمین مارا

بند جسنے کیا ہی گویا کو
اوسکی گفتار نے ہمین مارا

ہمسے برگشتہ ہوئی ابروے خمدار جدا
پھر گئی بخت کیصورت مژۂ یار جدا

ہم بغل تجھسی جو ہون معنۂ تن زار جدا
جسطرح بوئے گل سی رگ گل نہو زنہار جدا

عشق اسی کہتی ہین لب پر ہے دعا تیغ سے
سر جدا ہووے نہو قاتل خونخوار جدا

شمع کیطرح کہڑی ہین یہ جلی جاتی ہین
تیری دلسوختون کی سب سے رہی رفتار جدا

دیکھکر دلکو مرے پھیر لی یون آنکھہ اوسنے
جس طرح ہو کوئی بیمار سی بیمار جدا

ہی مراد وہ مہ کنعان کہ جسنے بکیہ کی ہون
اونگلیان پنجۂ خورشید کی دو چار جدا

دل سی جاتی نہیں اوس نرگس مخمور کی یاد
میری کبھی سے نہیں خانۂ خمار جدا

رات دن بس ہین اسی سوچ مین رہتا ہون کہ کیا
شہسوار ایسا ہوا کونسا غمخوار جدا

ابلق چشم کی گردش میں ای آنسو ہوئی ان
پیچ میں لائین گے وہ دیکھیے اب کس کس کو
تیرہ بختی مری اتنی تو بھلا کام آوی

جا کر آوارہ جدا پھرتی ہین ہر سو جدا
ایک دم سر سی نہیں ہوتی ہی دستار جدا
ہو نہ سر سے مرے کبھی سایۂ دیوار جدا

فکر وصف دُرِ دندان میں جو ہوں اہی گویا
ہاتھ سے ہوتی نہیں کلک گہربار جدا

درد سر میں پیر شکنا ہی دوائے عندلیب
سارے عالم کی ہی لب پر ماجرای عندلیب
کہتا ہی وہ گل تر ماجرای عندلیب
اوس بھبھوکی کی رخ گلرنگ کو گر دیکھ لے
پھینک دیں نقد جان اپنے یوسف کے لیے
نالۂ دل کو جو دلدار تک جانے لگے
ہر قدم پر کھلتی ہین گل نقش پا ہی یار کے
زخم ہستی ہین جدا کرتا ہی دل نالی جدا
پھر بھی قسمت سے کوئی عاشق کوئی معشوق ہے
یار نے گل کر دیا ہی منہ سے اپنی شمع کو
تو بھی گل تیر لگی ہو دی کبوتر نامہ بر
کفش پا میں گل لگائی ہین مرے صیاد نے

شاخ گلبن چوب صندل ہی برای عندلیب
ہی صدای گلفروشان نالہای عندلیب
یاد بان گل سی آتی ہی صدائے عندلیب
آشیانہ آتش گل سی جلائی عندلیب
کوڑی کوڑی کی گل کہیں لینی نہ آئی عندلیب
گلشن فردوس تک پونہچی صدائے عندلیب
کفش پا سی ہی لگی آئی صدای عندلیب
خندہ ہا گل سے ہون پانمالی عندلیب
ونہ اک ہی ہی خدائی گل خدای عندلیب
جا ہی پروانہ کہو محفل میں آئے عندلیب
ہم ہین عاشق خط ہمارا لیکے جا عندلیب
چاہیے ہر ہر قدم آنکھیں بچھا عندلیب

اب گلابی کپڑی پہنی ہین مرے صیاد نے
چاہیے گہر بیٹھے اوسکے ہاتھہ آئی عندلیب

مثل شبنم ہر گل تر سی ٹپکتا ہی گلاب
گرم ہی ازبسکہ آہ شعلہ زای عندلیب

باندہی ہی وہ رشک گل ٹیکا جو بلبل چشم کا
چومتی ہین آج یہ غنچی چشمہای عندلیب

چشم جانان سے کہا احوال نالہ موزون مین
نرگس بیمار سے پوچھی دوای عندلیب

تو اگر جاوے چمنکو برگ گل کا فرش ہی
ہم بہی جا بچہائین تو پہر آنکہین بچہای عندلیب

تو وہ گل ہی تہمین نے آ اگر تلوار لے
آئی جو ہر کے چمن سے بہی صدای عندلیب

شاخ گل ناوک فگن ہی برگ گل شمشیر زن
مژدہ اے صیاد آ پہونچی قضای عندلیب

بلبلونکو دیکہہ کر دریا کا جانا چہوڑ دے
کب وہ گل جا سکے گلستان مین برای عندلیب

کوئی بلبل مر گئے تو دیکہہ لینا باغبان
بیچکر ہون لوتکو لونگا خونبہای عندلیب

یاد گل و یان مین کیا گویائی کہینچی آہ سرد
ہو گئے ہین گل چراغ داغہای عندلیب

کیا ہین شبیہ قد یار درخت
ہین جو شبنم سی اشکبار درخت

دیکہین گر سرو قد یار درخت
خاک پر لوٹین سایہ وار درخت

اشکبار اوسیہ ہین جو سر چمن
پہنے ہین موتیون کا ہار درخت

سرکشی کی جو ہی کیا تری قد سے
کاٹے جاتے ہین بیشمار درخت

کیا ترے قد سے دون مثال کی وے
گر ہی انگشت زینہار درخت

تری جلوے سے نخل طور بنے
ہین جو بالای کوہسار درخت

بید مجنون کو دیکھہ او سے لیلے
ہی یہ مجنون کا یادگار درخت

دیکھکر تجھکو پھول جائین گے
گل کھلائین گے ہی بہار درخت

زندگی مین نہ مینی پھل پایا
ہو نہ میرے سر مزار درخت

فائدہ بہی یہان تو نقصان ہے
سنگ کہاتی ہین باردار درخت

داغ تن کھل رہے ہین صورت گل
ہم ہین گویا شگوفہ دار درخت

اوٹہہ گیا یار خفا کیا باعث
ہای مین مر نہ گیا کیا باعث

کیون لیا منہ کو چھپا کیا باعث
ہمسے اور ایسے حیا کیا باعث

کچھہ تو فرماؤ مکدر کیون ہو
کیا گنہ کیا ہے خطا کیا باعث

لگ چلا ایک سہی قد سے دل
آپ ممولی یہ چڑہا کیا باعث

جو گیا کوچے مین تیری قاتل
بیٹھتے ہی پہر نہ پہرا کیا باعث

ای صبا تو ہی خبر لادے بہلا
قاصد اب تک نہ پہرا کیا باعث

کاش سر تن سی جدا کرتا وہ
کیون ہوا مجھسے جدا کیا باعث

دل تو تہا چاہ ذقن پر شیدا
کنوئین مین گر نہ پڑا کیا باعث

مرتے ہین حضرت عیسیٰ تجھہ پر
چشم بیمار بنا کیا باعث

مرگیا کیا تری کوچے مین کوئی
خاک اوڑاتی ہی صبا کیا باعث

کہربا گر ترا دیوانہ نہین
تنکے سے چپنے جو لگا کیا باعث

وہ تو ہر بات مین رو تھا گویا
ہای بتلاؤ تو ان مین کیا کیا باعث

کب بھلا وہ نوجوان آتشہی ہم پیچ و پیچ نکلے
جو کمان کو بھی نہین کہتا کبھی زنجیر و پیچ نکلے

تیر جو میرے لگا ہی سو لب معشوق سے
اس لیے ہی ناز مجکو ساری زنجیرونکی پیچ

ابھی جنون کچھ اوس کی سی سلسلہ کہتا نہین
طوق مین گردن ہی پان بان زنجیرونکی پیچ

آئینہ خانی مین عکس اپنا جو دیکھا ہر طرف
بنگیا تصویر حیرت آہ تصویرونکی پیچ

گرچہ بیطانہ ہون پر محفوظ ہی اخفای راز
قید کب ہیتے ہین سرے نالی بھی زنجیرونکی پیچ

تشنہ کام ایسا ہون مین قاتل کی شمشیر واسطے
جوہر و نکی موج زن آب شمشیرونکی پیچ

کیا جمین کیچ جاون مین دیوانہ نازک مزاج
موج بوی گل سی ہو جاتا ہون زنجیرونکی پیچ

جب صنم خانی مین جاتا ہون وہ بت نام خدا
جان پڑجاتی ہی سب تہہ کی تصویرونکی پیچ

باندھی شب فراک سی صیاد نے چھوڑا مجھے
مین کچ کیا مید زبون تہا سار زنجیرونکی پیچ

رنگ اوڑ جاتے ہین سبھی کا تیری رعب حسن سے
گر تری تصویر رکھدین لا کے تصویرونکے پیچ

تشنگی جب سے شہید کربلا کی ہی سنی
آبدار ایسا نہین ہی نام شمشیرونکی پیچ

مرنہی حق مین کبھی رکھا نہ ثابت الحکم
عمر ساری کٹ گئے اپنی تو تقصیرونکے پیچ

واہ کیا کہنا ہی اوسکا سحر ہی باتین نہین
بند کر دیتا ہی جو گویا کو تقریرون کی پیچ

اوس شکل آفتاب کو گر دیکھا ہی صبح
خجلت سی تا بہ حشر نہ سر منہ دکھائی صبح

چوٹی کی بال پیٹھ پر اپنی وہ کھول کر
آجاتی ہی ہنسی مجھی یاد ایک صبح کی
بندِ قبا جو کھولی تو ای رشکِ آفتاب
تیرا رخِ صبیح اگر دیکھ لے کبھے
کس نازنین سی سیکھی ہی اوسنے سنگری
چپکن کی تیری بند جو دیکھی ہو یہ کہے
جائیگا یار ادہر تو مین مر جاؤنگا ادہر
کپڑی سفید پہنے ہے وہ رشکِ ماہتاب
پیری مین آہِ سرد سی مہرو نمین تو ہی بجا
زلفِ دراز جالی مین لپٹی ہی یا تو سی
کیونکر نہ آفتاب سے تجکو مثال دون
ہمکو شبِ وصال مین بھی غم ہوا نصیب
آئی ہی رشکِ ماہ کسی شب نظر نہین
آیا نظر جو یار مرا منہ ہوا سفید
گویا یہ رات مصرعِ صبا پڑہا گیا
نظر آیا نہ کسیکو کبھی عنقا ہی وہ رخ
مہر و مہ پھرتے ہین اب تک نہین دیکھا ہی وہ رخ

کہتا ہی عقل کے شام ہی دیکھو قفای صبح
روتا ہون دیکھ دیکھ کی مین خندہ ہای صبح
کیونکر نہ اپنی جیب کو ٹکڑی اوڑای صبح
خورشید کی نظر مین نہ ہرگز سمای صبح
دیکھا زمین پر نہ کبھی نقشِ پای صبح
تارِ شعاعِ مہر سے بندِ قبای صبح
ظاہر ہی مجھ پہ شام ہی کے ماجرای صبح
یا آفتاب پہنے ہوئی ہی قبای صبح
او نوجوان تیرے ہی مونہہ کے ہوای صبح
ای ماہ شام جوتی ہی یا کہ پای صبح
تو منہ چھپاتی تو نہ کبھی منہ دکھای صبح
دہر کا یہی رہا کہ کہین ہو نجای صبح
یارب ہو مستجاب ہماری دعای صبح
نکلی جو آفتاب تو کیون ہو نجای صبح
غافل مشو ز خندۂ دندان نمای صبح
سچ بتاؤ کہ کسی نے کبھی دیکھا ہی وہ رخ
منہ خورشید کا دیکھو تو تماشا ہی وہ رخ

باعث روشنیِ دیدۂ بینا ہی وہ رخ
سب نظر آتی ہین جبتک نظر آتا ہی وہ رخ

چاندنی سا ہی پئے زلف ہی اختر افشان
جسکو مہتاب سمجھتے ہین کسی کا ہی وہ رخ

دیدہ ہی اسکی ہرن دیکھنے سی دسکے حسین
آنکھین ہین قاتل عالم تو مسیحا ہے وہ رخ

مچھلیان کانکی بالیکی یہہ کہتی ہین بجا
موج ہی خط جبین حسن کا دریا ہی وہ رخ

قد قیامت ہی تو ہی صبح قیامت مکھڑا
ایسے قدکی لیے صبح یون ہے کہ زیبا ہے وہ رخ

دیکھنا محو تصور سا ہی سکتے ہین
جسکا منہ دیکھون تو مجکو نظر آتا ہے وہ رخ

اوسکے ہون کا فروغ دیدانہ کیون مانے
کہ چراغ حرم و شمع کلیسا ہی وہ رخ

کیون نہ انگشت نما ہو وہ مہ نو کیطرح
کہ ہمین بعد مہینے کی دکھاتا ہی وہ رخ

آنکھین نرگس ہین دہن غنچہ ہی عارض گل ہین
پھولون کی ڈالی مین ہمین نظر آتا ہے وہ رخ

فاصلہ شام و سحر مین نہ رہا ای گویا
دیکھ سے متصل زلف چلیپا ہی وہ رخ

جو ہم عقیقی مین ہو رنگ دی جانان سرخ
لہو یہہ روئین کہ ہو جیب سرخ و دامان سرخ

خیال آتش گل مین ہین بسکہ گرم فغان
ہوا ہی شعلۂ آواز عندلیبان سرخ

کری جو قتل وہ مجکو نہین کرون رسوا
لہو سی اپنی کبھی ہو نہ تیغ جانان سرخ

لگایا انگھوٹھی جو یار کا حنائی ہاتھہ
تو میری پلکین ہوئین شل شاخ مرجان سرخ

قبای سرخ صنم سی ہی کیا اوسی نسبت
کہ خندہ ریز شگفتگی گل کا ہی گریبان سرخ

گمان ہی سبکو کہ الماس ہوگئی یاقوت
جو پان کہاتی ہی اوسکی ہوئی دندان سرخ

ہر ایک خار مین عالم ہوا رگ گل کا
بہا یہ لہو ورق سے خون ہو گیا بیابان سرخ

مین کیا بتاؤن کہ کیسی ہین سرخ وہ لب یار
نہ لعل سرخ ہی ایسا نہ ایسا مرجان سرخ

جو عندلیب کو غیرت سے گزرے وہ ایسا خون
کہ گلفروش کی ہو جا سارے دکان سرخ

قبا سفید جو پہنی تو سرخ ہو جائے
زردون ہی گل ہی کہین رنگ جسم جانان سرخ

پس از فنا بھی جو ہی یہ بیان دست نگین کا
تو ڈھونڈ بیابان مین مری مثل شاخ مرجان سرخ

برس رہا ہی لہو میرے چشم سے خون سے
وہ دیکھی آگ نہ دیکھا ہو جیسی باران سرخ

ہمارے قبر پہ شوخی سے اوس نے پھینک کے سنگ
کہا کہ چاہیے تمہارے مرقد شہیدان سرخ

پسند طبع ہی گویا یہ مصرع صائب
بود ز لعل لب او رخ بدخشان سرخ

در نعت رسول مقبول صلعم

[illegible]

فلک ہے زیر فرمان محمد
بڑی ہی عرش سے شان محمد

بیان اوسکا بیان کبریا ہی
کلام حق ہے فرمان محمد

مکین ہی وہ مکان ہی اوسکا کونین
یہ عالم سب ہے مہمان محمد

چراغ ماہ ہی پروانہ جسکا
وہ ہے شمع شبستان محمد

ہوا وہ باعث ایجاد عالم
دلا ہی سب یہ احسان محمد

کہون کیونکر نہ مین دریا کو خضر ان
کہ جنت ہے گلستان محمد

چراغ آسمان اکدم مین گل ہو
نہو گر زیر دامان محمد

مسیحا کی موئی امت کو دم مین
جلا دیوین غلامان محمد

خدا سی کم زیادہ سب ہے کہیے
یہی کلمہ ہے شایان محمدؐ

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کے
خدا سے پوچھیے شان محمدؐ

کہان ہی مُنہ جو اوسکے کر سکین مدح
ملک ہون گر ثنا خوان محمدؐ

رہون محشر مین بھی یارب مین خندان
برای چشم گریان محمدؐ

گنہ گویائی یارب بخشدی سب
بحقِ آل و یارانِ محمدؐ

[illegible]

صورت صبح کرین چاک گریبان تا چند
رنج سہتے رہین ای مہر درخشان تا چند

کب نظر آئیگی یارب مجھی زلف جانان
دیکھون تسکین کے لیے سنبل ریحان تا چند

دل مجروح مرا خانۂ زنبور ہوا
رہی ظالم ہدف ناوک مژگان تا چند

یار سی کیونکہ بہلا دست گریبان ہوتین
ای جنون کرتی رہین چاک گریبان تا چند

دیکھ لونگا جو تصور مین تو کیا کیجیگا
میری نظرون سی بہلا ہوگا پنہان تا چند

بن گیا چرخ مری اشک کے دریا کا حباب
رہون ای ماہ تری ہجر مین گریان تا چند

شکل فانوس خیالی ہون سدا گردش مین
تجکو ڈہونڈہا کرون ای شمع شبستان تا چند

کردی قاتل نی ہزار زخم سی خندان تجکو
مین رہون آزردۂ قتل مین گریان تا چند

کہا گیا آہ ترا غم تو کلیجا میرا
ای ستمگار کرون دعوت مہمان تا چند

پاؤن رہ جاتے ہین چلنے سی تو سر پھرتا ہے
رہون سر گشتہ مین ای گنبد گردان تا چند

کہائی زخم اوسکی بہت ایکی گلا کاٹین آپ
سر پہ لین ہم تری تلوار کا احسان تا چند

بھولتی تو لیتی نہیں یاد کسی طرب کی
کبھی کاشانۂ دل میں نکیا تو نے گذر
تنگ ہیں تیرے بیست سی ہم سے وبال گردن

دیکھیے نی کیطرح رہتے ہیں تا لاتی تا چند
خانہ آباد مرا گھر رہے ویران تا چند
تیری مشتاق رہیں خنجر جانان تا چند

نظر آتا نہیں گویا مجھی سامانِ وصال
دشتِ وحشت میں پھروں بے سر و سامان تا چند

از ادب چشم سوی زخمِ دلِ من نکند
تا مسیحا وضو از چشمۂ سوزن نکند

نالم و حیف لب بام تو شیون نکند
گریم و اشک روان دیدۂ روزن نکند

جامہ گر چاک شد از تار کفن دوختہ ام
چون منِ زار کسی خواہش مردن نکند

زیر دیوار تو از رشک نگہبان باشم
کہ نگہ بر رخِ تو دیدۂ روزن نکند

عشق گیسوی تو گر سلسلہ جنبان نشود
کار زنجیر بگردن رگ گردن نکند

چون پر و مرغ دل من گفت ای صیاد
طائر رنگِ حنا میل پریدن نکند

استخوانم بنغمۂ عشق چو نی می نالد
حیف باشد کہ سگ کوی تو شیون نکند

ننگم روی گلی پیش رخِ رنگینت
رنگ من گر بہر در و سو گلشن نکند

جانِ من لب مکشا گو در دندان بنما
قدر گوشت نگہ از دیدۂ روزن نکند

لائقِ سوختنِ مرقد عاشق نبود
شمع را گر نگہِ گرم تو روغن نکند

ہست باقی اثرِ نالہ من بعد فنا
بس لب گور چہ سان نالہ و شیون نکند

سوخت کاشانۂ دل این شرر آتشبار
ابر آن کرد مین برق بخرمن نکند

از عرق شعلهٔ حسن تو دو بالا گردید
آب با آتش آن کرد کہ روغن نکند

آنکہ از چاہ ذقن چشمهٔ زمزم دارد
حیف باشد کہ غم تشنگی من نکند

دامن یار نگیریم چسان ای گویا
باگریبان کند آن دست کہ دشمن نکند

ہر بسورش خاک اوڑاتی ہی صبا میرے بعد
ہوگئی اور ہی گلشن کی ہوا میری بعد

کتنی دن یار نی شانہ نہ کیا میرے بعد
کیا پریشان ہی زلف دوتا میرے بعد

خون سر اکر کی لگا نا نہ حنا میرے بعد
دست رنگین نہوا انگشت نما میرے بعد

کوئی لاشی پہ میری آنہ پہرا میرے بعد
استخوان کہانی بہی آیا نہ ہما میرے بعد

کردیا اوسنی اسیر دگر رہا میری بعد
طائر رنگ حنا تک نہ رہا میرے بعد

ذکر اوس مصحف عارض کا کیا میرے بعد
اس طرح یار رونے قرآن پڑہا میرے بعد

قتل سی اپنی بہت خوش ہوئی لیکن یہ غم ہی
دست قاتل کو بہت رنج ہوا میرے بعد

ٹہوکرین سر مرا کہاتا نہ پہرا کس کی گلی
کون ہی دوست کہ دشمن نہوا میرے بعد

سنگ سی پہوڑینگی سر جام جو بدمست ہوا
کاٹ ڈالیگی صراحی بہی گلا میرے بعد

تہا دم قتل بہی ہر سیان یہ تہوڑی اونکو
خون بہی قاتل ہی کی جانب کو بہا میرے بعد

استخوان میری سگ یار تلک پہونچا نہ
اتنا احسان کری مجہپہ ہما میرے بعد

صدمۂ تیغ سی لو رفرط نزاکت کی سبب
پہلے مین گر پڑا اور یار گرا میرے بعد

چمن جوہر شمشیر سی سنگوائی پہول
خوب قاتل نے سوم میرا کیا میرے بعد

کیا ہی مرنی سی مرے خرسندر ہوں الحمد للہ
بت کیا کرتی ہین اب شکر خدا میرے بعد

نرہی بعد مرے نامۂ و پیغام کی رسم
منہ دکھاتا تو کہان لاتے نہین اوسکی جگہ

کیا ہوا غم نہ کیا اوسنے مرے مرنیکا
چاک کرتا ہون اسی غم سے کفن مرقد مین

مجھسا بدنام کوئی عشق مین پیدا نہوا
کبریائی تری ثابت نرہیگی اوبت

استخوان کو نہ جلا دیجیو اے آتش غم
دہن گور ابھی وا ہو بیان کرنیکو

سر اوٹھایا مری وحشت نے پس گور
سنگ مدفن کی عوض رکھدیا مدفون کے سر

سب سے پہلے ہوون مین اوسکی خرامان کے
تیر کی آنی کی دعا مانگی ہی اول مینے

اوٹھ گیا صفحۂ ہستی سے نگین کی صورت
وہ جو برگشتگی بخت تھے ہرگز نہ گئے

آخر اوسنے مری مٹی کا بنایا تو دہ
ولولہ جوش جنونکا تھا مجھی تک گویا

خاک اوڑائی پھرے گلشن مین صبا میرے بعد
لن ترانی کی بھی آئی نہ صدا میرے بعد

اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد
کھلے رہتے ہین تری بند قبا میرے بعد

ہان مگر قیس کا کچھ نام ہوا میرے بعد
کوئی کہنے کا نہین تجھکو خدا میرے بعد

آگئی مایوس نہ پھر جائے ہما میرے بعد
آ کی پوچھے تو اگر حال مرا میرے بعد

بید مجنون مری تربت پہ اوگا میرے بعد
کوہ غم جسکی کسی سے نہ اوٹھا میرے بعد

طوق قمری کی بھی گردن مین پڑا میرے بعد
ساقیا ہاتھہ سبو کا بھی اوٹھا میرے بعد

نرہا مین تو مرا نام رہا میرے بعد
خاک مرقد سے مری چاک بنا میرے بعد

کوئی تیر و تفنگ کا نشانہ نہوا میرے بعد
نظر آیا نہ کوئی آبلہ پا میرے بعد

بید مجنون نہوا گل کا گریبان نہ پھٹا

سنبل تر بھی پریشان ہوا میرے بعد

بنگیا شوق کی مضمون سی کبوتر کاغذ
خود بخود یار تلک جائیگا اوڑ کر کاغذ

خط پہ خط بھیجے لکھے پر نہ لکھا تمنی جواب
کبھو قاصد کہ ہوا کیا نہ میسر کاغذ

حال دل ہجر کا اگر کاغذ ابری پہ لکھون
صورت ابر برستا رہے وہ تر کاغذ

سیکڑون بھیجے ہین خط تجھکو جوابا نہ ملے
اوڑتے پھرتے ہین ترے کوچہ مین اکثر کاغذ

حال لکھا ہی تری چاہ مین بیچین ہونیکا
جیسے رکھتا ہی شکن صورت مسطر کاغذ

اس قدر یار کو خط مینے لکھے مین قاصد
شہر مین اب نہین ہوتا ہے میسر کاغذ

دم تحریر گری قطرۂ خون آنکھون سے
بنگیا تختۂ گل اپنا سراسر کاغذ

اب کبوتر کی عوض خط مرا بلبل لیجائے
عطر گل سی ہی گیا بنکی معطر کاغذ

آتش رنگ حنا سی نہ کہین جل جائے
کہتے ہین دست حنائی مین نہ دیکر کاغذ

وصف تمنی جو لکھا اوسکے لب گلگون کا
بنگیا صورت برگ گل احمر کاغذ

آج بھیجا اوسی بے منت قاصد نامہ
ایسے روئے کہ گیا ہاتھ سے بہکر کاغذ

قمری و سرو کو آزاد کیا یار نے کب
ہمین دکھلاؤ تو آزادی کا لاکر کاغذ

یاد آیا جو خط عارض جانان گویا
دم تحریر یہ روئے کہ ہوا تر کاغذ

طبیعت آگئی ہی ان دنون اک طفل برہمن پر
گمان ہی نالۂ ناقوس کا اب میرے شیون پر

ہوا یہ تب سے زلف یار کا کنگھی کی کرنے سے
ہوا بہری اوڑی جاتی لگا شانیکی ناگن پر

بہم شعلہ او رطاؤس مین ہی جو دشمنی دیکھی
نظر آتی ہی مسی کی دھڑی پر پان کی سرخی
ہوا یہہ پانی پانی دیکھکر اوس غیرت گل کو
شب مہتاب مین ہنسنا تمہارا الامان کافر
تبسم دیکھکر اوس شعلہ رو کا جل گئے ہین گل
دہوان جب اوٹھتا ہی ایسے تری بن گر گئے ہین
نہ کیونکر سینہ و دل خانہ زنبور ہو جائین
ہوا تار نگہ مین رشتہ زنار کا عالم
منور ہوگئی میری لحد کس کی پرتو سی
کہوئی خورشید تابان جلوہ گر ہی کس کی اوجھل مین
منور ہو گیا ایسا مکان اوس مہ لقا کی جلوے سے
بنایا ہی زمین کو آسمان ان مسکورکن نے
مری زنجیر پر یون سنگ طفلان آکی لگتی ہین
اگر مجھہ ناتوان کو رخصت گلشن نہین تی
چمک سے تیری دانتون کے او نہین عوا مجھہ تماشا شانخ
مری چھاتی پہ جا شمع روشن تو بجشا خہ ہی
ہوئی جب صرف جاد و ستی دشمنی ہی ہہ

دل بیدل پر داغ کیون نہ شیدا ہو کہ زلف پر شکن پر
کسی نے برگ گل بار کمر دیا ہی برگ سوسن پر
طلب کرتا ہی اوٹر جانیکو ہر بلبل سی گلشن پر
گری گی ایکدن بجلی مہ تابان کے خرمن پر
بجا ہی گر کہون بجلی گری ہو لو نکی خرمن پر
تو اک کالی گھٹا سی یار چہا جاتی ہی گلشن پر
طبیعت آگئی ہی اک نگاہ ناوک افگن پر
ہماری آنکہہ پڑتی ہی جو اک طفل برہمن پر
چڑہائی چادر مہتاب کس نے میرے مدفن پر
شعاع مہر کا کیونکر گمان ہو پہ چلون پر
ستارونکا گمان ہوتا ہی دیوار روزن پر
مہ نو کا ہی عالم ہر نشان نعل توسن پر
کہ بیتابانہ دوڑے جیسے سقا طفل آہن پر
بجای خار بہلاوین اگر دیوار گلشن پر
تہی مستی خدائی تو دانی مہر و معدن پر
پڑہا ہی فاتحہ یہہ ہاتہہ رکہکر کسی مدفن پر
نہین کم برق بجلی گرنے سے اگر منہہ پر سی خرمن پر

کس آن سے مرون ہی کیا وحشت نے گویا سر اوٹھایا ہے
ہوا ہے بید مجنون جا سبزہ میرے مدفن پر

کھول دی ہے زلف کسنے پھول سے رخسار پر
چھا گئی کالی گھٹا سی آن کر گلزار پر

کیا ہی افشان ہے جبین ابروِ خمدار پر
ہے چراغان آج کعبے کی در و دیوار پر

نقش پا سے یہ جو شاخہ قبر پر روشن کرو
مر گیا ہون مین تمہاری گرمیِ رفتار پر

چشم بد دور آج ہے یہ کون گلرو جھانکتا
چشم نرگس کا ہے عالم روزنِ دیوار پر

ناتوانی کا بھلا کس منہ سے مین شکوہ کرون
خال ہے یان مہر خاموشی لب گفتار پر

ہم ازل سے ہی انتظار یار مین سوتے نہین
آفرین کہیے ہماری دیدہ بیدار پر

کفر و دنیا مین دین بند اسکی گر سمجھے کوئی
اجتماع سبحہ یان موقوف ہے زنار پر

شکر کرین کھائیگا اکدن سرکشی تیغ کی گر
او سر ہمیشہ کیون بھولا ہے اوس دستار پر

زلف دوسکی اپنے حق مین ہیکسی کہتی ہی کیا
ہے ہمارا فیصلہ ابتو زبانِ مار پر

گر چمن مین ہمسے بی بر گون کو جا دیتے نہین
خار کی مانند بٹھلا دین سر دیوار پر

ہے اگر عرفان تجلی الست خاکساری کر شعار
دیکھتے ہین آئینہ اکثر لگا دیوار پر

ابرو و مژگان سے اوسکی دو کہین دل کے ترنجے
ابتو نوبت آ گئی ہے تیر اور تلوار پر

امتحان عشق مین دو جان مینی اسلیے
لالہ با صد داغ اوگتا ہے سر کہسار پر

رابطہ گر غیر سے ہو یار کو چاہون نہین
مین وہ بلبل ہون کہ مرتا ہون گلِ بیخار پر

دل چلا ایسا ہون میرا نام لی بیٹھا جو وہ
پر لگے جا لے زبانِ مرغ آتشخوار پر

او صنم کے تجھ از ہی مسجد کو اگر جاویگا تو
حیف کوئی یار تک پہونچی نہ میری آہ و شیون
سو گئے جائین گر ہماری آنکھونکی جھپکین
بعد مرنے کے ہی باقی میری نالون کا اثر
تیری آب تیغ سی ظالم جو ہو طوفان بپا
خط او سنے لکھے مینے کرون ان بحر جواب
حشر تک ممکن نہین اب جھکی تیغ آفتاب
کفش پا کی گل دم کھا کر ہنسکے یون کہنے لگا
دیکھیو ضد میرے مرغ نامہ بر کیواسطے

سیکڑون ٹوٹین گی تسبیحین گئے ہر زنار پر
مدتون آکر ہما بیٹھا رہا دیوار پر
پاس سے کانٹے نظر آئین زبان خار پر
تار مطرب کا ہی عالم ہر کفن کی تار پر
حوت تڑپی مثل ماہی گنبد دوار پر
بیٹھے رہتے ہین کبوتر سیکڑون دیوار پر
بارہا رکھوا آتا ہی ظالم مغربی تلوار پر
سیر کو کیون جاون گلشن ہی ہر ہر خار پر
قینچیان لگوائی ہین ہر حرم نی دیوار پر

یار کو معلوم ہوتا ہجر مین سویا نہین
خط لکھون گویا بیاض دیدۂ بیدار پر

جو کوئی دہ چشم و ابرو دیکھتا روتا ضرور
تیری آگی ہوتا یوسف پر گمان یعقوب کا
گردش چشم سیاہ یار یاد آتی ہے مجھے
بیخبر ہی تم وجہ اللہ سی کچھ نہ بھی خبر
رات دن رستم کو گو تیغ دبیر کے کام تھا
تجکو خندان دیکھکر موتی بھی کہتا برق گو

عین کعبے مین گر آہو دیکھتا روتا ضرور
قد و قامت دست یار دیکھتا روتا ضرور
گر کبھی رم کردہ آہو دیکھتا روتا ضرور
ہی یہ لازم تجکو ہر سو دیکھتا روتا ضرور
یار کی شمشیر ابرو دیکھتا روتا ضرور
سامری گر چشم جادو دیکھتا روتا ضرور

[illegible] ح
شیخ کعبہ گر وہ بر و دیکھتا روتا ضرور

آ[illegible] شمع
مجکو روتی رات گر تو دیکھتا روتا ضرور

کس طرح کٹتی ہین راتین کس طرح گذرے ہے دن
میری حالت گر وہ بدخو دیکھتا روتا ضرور

ایسا رویا کل کہ شرمندہ ہوا ابر بہار
میرا رونا وہ سمن بو دیکھتا روتا ضرور

جو صبا کی ظلم رانی ہی ہماری حال پر
اوسکو ای غافل اگر تو دیکھتا روتا ضرور

گرچہ یوسف کا بھی تھا مصرع قالا اخوان
یار کی گر بیت ابرو دیکھتا روتا ضرور

ہی یقین واللہ مجکو حافظ قرآن اگر
آگے اوسکا مصحف رو دیکھتا روتا ضرور

دیکھ لیلے کو ہنسا جب مین تو مجنون نے کہا
میری آنکھوں سے اگر تو دیکھتا روتا ضرور

بجلی جب چمکے تو منہ کا بھی برسنا چاہیے
مین تبھی ہنستی جو جہر دیکھتا روتا ضرور

باغ مین لالہ کہ نہرین ہون وان ای نرگس گل
جب ترا مین گلشن کو دیکھتا روتا ضرور

چشم بد دور انکھین میری غیرت لیلی کی گر
وادی مجنون کا آہو دیکھتا روتا ضرور

بنگیا ہون غم کی مین تصویر اوسکے ہجر مین
مجکو وہ جو سر پڑا تو دیکھتا روتا ضرور

لامکان تک مین تلاش یار مین پہنچا رہا
ہر جرح گر میری نگاہ تو دیکھتا روتا ضرور

خلق تو ہنستی ہی تیری مبتلا کی حال پر
تو ادہی گر ای پریرو دیکھتا روتا ضرور

خوف اگر اعمال نکنی کا ہلی ہی گو یا مجھے
چاہیے یون جب نراز و دیکھتا روتا ضرور

دعائین مانگتین ہین بیٹون تک جبکا کی سر ہاتھہ اوٹھا اوٹھا کر

ہوا ہون تب مین بتون کا بندہ خدا خدا کر

دعا لب جام نے بھی مانگی سبوئی بھی ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر

ہماری محفل مین آیا ساقی خدا خدا کر خدا خدا کر

دکھایا وحدت نے اپنا جلوہ دوئی کا پردہ اوٹھا اوٹھا کر

کرون مین سجدہ بتون کی آگی تو واہی برہمن خدا خدا کر

مرا اشک نے نمون سی میرے جاری نہ دیکھی ہوگی یہ اشکباری

بنی ہین چشم پر آب قاتل یہ زخم بانی جورا جورا کر

کہان وہ شکلین کہان وہ باتین کہان وہ جلسے کہان وہ محفل

یہ سب کا سب خواب کا تھا سامان چھپا لیا بس نے کہا دکھا کر

بزنگ ساغر ملا دیا منہ جو منہ سے تیری خفا نہ ہوتا

کیا ہے بیہوش تو نے ساقی شراب مجکو پلا پلا کر

اوٹھایا یارون نے پر نہ اوٹھا زمین سے ہرگز ہمارا لاشہ

یہ کیسے ہمکو ہے مار ڈالا نظر سے اپنے گرا گرا کر

جو یہ بیجین ہم مرغ نامہ بر کو تو چنگلین مین اوسکے اوڑا دے

اگرچہ وہ طفل کھیلتا ہی ہر کبوتر اوڑا اوڑا کر

پس از فنا بھی اگر تو آئے گردن سگ یار میہمانے

کہ استخوانون کو اپنی تن مین رکھا ہے اسی پہ چھپا چھپا کر

کری اگر کشتی ہو مجھسے ابھی فلک کو زمین پہ پٹکون
کہ توڑ ڈالے ہین ایسے مینے ہزارون شیشے اوٹھا اوٹھا کر
کبھی سر دل سے کرتی ہین گل کبھی ہین شانی سی یہہ اوکھتین
غرضکہ زلفون کو تو نی ظالم بگاڑا ہی سر چڑھا چڑھا کر
شکست لکھتا تہا نام دل کا یہی تہی طفلی مین مشق تیری
بنا دیا دل شکن یہہ تجھکو معلمون نے لکھا لکھا کر
بڑی لگی ہین اجل کو تجھسے مسیحکو بہی بہت ہین شکوی
کہ دم مین تو نے ہین مار ڈالے ہزارون مردے جلا جلا کر
پلانا پانیکا جام زاہد گناہ مشرب مین ہے ہمارے
ثواب لیتا نہین ہی کیون تو شراب مجکو پلا پلا کر
نہین کوئی رازدار ہمسا کیا نہ وحشت مین تجکو رسوا
کہ داغ مانند خار ہاہی بدن مین رکہے چہپا چہپا کر
گلی ہزارون نے اپنی کاٹی ہزارون بیوجہ ہو گئے خون
بہت ہوا پہر تو یار نادم کف حنائی دکہا دکہا کر
نگہ کی صورت پہرو نہ ہر سو حجاب تم مردمک سی سیکہو
اب آو آنکہون مین سیر دیکہو مژہ کی چلمون اوٹھا اوٹھا کر
دکہائی گل سی عذار تو نے کیا دل عاشقان کو بلبل

بنادیں گوش غیرت گل صداے بلبل سنا سنا کر

گناہ کرتا ہی بر ملا تو کسی سی کرتا نہین حیا تو

خدا کو کیا مُنہ دکہائیگا تو ذرا تو ای بیحیا حیا کر

چلا ہی محفل سی اپنی ساقی دکہاؤ نہین نہ اپنے اشکباری

گرون بطرمی کو مرغ آبی ابہی سے دریا بہا بہا کر

رولائی برسون ہنسی تو جس سے دکہائی گر زلف یار رکہتے

کری تو در پردہ راہ دل مین جو دیکہی پردہ اوٹہا اوٹہا کر

وہی اثر ہی جنون کا ابتک مری ہی لڑکون کو اب بہی کاوش

کہ میری مٹی کی روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر

عجب نہین نامہ عمل کا دلا ہو کا غذا اگر خطا کے

خطائین کین میں نے آشکارا کئی ہین عصیان چہپا چہپا کر

اثر ہی جاہ ذقن کی الفت کا بعد مردن بہی آہ باقی

کہ کہیلتے ہین ہمارے مٹی کی ڈول لڑکی بنا بنا کر

کیا ہی پوشیدہ عشق ہمنے کسے سے درپردہ محبت

پڑی ہوئی بستر الم پر جو رو تے ہین منہ چہپا چہپا کر

جو خوف طوفان اشک سی اب نہین ہے جاتا نجای قاصد

روان کرون سوی یار جانی خطون کی ناوین بنا بنا کر

[illegible] ہرگز [illegible] سی صورت نہ بنسکی پھر
اگرچہ صانع نے لاکھوں نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

ادھر مژہ نے لگائی برچھی اودھر نگاہوں نے تیر مارے
شکست دے فوج صبر دل کو یہہ کسنے انکھیں لڑا لڑا کر

کٹی ہی گویا شب جوانی بس آن پونہچی ہی صبح پیری
بہت سی کی تو نی بت پرستی اب ایکدن خدا خدا کر

ہی کف پا مین حنا کا گل عیان بالاے سر
شعلہ اوسکے زیر پا ہے اور دھوان بالاے سر

سے نالوں کے اوٹھا یا ہی مکان بالاے سر
ہون مین وہ بلبل ہی میرا آشیان بالاے سر

ہی حیات و موت مین بار گران بالاے سر
واں ہی مین بالا سر یان آسمان کا سر

سیکڑوں دل مین کا گل مین عیان بالاے سر
کیا سے پھرتا ہی یوسف کا روان بالاے سر

ناتوان ایسا ہون گر سایہ پڑے دیوار کا
گر پڑے گویا کہ سقف آسمان بالاے سر

ناتوانی سی مرا ایک ہی مثل شاخ گل
داغ سودا ہے برنگ گل عیان بالاے سر

ہی رخ رنگین ترا گل قامت موزون سرو
صدقی ہونگی بلبلین اور قمریان بالاے سر

زیر پا ہے بار نالان اسقدر ہی دل مرا
حاملان عرش کرتی ہین فغان بالاے سر

ہی یہہ بیہودہ تلاش رزق مین گھر گھر
آسمان پھر دل مین پھرتا ہے خوان بالاے سر

یقین ہے اب ورکیا تازی بلا نازل کری
بی سبب پھرتا نہین یہہ آسمان بالاے سر

قصر تیرے ناتوانکا ہی مثال گردباد
باد کا جھونکا اوٹھا لیگا مکان بالاے سر

شیشہ بازی کا تماشا گر تجھے دکھلا دے زمین
ہو کبھی پائین پہ گاہی آسمان بالائے سر

دیکھ لے دنیا مین کم ہین دون و ست [illegible] بہت
سات زیر پا زمین ہین آسمان بالائے سر

تیر باران سے نہین کچھ کم ہی باران بحر مین
کسلیے نکلے پھر اے گردون کمان بالائے سر

سر کی کٹنی کی جو حسرت لیکے ہون کوے قاتل مین
ہو اگر مثل سنان میرے زبان بالائے سر

آسمان آگے ہی دوپٹہ تاری افشان چاند منہ
مانگ کے سکے ہی برنگ کہکشان بالائے سر

رہ گیا ہی زخم سے ہون یار کا پیکان تیر
وہ دہن بالا سر ہے یہ زبان تیغ بالائے سر

اس لیے مجنون پڑا رہتا ہی محمل کے نشین
پاؤن اپنا کاش رکھدے ساربان بالائے سر

سایہ آنگن جلد ہو یارب ہمارے تیغ یار
ہو گیا بہر دعا ہر مو زبان بالائے سر

گر چھوا عارض کو تو نے کر سند لٹکیگا وہ طفل
عارضی ہی کاکل عنبر فشان بالائے سر

تیرے سبکدوش آگئی یونہی جلد یاران عدم
بار تن ہی عصیانکا اک بار گران بالائے سر

مجھکو اک سرو روان عشق نے مجنون کیا
کیا عجب باندہی جو قمری آشیان بالائے سر

کانپ اوٹھی ہی اکثر مری نالون سے زمین
کیون نہ یارب گر پڑا آئے آسمان بالائے سر

ہو گیا اکثر سرشک چشم سی خانہ خراب
گر پڑی ہی بارہا سقف مکان بالائے سر

اس زمین مین اور اک ایسے غزل گویا کہون
جسکو سنکر رکھین سب اہل زبان بالائے سر

چاند سورج ہین ترے ای جان جلال بالائے سر
کیون نہو پھر پھیر صدقے آسمان بالائے سر

کاش یونہی اشک کا آب روان بالائے سر
ہی ہر اک داغ جنون آتش فشان بالائے سر

ہی زمین یا دل مجھے آسمان بالای سر — مہربان ہی زیر پا تا مہربان بالای سر

ای خیال نور کسی ... چاند نگر — طوطیون نے آکی باندھا آشیان بالای سر

سر چڑھا کر تو نے ای ظالم نگارا ہی اسے — کرتی ہی بن کا کل عنبر فشان بالای سر

اس قدر رنگ کاریان کی ہین تری تلوار نے — زخمون سے رکھتے ہین ہم اک گلستان بالای سر

مثل گلشن پاؤن گر جائین زمین مین آکے نسیم — گر زر گل سے رکھون مین ناتوان بالای سر

پھرتے ہین صحرا مین سر پر ہین گل داغ جنون — خار اپنے زیر پا ہے بوستان بالای سر

بادشاہی سی یہ نفرت ہے کہ پھوڑون اپنا سر — گر پڑے ظل ہما ای آسمان بالای سر

یان خزان مین بھی شگفتہ ہین گل داغ جنون — کہدا ب بلبل باندھے ہی آشیان بالای سر

مجھسے پار زیر بار غم اوٹھتا نہین سکی جوش — کاش رکھدیتا زمین آسمان بالای سر

گر تری تیغ ہلالی ان پہ ہو پرتو فگن — ٹپیان ہون سر کے زخمونکی نشان بالای سر

بعد میرے کوئی اُسکے ظلم سہنے کا نہین — خاک اور ہی نگا ہمیشہ آسمان بالای سر

سنگ طفلان کی ہی نظارے کی حسرت اسقدر — داغ سودا نکے ہے مین چشم بان بالای سر

کون فتادہ نسے دنیا مین زیادہ قوی ہی — کیا اوٹھا پا ہی زمین نے آسمان بالای سر

سر جھکا کر دیکھہ لینگے روز محشر ہم تجھے — غم نہین گر ہونگے چشم مردمان بالای سر

لن ترانی حشر کے دن بھی نجائیگی تری — وای حسرت ہونگی چشم مردمان بالای سر

روز محشر وعدہ دیدار اس خاطر کیا — جاتا تھا ہون گے چشم مردمان بالای سر

ہجر نے ایسا مجھے زار و خمیدہ کر دیا — طوق گردن پاؤن نہین ہین پان بالای سر

سر سے گذرے ہین سرشک چشم اگر جیحون مین
ہو گئی ہین بادبان آب روان بالائے سر

گر چمن مین یار نے آ کر لگا گل پہ نگڑی
بلبلین آنکھون پہ رکھین باغبان بالائے سر

سر چڑہایا ہے حسینون نے کہ بعد از مرگ
شانہ بنکر ہونگی میری استخوان بالائے سر

ہی ہماری بیقراری سی تہ و بالا جہان
ہر زمان زیر قدم ہی ہر زمان بالائے سر

آسمان شکل زمین ہی گاہ پاؤن کی تلی
اور زمین ہی گاہ شکل آسمان بالائے سر

دل ہمارا نعرہ زن ہے سر سے گذری اشک چشم
سینے مین گویا جرس ہے کاروان بالائے سر

سر کٹ گیا مرا نہین مجکو خبر ہنوز
ہون آرزو ہی قتل مین سینہ سپر ہنوز

مین مر گیا ولی نہین اوسکو خبر ہنوز
باندہی ہی میرے قتل پہ قاتل کمر ہنوز

اوس سرو قد کی دیکھی تھی رفتار باغ مین
آوارہ پھر رہے ہی نسیم سحر ہنوز

بلبل ہوا ہون جیتا ہے پس از مرگ بھی چمن
گلبن کے پرے ہین مرے مشت پر ہنوز

سر کٹ گیا تو دور ہوا درد سر ولے
قاتل سے کہدو باقی ہی درد جگر ہنوز

باغ جہان مین آہ بہار آئی لاکھ بار
وہ نخل ہون صبا کہ نہ لایا ثمر ہنوز

ظالم تو قتل کر سکے ابہی ہی مگر نہ جا
مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز

گو خاک ہو گئی نکہی جستجو ہی یار
جون گرد راہ پہرتے ہین ہم دربدر ہنوز

کشتے ہین جیسے ہم تری شمشیر ناز کے
آگاہ تہی نہ دوست سی تیری سپر ہنوز

اگلان سناتا تھا مجہہ میری سر گشتگی کا حال
کہتا ہی یار ناز سی پھرتا ہی سر ہنوز

یہ زار ہون کہ دی بدن بھی وبال ہی
سر چوب آستان پہ تیرے دے دے ماریئے
آخر ترے فراق مین میرا ہوا وصال
گویا کا حال پوچھیو جو وہ کہیو ای صبا

تسپر ہی دل مین الفت موی کمر ہنوز
صندل سے تو گیا نہ مرا درد سر ہنوز
دیکھا نہ شام ہجر نے روی سحر ہنوز
بیٹھا ہی مثل نقش قدم خاک پر ہنوز

کٹ گئے سر کر نہ جور ناک ای مرے جلاد بس
تیرا ہی مصراع قد خوب ہے شاخ نخل بس
یار کا نقشہ نہ ہرگز کھینچ سکا عاجز گیا
سن نہین سکتا مرے نالو نمین ایسا درد
کسکو طاقت ہی سنی دیوانی کی فریاد کو
مثل سبزہ ہو گئے دل قمریون کے پایمال
تا کجا جور و ستم تیری سہون مژگان یار

تا کجا ظلم و ستم بس اے ستم ایجاد بس
سرو کی مصرع پہ ظالم ہو چکا ایراد بس
دیکھی صناعی تمہاری مانی و بہزاد بس
جب کردن فرہاد کہتا ہی مین فریاد بس
سنکے زنجیرون کا غل کہنے لگے حداد بس
ہو چکا تیرا خرام ناز اے شمشاد بس
چھن گیا میرا جگر اے ناوک بیداد بس

ٹکڑے دل ہوتا ہی گویا نالۂ جانکاہ سے
کہتے ہین ہمسایہ سن سن کر مرے فریاد بس

اپنا جوش اشک کہلاتا ہی طوفان ہر برس
آہ دکھلاتی ہی یہ وحشت بیابان ہر برس
جب بہار آتی تو ہوتا ہی جدید جوش جنون
ہی مرادوسکی بہی عالم مرا دیوانہ ہو ہر برس

خانہ آباد ہو جاتی ہین ویران ہر برس
چاک ہوتا ہی ہمارا جیب و دامان ہر برس
صورت گل چاک کرتی ہین گریبان ہر برس
طوق منت کا پہنتا ہی جو جانان ہر برس

یاد آجاتی ہین ہمکو جب دندان یار
موتی برساتی ہین آنکھین مثل نیسان ہر برس

جب بہار آتی ہی خواہش قتل کی کرتا ہی یار
ہوتی ہی آلودہ خون تیغ جانان ہر برس

آب نہر باغ سی کیا تیغ اسکی تہی بہی
زخم میری مثل گل ہوتی ہین خندان ہر برس

جمع ہوتے ہین مری تربت پہ آکر شمع رو
اس طرح سی کرتے ہین گویا چراغان ہر برس

[illegible]

ایکسو آویختہ ہے اوس کاکل کا خم بالاے دوش
ایک وہی قہر وہ تیغ دو دم بالاے دوش

ای پری موی کمر بہی تیرا بل کہانی لگا
تیری زلفون کے جو دیکہی پیچ و خم بالاے دوش

گر گیا وہ بت بکہر دل ہی مجہی اوسکے قسم
جیسے رکہا تہا محمد کی قدم بالاے دوش

جون بیا خود رفتگان گشتیم سرگردان شدیم
ہای کیا وہ دن تہی جو رہتے تہی ہم بالاے دوش

از سر ای گویا چرا گبر و مسلمان ناخوش اند
ہست مصحف در بغل زنار ہم بالاے دوش

دیکہی سی تیری آتی زمین زمان کو غش
آجاتی ہی بلکہ چرخ کی باشندگان کو غش

چلتی نہین یہان بہی اب اوسکی کیا کری
آتا ہی ہر سخن پہ تیری ناتوانکو غش

چہینٹا تو دی پسینے کا اپنی کہ ہی گلاب
آیا ہی تیری بلبل بی آشیان کو غش

گرمی سی چاندنی کی ہوا ہی عرق عرق
آئی نہ اب کہین ترے سرو روان کو غش

مستی مین شب جو ماہ جو گرم خرام تہا
آ آ گیا تہا بزم مین پیر مغان کو غش

نام خدا ابہی سی یہہ طفلی مین حسن ہے
آیا ہی اوسکو دیکہکے پیر و جوانکو غش

ناقی کی ساتھ دل اوسکا فرطِ ضعف سے
لیلی سی کہہ دو آیا تری سارباں کو غش

آیا جو وہ تو اوڑ گئی صبر و قرار و ہوش
یوسف کے دیکھنے سے ہوا کارواں کو غش

گویا وہ ساتھ غیر کے جاتا تھا کہین
آنے لگا ہی آج جو مجہ ناتوانکو غش

تجہ سے ہے تیرا بت خود کام رقص
لیگیا دل سے مرے آرام رقص

تیرے گانے سے زمین بہی وجد مین
کرتے ہین دیوار و سقف و بام رقص

آگئی ہی چرخ مین گردونکے عقل
دیکھکر ای ماہِ سیم اندام رقص

تان کی ہمراہ نکلے میری جان
صفت مین اوسکا ہوا بدنام رقص

لولی گردون تلک ہی وجد مین
رقص تجہ سے بس ہے اسکا نام رقص

ہون وہ بسمل گر تڑپتا دیکھ لے
دستِ قاتل مین کری صمصام رقص

تیرے دکھلانیکو ای مہ آفتاب
کر رہا ہی صبح سی تا شام رقص

دیکھکر تجہکو تڑپ جاتے جو ہین
کرتے ہین صید اسیرِ دام رقص

نغمۂ قلقل نے میٹہا باد یا
ہاتہ مین کرنی لگا ہے جام رقص

نالی کرتا عاشقون کا نغمہ ہے
ہی تڑپتا پر سرِ ہر گام رقص

ہی گردش مین ترے بادام چشم
ای پری کرتا ہی یا بادام رقص

ساقیا دی تجکو جام آفتاب
کر رہا ہی چرخ مینا فام رقص

رقص کی اوسکی صفت گویا نہ پوچھ

دلکو کر دیتا ہی بے آرام رقص

آنکھون مین آرہا ہی مردم بر آخط
لب کاش موت آتی و پا اوسکا آخط

لکھین مین طالعونکی اوستی نارسائیان
ڈر ہی کہین نہ رستی مین قاصد گرائی خط

لکھتا ہون نامہ یار کو ای چشم صبر کر
دریای اشک مین نہ کہین ڈوب جائی خط

اب لکھہ سکے نامہ یار کو ایسا ہی رو
قاصد اگر نہین تو بہلا بہہ جائی خط

نالان ہے اب اوسکے ہاتھ سے مین ای صبا
خط کہو لیے تو آتی ہی اکثر صدا خط

وحشی کیا ہی مجھکو پہرایا ہی خار پر
زلفونکی آہ جور لکھون یا جفاکی خط

اوس رشک گل کو ہی گل بخارہ مثال
رخسار نکلین جہان اگر وہ بناکی خط

ای جان ہم ہین صدقے تری بالبلاق گر
شیدائے زلف دل ہی جگر مبتلای خط

کچھ حال لکھیے یار کو رنگ پریدہ کا
تا مرغ نامہ بر کیطرح اوڑ جائی خط

قاصد دیا مین یا کہ کبوتر ہو یا صبا
خط غلامی لکھدون اگر کوئی لائے خط

گریان وہ ہون جو روئیگا گویا لکھون مین حال
ہر دائرہ ہو چشم اور آنسو بہای خط

زبان سے کیا مین کہون لیسی جیوسکا خط
لیے جو بوسے تمہارے اونہا کیا کیا خط

شراب یار پلاتا ہی مجھکو ڈھکا کر
دکھا رہا ہی عجب ور جام صہبا خط

خوش آئی کیا تجھے زاہد خط خدا رحم
جسی جنون نہوا اوسکو بہار سے کیا خط

گناہ ہوئے ہین اداب سے مسے خطا کی لیے
الٰہی کاش نہو تا جہان مین پیدا خط

نہان ہی ہمکو بھی رونے سے خندہ ساغر
کبھی نہ لب ہون مرے آشنا تبسم سے

جو پاس یار نہو سکتی کا پہر کیا حظ
جو بیٹھے گالی پہ گالی اوٹھاوین دونا حظ

کہے جنون مین غزل ایسی مصحفی گویا
کہ جسکو سنکے اوٹھاتے ہی روح سودا حظ

اشک سودا بہی اگر گرتی ہی آب دیدۂ شمع
گر چڑھا دی ہاتھہ نے وہ ساغر مستانۂ شمع
بنگیا ساغر چراغ اوسکے حنا ہاتھہ مین
بادہ گر آئی تو روشن ہو مکان میرا اوسے
صورتِ قلقل کری نالہ زبان شعلہ کی
ہی بلورین جھاڑ سارا روشن جو بجھو اور سے
ساعدِ روشن کی اوسکی تب خریداری کری
دودِ شمع داغِ دل کر دیگا آخر سیاہ
رونی مین بہی انِ حسینونکی سراسر رنگ ہی
ہی جہان نظرو نہین آتے بازیِ شطرنج
یا الٰہی کون ہی برقِ تجلی جہانکتا
ہی زبان شعلہ کیا اکڑ وہ کوئی بیچ تاب
تیری تصویر گر ... گلگیر سے

کس لیے ہے جمع کرنے خرمنِ پروانہ شمع
محفلِ می مین دکہاتی گردشِ پیمانہ شمع
عکسِ رخسے بنگئے موجِ می پیمانۂ شمع
ہو گئی کب روشن بیابانِ خانۂ ویرانۂ شمع
ساقیا دیکھے جو تیرے نرگسِ مستانہ شمع
ساق و ساعد شمعین مین اوپر چہرہ جلانا شمع
کاٹ کر سر رکھدے پہلے ہاتھہ مین بیعانہ شمع
مثل کعبے کے بنائی گی سرا بتخانہ شمع
آنسوونکے تار کہتی ہی وام دانہ شمع
مہرۂ شطرنج بہیان بہر ہی ہر خانہ شمع
بنگیا ہی روشنی سی روزنِ کاشانہ شمع
زلف پر خم کا تری کہتی ہی کیا افسانہ شمع
تو جو آئیگا گریگی سجدۂ شکرانہ شمع

ساقی و ساعد ابھی دینے ہیں تشبیہیں مجھے
دیکھیے کیا کیا گری کی نازِ غنچہ پر شمع

تاج شعلہ ہی یہ ہوا ان کلغی ہی پروانہ چراغ
بزم میں کھینچتی ہی گویا شوکتِ شاہانہ شمع

تیری دیوانی کا وحشت خیز ہی ایسا مکان
کرمکِ شبتاب سان او کو دیتی ہی تیا یانہ شمع

آتشِ داغِ جدائی کا جو لکھوں خط میں حال
کیا عجب ہے گرنے کا غذ قلبِ پروانہ شمع

سنگ جمے اگر لگا پروانہ سان جلنے لگا
بنگیا ہی آتشِ غم سی ترا دیوانہ شمع

سامنے اوسکے ترا کافور ہو جائیگا رنگ
دیکھہ اوس خورشید رو کی سا جلا دیوانہ شمع

جب جدا ہوں بھول جائیں خوبروں حسنِ سلوک
غیر ہی زنبور یا ہم یہ ہیں پروانہ شمع

میں وہ ہوں جو دیوانہ گر محفلمیں جاؤں
خانہ فانوس سی آئی نکل طفلانہ شمع

ساقیا یاد آگئی وہ گردن و چشم و عذار
رو دیا بس دیکھکر مینا ہی می پیمانہ شمع

نالہ جانسوز لاؤں لب تلک گر بزم میں
بھاگ جائیگی سامنے سے میرے بیتابانہ شمع

ہمسری کی تھی جو ساقی یار سے پائے سزا
باندہ کر لٹکائی ہی اوسنی میانِ خانہ شمع

پھینکیں یگانا تھہ سے اپنے اگر گل کر کی یار
سر کی بل گر گر کریگی سجدۂ شکرانہ شمع

بال سلجھاتا ہی وہ اپنے حنائی ہاتھہ سے
پنجۂ خورشید سی کرتی ہی گویا شانہ شمع

ہی یقین گل ہو جو دیکھی گیسوِ دلبر چراغ
آگئی کالی کی بھلا روشن ہی کیونکر چراغ

ہاتھہ سی اپنے کرے وہ ماہ روشن گر چراغ
چرخ سا پیدا ہو دود ہو ہر شخص اختر چراغ

کوچۂ گیسو میں داغوں کے سبب ہی نہیں ہے کا دل
یعنی ہوتا ہی شبِ تار [illegible]

رات ان کی تیرے شیرین حال تھا ای شمع
شعلے نظرون مین میرے اخگر تھی او مجھ کو چراغ

کس لیے جاتا ہی تو سیر چراغان دیکھنے
ہین بعض آنکھونکی نسبت و یا انونسی تا بہ چراغ

تیری بسہنے جدائی مین دیا کسنی نہ رنج
اپنی شعلے سی دکھاتا تھا مجھی خنجر چراغ

سب حسینان جہان کے ہو مین ہر جا دلا
دیکھ لی ہوتا ہی روشن شام کو گھر گھر چراغ

[illegible] خانہ ہمارا یار وحشت خیز ہی
گر یک شبتاب سان او تی ہین یان اکثر چراغ

آہ سے [illegible] لگ گئے تھی آگ [illegible]
ورنہ دیکھا ہی کہ گل کردیتی صرصر چراغ

مار ڈالا [illegible] داغ دے دے کر مجھے
چاہیے کوشش کی آکی تربت پر چراغ

ہو فزون قدر حسینان جسقدر ہون یہ بعید
دور سے دیکھو تو آتا ہی نظر اختر چراغ

گر حنائی ہاتھ مین جام ہے وہ شعرو
موج می ہو جائے شعلہ او ز ساغر چراغ

میرے مژگان پر ہین جلوہ گر لخت جگر
ہین لب دریا یہ روشن آ پری پیکر چراغ

دیکھی جو گردنکشی اوس شعرو کے بزم مین
منہ ہی کیا پہر اپنے شعلے او تھا پیر چراغ

اوسکی تیغ ظلم سے انجام کو عاشق نہین
ایک پروانہ نکلے ڈھونڈ ہو گر لیکر چراغ

ذکر حق سی دل کو روشن کر جلاتا گیا شمع
گل نہین ہوتا ہی ای گویا یہ مختصر چراغ

آپ سے جاتا نہین من اوس ستمگر کیطرف
خود بخود گردن اٹھ جاتی خنجر کیطرف

[illegible] قد جانا کی یاد
آب جو سی اشک جاری ہی صنوبر کیطرف

یار کا [illegible] یاد آتا ہی سن مجھے
نکلین آنسو دیکھون گر خورشید خاور کیطرف

کہیو قاصد ہی تری مفتون کو ایسا انتظار
اب تو ہی تیری نشتر کی آنکھ ہر دم رہتی ہی روزن کیطرف

ایک آنسو بھی گرا تو سیکڑون دریا بہی
چشم کم سے کیون نہ ہم دیکھین سمندر کیطرف

بسکہ ای مہر وش تیرا منہ تو نکا رہتا ہی خیال
رات بھر آنکھین لگی رہتی ہین اختر کیطرف

اوڑ چلا دل فندق پای نگارین دیکھکر
مرغ آتشخوار دوڑے جیسے انگار کیطرف

بیخرخ مینائی کو مستی مین مینا سمجھے ہم
ہاتھ دوڑا مہ تابان کے ساغر کیطرف

ہی قسم اوسکی قد رعنا کی ہمنی باغمین
آنکھ اوٹھا کر بھی جو دیکھا ہو صنوبر کیطرف

جذب دل تب جانتا جب یہ نکلی سیر کو
بہولکر رستہ چلا آئے مرے گھر کیطرف

بعد مردن ہی یہہ پیک صبا کا اشتیاق
خاک میری جاتی ہی اوڑ اوڑکی [illegible] کیطرف

تو نہین مجھسے ملاتا آنکھ یہ خنجر ترا
دیکھتا ہی چشم جوہر سے مرے سر کیطرف

دیکھ لے اوس غنچہ لب بلبل گویا اگر
آنکھ اوٹھا کر پھر نہ وہ دیکھے گل تر کیطرف

ہاتھ پھر وحشت دوڑانے لگے گریبان کیطرف
پھر مجھی جانا پڑا کوہ و بیابان کیطرف

پھر بہار آئی گل رخسار یاد آنے لگے
مثل بلبل اوڑ چلا دل پھر گلستان کیطرف

پھر کسیکا چاند سا مکھڑا مجھی یاد آگیا
دیکھتا ہون رات بھر پھر ماہ تابان کیطرف

پھر کسیکی لمبی لمبی بال یاد آئی ہمین
روتے ہین پھر دیکھکر شبہای ہجران کیطرف

آئینے کا اوس پریکو پھر گمان ہونے لگا
دیکھتا ہی پھر ہماری چشم حیران کیطرف

ای جنون پھر مجکو وہ خوش چشم یاد آنے لگے
روتی ہین پھر دیکھکر چشم غزالان کیطرف

پہر اونھین لغونکا سوا سلسلہ چھڑ گیا
پہر لگی جانے جگر سنبلستانکی طرف

پہر پریشانی کی حد سے کھینچنے مجھکو پڑے
دل کھنچا جاتا ہے پہر زلف پریشانکی طرف

آستین پہر آنسوؤن سے ہای تر ہونے لگے
پہر لگے بہہ بہہ کے جانے اشک داماں کی طرف

ہی یقین پہر ابکی ہمکو کنوئین جھنکوائیگا
دل ہوا مائل پہر اک چاہ زنخدان کیطرف

آبلے پا کے غم پہر شاید کہ ہو جائین ہرے
پہر بہار آئی چلی خار مغیلان کیطرف

ای جنون کہتا ہی تن کو شوق نشتر پہر ہوا
دیکھتا ہون پہر کسی کی نوک مژگان کیطرف

جیب کے جانب جنون ہاتھہ ہوئے رسا ہین پہر
چاک نے پہر پاؤن پھیلائے ہین داماں کیطرف

چھٹ گئی دست خرد سے پہر عنان اختیار
لیچلا پہر توسن وحشت بیابان کیطرف

پہر ہوا شوق شہادت آہ ای گویا مجھے
پہر جھکا جاتا ہی سر شمشیر بران کیطرف

کاہش جان ہی لقب ہای فراق
کس بلا مین ہی مبتلای فراق

کوئی دوزخ اسی پہونچتا ہے
نہ کسیکو خدا دکھای فراق

کھا گیا غم ترا کلیجے کو
دل مرا ہو گیا غذای فراق

جان دی اوسکا نام لی لی کر
بس دلا تھی یہی وفای فراق

دادرس کوئی بھی جہان مین نہین
مین کہون کس سے ماجرای فراق

سقف گردون نہ ون جلا دی کہین
ای مری آہ شعلہ زای فراق

دل بہی بیگانہ ہو گیا مجھ سے
مین ہوا جب سے آشنای فراق

خوار ہون زار ہون پریشان تیرے بن
وہ بھی آیا نہ آئی آپ مین ہم

اوس سے کہدو یہہ ماجرای فراق
اسکو کہتے ہین انتہای فراق

روند آکر مزار کو اوسنگے
ہے یہہ گویا کا خونبہای فراق

پہولا ہی بعد مرگ بھی وحشت پاؤن تلک
سنگ بھی نہ اوس کا آیا مری استخوان تلک

گو ہم قفس سے جا نسکے بوستان تلک
اوڑ اوڑ کی رنگ چہرہ گیا پر وطن تلک

بلبل ہجوم گل ہی چمن مین یہان تلک
پہولون سے چہا گیا ہی ترا آشیان تلک

کب پہنچی آہ ضعف سے گوش بتان تلک
سو جا ٹہہر کے سینے سے آئی زبان تلک

پرواز مشت از زمین تھی مری آسمان تلک
اپنو چمن سے جا نہ سکون آشیان تلک

ایسا کیا ضعیف غم انتظار نے
آنکہون کو میری بار ہی خواب گران تلک

عالم ہون علم عشق کا مین گرچہ ہمسری
ای عندلیب تو ہی بڑے بوستان تلک

اوس مہہ کے وصف سے یہہ ہوا مرتبہ بلند
پہنچی مری غزل کی زمین آسمان تلک

پاس ادب ہی جنون مین مجہے اسقدر
آتا ہون سجدے کرتا تری آستان تلک

اوس مست کے ہین گیسوؤن کی سلسلے مین ہم
ساقی مرید جسکا ہی پیر مغان تلک

رکہین ادب سے پاؤن ہم تیری راہ مین
باہر جناب آپ سے ہون تو پہنچین وہان تلک

فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہے
بجلی ہی کاش آئی مری آشیان تلک

کیونکر نہ سر پہ مر اوس تیغ کی ہی
گردش سی جستجو مین [illegible] تلک

سو بار اپنی فکر عدم سی پہی گئی
لیکن نہ پہونچی یار کی ہوئی میان تلک

اوس حور کا مکان ہی جنت سے بھی پرے
رضوان نہ پہونچ سکے نہ کبھی پاسبان تلک

اس حد جو فرط ضعف سے ہم پہنچی رہ گئی
پہنچی نہ آہ بھی جرس کاروان تلک

دل میں ہمارا اوسکی محبت نے گھر کیا
پہونچا ہی اس مکان سے جو لامکان تلک

الحمد نخل باغ ذرا دیکھ اے ہما
آیا نہ بی طلب سگ یار استخوان تلک

اوس طرہ کی جو سر مرا اٹھکر آیا پاؤن سے
پہونچا دماغ آج مرا آسمان تلک

نخل مراد بار ہوا آج بارور
صد شکر کہ لگی ثمر اپونچا سنان تلک

پھر جائے تیر آکی وہ برگشتہ بخت ہون
رخ پھیر دیکھکر مجھی اوسکی کمان تلک

مرنیکی بعد ہی سگ جانان کا انتظار تھا
کمبخت ہما نہ آئی مری استخوان تلک

سو بار آکی موت مجھے فرقت میں پھر گئے
برگشتگی نصیب کے کہیں کہان تلک

گو پایہ نا توانیکا احسان مجھپہ ہے
آئی دیا نہ یار کا شکوہ زبان تلک

شمع ہو گی دیکھ کر میری سینہ جلنے کا رنگ
دیکھ لی گر سوز دل آکر جلانے والے کا رنگ

ساقیا جب بچے رنگین میں وہ مست ناز
سرخ ہو جائے اگر ہو سبز پیمانے کا رنگ

تو عبث ہوتا ہے قاتل دامن گل کی روش
میری خون کا تیری دامن سے نہ جانیکا رنگ

اس بس ہی چشم کی تعریف کرتا ہوں جو رو
ہو سکینا مری سجے ہر دانیکا رنگ

ساقیا تو ماہ ہی اور ساغر ہی آفتاب
آسمانی ہو گیا اس سے میخانیکا رنگ

نغمۂ رنگین کو سنکر مثلِ گل بنتی ہین گوش
چہار ہی گا بزم مین ایسا تیری گانیکا رنگ

دامنِ گل کر دیا ہی دامنِ کہسار کو
ابر سیکھی گی ہمی سے اشک برسانیکا رنگ

جسمِ سرخ ایسا ہی پہنا اونی جو تنکا ہا
ہر گہر مین صدف ابر مونگی کی ہی دانیکا رنگ

زردی رخ نی بنایا اوسکو کشتِ زعفران
ہنس رہین ہین دیکھ کر سب تیرے دیوانیکا رنگ

ناتوانی بعدِ مردن بھی نہین اک گل مونکی
زرد ہی دیکھو ہمارے گل کی پیمانیکا رنگ

کہیت مین تیری شہیدون کے جو دہقان بونیگا
سرخ ہو جائیگا بس گرتی ہی ہر دانیکا رنگ

مصرع اوستاد **گویا** پڑہتی ہین مستی مین ہم
سبز ہی مینا کا رنگ اور سرخ پیمانیکا رنگ

ہی تری رخ سی آفتاب خجل
کفِ پا سی ہی ماہتاب خجل

جام پر ہنس رہا ہی ساغرِ لب
چشمِ میگون سی ہی شراب خجل

ہنسنے مین جب وہ دانت دیکھ لیے
ہو گیا گوہرِ خوش آب خجل

دیکھتی ہی عرق عرق ہو جائے
آگی اوس گل کی ہو گلاب خجل

جام مے اپنی منفعل ہے ماہ
مئی گلگون سے آفتاب خجل

برق نادم ہے بیقراری سے
میری رونی سی ہی سحاب خجل

کیون نہ انگارون پر سدا لوٹے
دلِ سوزان سے ہی کباب خجل

سرنگون ہے ہلال جو اے ماہ
ہی تری دیکھ کر رکاب خجل

یار کی دل سے دم ہو سکا نہ عتاب
ہون مین اے دیدۂ پر آب خجل

اپنی گویا ہے ... تجمل

تجھ سے ہے اے رشک گل گلاب خجل

رہتی ہین پامالِ مثلِ سایۂ دیوار ہم

رشک سے کہتی ہین آتی دین اوسکو باغمین

ہو گئی ہین گرچہ اک عالم کی نظرون مین سبک

کچھ نہ پوچھو ہم سے جو اوٹھا شکر رنجی مین لطف

صورتِ مژگان جگہ آنکھون پہ ہم خنجر کو دین

اپنی کشتے ڈوبیگی تلوار ہی کہان تیغ مین

کیون نہ اب جائے عصا مینا می ہو ہاتھ مین

بنگئی ہی خاک بھی بعد از فنا ریگِ روان

ہم تو کیا ہین حضرت عیسیٰ بھی دیکھین تو کہین

تیغ ابرو کا تصور دل مین لا سکتی نہین

نالۂ پردرد ای گویا سُنایا چاہیے

تشنہ بھی ہین خاطر گرد دونون و بیمار ہم

بند کر لین تا نہ چشمِ نرگسِ بیمار ہم

پر ہین سیر خاطرِ نازک سے اتنک بار ہم

سمجھے ہین قندِ مکرر یار کی تکرار ہم

مثلِ ابرو مُنہ پہ کھاتے ہین یار کے تلوار ہم

دیکھکر مرجاتے ہین وہ ابروئے خمدار ہم

بعضے چشمِ مستِ ساقی کے ہوئے بیمار ہم

ڈھونڈتی پھرتی ہین اتنک جنبہ بلواز ہم

عین صحت کے دنون آنکھون کے ہوئے ہین بیمار ہم

ہاتھ مین دیوانیکی کسطرح دین تلوار ہم

یار کہتا ہے مشکین کی در وا اشعار ہم

مِری خون سے سرخ کر اور کفک تجھی ہاتھون کے رنگ حنا کی قسم

نہ اوٹھاؤنگا تیغ تلے سے مین سر تجھی یار تیرے کفِ پا کی قسم

کہا لیلی نے قدر شناس ہین ہم ہمین اپنی ہی مہر و وفا کی قسم

جو ہے قیس کو غم ہے یہان بھی الم کہو کہتا مین ہو بار اخدا کی قسم

کہا لیلی نی ناقہ جو چل نکلا یہی قیس کا بن ہی خدا کی قسم
یہہ اوسکی ہی عشق کا جذب ہوا اوسی وحشتی بی سر و پا کی قسم

کبھی باغ مین گل پہ کرون جو نظر رخ یار کی حسن و صفا کی قسم
مری نظرون مین سمانے ہی سنبل تر مجھی حلقۂ زلف رسا کی قسم

کہین آیا بگولا نظر جو کبھی کہا لیلی نی باد صبا سے یہی
یہی حال ہمارے ہی قیس کا بہی اوسی وحشتی بی سر و پا کی قسم

تری ہجر مین آئی جو میری قضا ہی باغ جنان مین بھی دھیان ترا
کسی حور کا بہائی نہ ناز و ادا مجھی تیری ہی ناز و ادا کی قسم

تھی جہان مین عجب نصیب کی ہم کہ سہا کیی تا دم زیست الم
ہمین کر چکی کشتۂ تیغ ستم تو وہ کہاتی ہین جور و جفا کی قسم

تب ہجر سی حال تھا میرا برا جو وصال ہوا تو وصال ہوا
نہ تو مین ہی رہا نہ مرض وہ رہا اوسی عیسی کے دست شفا کی قسم

کہا یار نی دیکھی جو شرم مری ہوی قہر کیو اونسے غیر اونسی کہی
ہون لجا کو یہہ جتنی ہین سرو ہی مجھی اپنی ہی شرم و حیا کی قسم

گرا مستی سے گشت جی وہ ماہ لقا وہ ہین ساقی کی ہوش ہی نہ بجا
سبو ہاتھ سے پیر مغان کی گرا اوسی مست کی لغزش پا کی قسم

جو ہو مجد کی جن مین گذار مرا کہی کانٹون سی جسم نزار مرا

اگرو عضو ہر ایک فگار مرا تمہیں قیس سے برہنہ پا کی قسم

ہوا قیس کا جب کہ چمن میں گذر کہا شرط وفا ہی یہہ باد سحر

کبھی دیکھون جانب سنبل تر مجھی لیلی کی زلف دوتا کی قسم

میں اکیلا پڑا ہوا روتا رہا کبھی انسی نہ خون کا قطرہ گرا

مری زخموں نے ساتھ نہ میرا دیا مجھی ہجر کی شب کے بکا کی قسم

کبھی آیا جو اوسکا خیال ذرا مری آنکھوں کے پیہ ہمیں وہ ہیں چھپا

نہیں کبھی کسی کا میں یہہ شرم و حیا مجھی پاس کی شرم حیا کی قسم

کری بات وہ گل جو ادا کبھی لگی چہکنی سی بلبل زار کبھی

کبھی چہکی نہ کوئی چمن میں گلی مجھی اوسکی دہن حسد کی قسم

جو چمن میں وہ لالہ عذار نہیں کسی گل پہ ذرا بھی بہار نہیں

کہیں نغمۂ بلبل زار نہیں مجھی جنبش باد صبا کی قسم

دل مضطرب آہ جو کہنی میں ہو کہو سیدہی ہی بات تو ترچہی سنو

یہہ سمجھ لو جو کعبہ ہی تم ہو تو نکروں کبھی سجدہ خدا کی قسم

شب ماہ ہی اور چمن کی فضا لب نہر ہی اور ہی ٹھنڈی ہی ہوا

کوئی جام شراب کا دی گویا مجھی ساقی ماہ لقا کی قسم

کوچۂ جانان میں جب جاتی ہیں ہم	کیا ہی یاد و سانہ پھر آتی ہیں ہم
باغوں میں بھی یار اگر جاتی ہیں ہم	بلبلوں کی طرح چلاتی ہیں ہم

شکلِ مژگان تیغ کو مونہہ موڑ لی
سر کو اپنی کوئی سرکاتی ہین ہم

کیون نہ کہبی جنگ ہی یہ عین صلح
لڑتی ہی آنکہہ اوس سی ملجاتی ہین ہم

مول لیتی ہین لڑائی یار سے
دیکھ دل آنکھین لڑا آتی ہین ہم

اسقدر ہم جنس بی مقدار ہین
لو جو ہم نظرونمین تل جاتی ہین ہم

صید ہین پر کرتی رہتی ہین شکار
دام ہین صیاد کو لاتی ہین ہم

ہجر مین جز غم نہ کہایا ہمنی کچہہ
یار کہانیکی قسم کہاتی ہین ہم

یاد آتا ہی جو وہ رنگین ادا
اشک خون آنکہونسی برساتی ہین ہم

آگئی اوس شمشاد قامت کے دام
بید کی مانند تہراتی ہین ہم

نقشِ پا کی طرح مت کر پائمال
اہتو او ظالم مٹی جاتی ہین ہم

رشک سی شانہ نہ کیون صد چاک ہو
ہاتہہ سی زلف اوسکی سلجہاتی ہین ہم

کہینچتا ہی جب کسی پر تیغ تو
قاتل اپنی سر کو بہڑاتی ہین ہم

بھاگ جائین کیون نہ آگی سی رقیب
اپنی تیغِ آہ چمکاتی ہین ہم

آتشِ غم سی تری ای شعلہ رو
شمع سان اہتو جلی جاتی ہین ہم

مر گئی تہی آہ کس خوش چشم پر
آہوؤن کی ٹہوکرین کہاتی ہین ہم

اپنا غمخوار اتنو سمجھو تم ہمین
مدتون سی یار غم کہاتی ہین ہم

جب تو آئی لائیو اوس عیسی کادہیان
ای اجل کیا تجہکو ترساتی ہین ہم

اپنی رونیکی حقیقت ای صبا
کاغذِ ابری پہ لکھواتی ہین ہم

جلد دنیا سے اوٹھا لی ای فلک
ایک خوش آتی نہین تیری بغیر
خواب مین اک نور آتا ہے نظر
اور کچھہ حاصل نہین ہے نام کو
کب محبت مہرو کی دیکھین گی قدم

چشم عالم سی گری جاتی ہین ہم
لاکھہ تہمت کھین دلکو دکھلاتی ہین ہم
یاد مین تیری جو سو جاتی ہین ہم
عاشقونمین تیری کہلاتی ہین ہم
ہر ہمین کو ہاتھہ دکھلاتی ہین ہم

جب سی خفت ہو گئی گویا ہمین
شعر وحشی روزنتہ موافق ہین ہم

جاتی ہین یا اوسکو بلوتی ہین ہم
بلبل تیری سو نغمہ گر گاتی ہین ہم
ای محبت کافر تو نکلا سنگدل
کاہ سان اوڑتی ہین فرط ضعف سے
ای غم دلدار سینی سے نجا
پیشوائی کی لیے آئی غزال
وہ پری پہنائی گر زنجیر زلف
ایک بہی غمخوار یہہ کہتا نہین
ان جفا کارونکو کہتی ہین غرض
گفتگو کرتی ہین وصل یار کی

دلکو یہہ کہہ کی بہلاتی ہین ہم
شام کو اب صبح دکھلاتی ہین ہم
دل لگا کر سخت پچھتاتی ہین ہم
باؤلی بہی ٹہوکرین کہاتی ہین ہم
ہجر مین دل تجھہ بہی بہلاتی ہین ہم
کسکی آنکہین دیکھہ کر یاد آتی ہین ہم
تو ابہی دیوانی بن جاتی ہین ہم
روٹھہ کر تو اوسکو لیتی آتی ہین ہم
دشمنون کو دوست کہلاتی ہین ہم
پھر یہہ کہتی ہین کہ کیا گاتی ہین ہم

کھا کی بل کھتا ہی وہ موئی کمر
گیسوؤنکو پیچ سکھلاتی ہین ہم

تیر مژگان اوسکا پھر یاد آگیا
پھر کمان کی طرح چلاتی ہین ہم

تار ثابت جیب و دامن مین نہین
ای جنون تیری قسم کھاتی ہین ہم

آنکھہ مجھہ سی پھیر کر کھتا ہی وہ
گردش ایام دکھلاتی ہین ہم

تا لہو پوچھی وہ اپنی تیغ سے
زخم دامن دار دکھلاتی ہین ہم

ہجر کی شب ہمکو نیند آئی نہین
زلف شبگونکی قسم کھاتی ہین ہم

تونی نظرون سی گرایا کیا ہمین
سبکی نظرون سے گری جاتی ہین ہم

نام لکھہ لکھہ کر ترا وصلی پہ روز
ہجر مین یون دلکو بہلاتی ہین ہم

سامنی آتا ہی جو یوسف جمال
اوسکی ہاتھون مفت بک جاتی ہین ہم

ایسی خوش آئی ہی از خود رفتگی
آپ مین برسون نہین آتی ہین ہم

یہہ غذا لکھی تھی کیا تقدیر مین
کیون فلک یون ٹھوکرین کھاتی ہین ہم

بھیجتی ہین خط پہ خط او شہسوار
گھوڑی اب کاغذ کی دوڑاتی ہین ہم

درد سر کی یہہ ملی ہم کو دوا
سر تری چوکھٹ سے ٹکراتی ہین ہم

دیکھہ آتا ہی جو روئے یار کو
پاؤن اوسکی چومنی جاتی ہین ہم

سر وبال دوش ہی گویا کو اب
تیری پاؤنکی قسم کھاتی ہین ہم

اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتی ہین ہم
بھول جانا یاد دلواتی ہین ہم

بن ترے جب باغ کو جاتی ہین ہم
داغ تازہ دل پہ لی آتی ہین ہم

دل ہی آئینہ وہ ہی پرتو فگن
یار کو آغوش مین پاتی ہین ہم

بیقراری سی گرا دیتی ہین برق
منہہ اگر رو رو کی برساتی ہین ہم

محفلِ عالم مین ہم مانندِ شمع
ہین گھڑی لیکن چلی جاتی ہین ہم

یاد آتی ہین لبِ شیرین تری
زہر میٹھا ہجر مین کھاتی ہین ہم

کھینچتی رہتی ہین لیلیٰ کی شبیہ
یون دلِ مجنونکو بہلاتی ہین ہم

ممکن او سکی ساتھہ اگر سونا نہین
پاؤن اب مدفن مین پہیلاتی ہین ہم

ہجرِ ساقی مین کہان ہی مینکشی
بھر کی اشک انکھون مین پی جاتی ہین ہم

خاکساری ایسی خوش آئی ہمین
پیرہن مٹی مین نگواتی ہین ہم

حاملانِ عرش کہتی ہین مجھے
تیری آہون سے جلی جاتی ہین ہم

زندۂ جاوید ہو جاتی ہین پھر
پہلی مرنی سی جو مر جاتی ہین ہم

دیکھتی ہین ہر مقید مین تجھے
اور کو مطلق نہین پاتی ہین ہم

ناتوانی یان پر پروار ہے
رنگ رخ کی ساتھہ اڑ جاتی ہین ہم

یاد آتی ہین جو یارانِ عدم
شہرِ خاموشان مین چلی آتی ہین ہم

رہتی ہی یان بیخودی اٹھون پہر
اب بلاؤ بھی تو کب آتی ہین ہم

ترک مطلب نے کیا ہی بی نیاز
ہاتھہ کھینچا پاؤن پہیلاتی ہین ہم

بہہ جہان ہی کشتی بحر فنا
بیٹھی ہین لیکن چلی جاتی ہین ہم

مرنیکو بھی لوگ کہتی ہین وصال
گر تسبیح ہی تو مرجاتی ہین ہم

ضعف سی صاحب ہمین کہتی ہین لوگ
مفت مین ایوب کہلاتی ہین ہم

گھر سی کیونکر نکلین فرطِ ضعف سی
بیت کی مضمون کہلاتی ہین ہم

قبر مین اوسنی کہا آؤن گا مین
اس توقع پر موی جاتی ہین ہم

دیکھیی اب شامِ غربت کیا دکھائی
رخصت ای صبحِ وطن جاتی ہین ہم

ضعف سی رہتا ہی اب پاؤن پہ سر
آپ اپنی ٹھوکرین کھاتی ہین ہم

زردیِ رخ سی ہین کشتِ زعفران
جائی گریہ ہی ہنسی جاتی ہین ہم

بارِ عصیان سر پہ ہی گو یا بہت
کیا اوٹھائین سر جھکی جاتی ہین ہم

بی سوائی صبر کی دولت اگر پیدا کرون
مثلِ گل بی منتِ مخلوق پیدا اگر کرون

مین توکل سی شکیبائی اگر پیدا کرون
خاکِ صحرا کی قناعت سی گنج پیدا اگر کرون

مقتضائی طبیعتِ صبا کی باغِ دہر مین
رابطہ مثلِ صبا با خشک و تر پیدا اگر کرون

عشق سی برخوردار جان ہو گر پھل ہووی نصیب
پھلی آہ و اشک سی نخل و ثمر پیدا اگر کرون

تب تو اہلِ دل کی خوشبو سی معطر ہو دماغ
جستجو مثلِ صبا جب در بدر پیدا اگر کرون

برق سیا ان سی دل جو دائم برزدہ دامن مین
بقدرِ عشق اپنا ہم سفر پیدا اگر کرون

تنگ آلینگ بار انی سی عالم کی بہت
بید سان گرچند شاخِ بی ثمر پیدا اگر کرون

متقید ہونیکی لذت تب تو حاصل ہو دلا
پھلی جب کیفیتِ شیر و شکر پیدا اگر کرون

بہلا ... بھی ابر ... عشق میں ہوا ہون جو خاک
پھر لگاؤن ہاتھ مٹی کو تو زر پیدا کرون

تجکو فارغ کردیا جیرت نے اوسکی دید سے
خود وہ پردہ ہو جو مین نور نظر پیدا کرون

گر نہو بیم خزان ملین نہ اُمیدِ بہار
پھر تو نخلِ ناامیدی سے ثمر پیدا کرون

تا نہ ہو تجکو برنج یان راحت نہین ہوگی نصیب
کٹ کے شاخ تاک سان اُس مین ثمر پیدا کرون

راہ مین بجلی کبھی ہر قدم ٹپی نہ پائی
منزلِ مقصود سے یہ رہگذر پیدا کرون

دل کبھی خوفِ ندامت سے جو ہوئی اشکبار
اوسکی ہر قطرے سے مین سنگ گوہر پیدا کرون

خوفِ عصیان سے اگر برساؤن اشکِ انفعال
تو نو ہی نخلِ خشکسالی مین ثمر پیدا کرون

تجکو بھی ہر کیسی آسائش سے باغِ دہر مین
سنگ بھی ہر سینہ جون نخل بار ور پیدا کرون

اس غزل نی ذائقہ دلکو نہ بخشا اوسقدر
اور نخلِ فکر مین گویا ثمر پیدا کرون

آہ مین گر ہجر کی شب مین اثر پیدا کرون
دامنِ شب سے گریبانِ سحر پیدا کرون

نخلِ ماتم ہو کبھی گر مین شجر پیدا کرون
بسمل بنی تلوار کا جو مین ثمر پیدا کرون

وصفِ تیغِ یار کو طرزِ دگر پیدا کرون
اک زبان مثلِ سنان بالا سحر پیدا کرون

یا نخلِ قامتِ جانان مین گر رکھون قدم
تو نگین کی طرح پتھر مین شجر پیدا کرون

مدتون تک یان صبا کا بھی گذر ہوتا نہین
خاک کا اپنی کسی مین راہبر پیدا کرون

جوشِ صدمے سے یہ ہو تجکی کہ از خود تو شجا
ہاتھ مین مثلِ سبو گر زیرِ سر پیدا کرون

آشنائی تب ہو مژگانِ دراز یار سے
جائی ہو ہر عضو سی حب نشتر پیدا کرون

ناوکِ مژگان کا اوسکی تب ہدف ہووے درست
خانۂ زنبور سا اوس سینہ مین جگر پیدا کرون

میری تربت پر اگر قاتل قدم رنجہ کرے
زیرِ پا نقشِ قدم کی بدلی سر پیدا کرون

باغِ عالم مین اگر پیوندِ الفت ہو درست
تو تو شاخِ بید سے بھی مین ثمر پیدا کرون

ہووے شبنم کی طرح پرواز میری تا فلک
پرتوِ خورشید سے گر بال و پر پیدا کرون

طالعِ واژون سے دولت اندوزون حاسد ہے
عیب ہو جاتی ہین مین جتنی ہنر پیدا کرون

کھینچی یہہ چرخِ ستمگر مجھہ پہ تیغِ آفتاب
صورتِ شبنم جو اوس گلشن مین گھر پیدا کرون

سب جہان یعقوب سان آنکھون سے پنہان ہوگیا
اپنی یوسف کے کہان مین خبر پیدا کرون

یار تک کب اوڑ کی جاوی دیدۂ بختِ نارسا
خود بخود کٹ جائین مین گر بال و پر پیدا کرون

ہون جو ایسی گویا ابھی بحرِ رمل مین غم طراز
بی بہا اس بحر مین کیا کیا گہر پیدا کرون

ہون وہ بلبل جا بجا ہون مین گلشن پیدا اگر کرون
صورتِ طاؤس اپنی بال و پر پیدا کرون

تیغِ ابرو کی تری مضمون اگر پیدا کرون
اپنی ہر مصرع مین سیفی کا اثر پیدا کرون

آہ کی تاثیر مین گر کچھہ اثر پیدا کرون
گھر مین بیٹھی بیٹھی اوسکی دل مین گھر پیدا کرون

ہون وہ گریان بعد مردن تا بخاکِ قبر سے
سبزۂ تر کی عوض مژگانِ تر پیدا کرون

خود بخود جلنی لگین پروانہ سان ای شمع رو
گرد پھرنی کی لئی گر بال و پر پیدا کرون

خط اگر لکھون کبھی مین اپنی شکر پارہ کو
بیضۂ گردون سے مرغِ نامہ بر پیدا کرون

خنجرِ غم سے کرون سینے کو اپنی چاک چاک
یاد مین اوس ابرو کی لاکھہ در پیدا کرون

[illegible] ستارے ہونگے تہہ گردون مین / مین جو نخل آرزو مین بھی ثمر پیدا کرون

نقش پیما سے اوسی ہرگز نہ آئی بھول کر / نقش حب کسطرح گر لیتی ہی گھر پیدا کرون

ہو مرے ہمراہ جاؤنمین جدہر خانہ بدوش / چاہیے اب صورت آئینہ گھر پیدا کرون

وہ نہ اپنا ہوگا گر سر کاٹ کر رکھدے کوئی / پاؤن پڑ کر کسلیے اب درد سر پیدا کرون

یہہ فور آتش غم نے دیا شعلہ بنا / آگ لگ اوٹھی اگر مین بال و پر پیدا کرون

ٹیکی پہنا کر پنہاؤن موتیونکا ہار اوسے / نخل قد یار مین برگ و ثمر پیدا کرون

یار اگر عیسیٰ ہے بیمار ہو جاؤن ابھی / وہ اگر صندل لگائے درد سر پیدا کرون

کیون اوٹھاؤن فرقت جانانکی صدمے رات بھر / شام ہی سے حالت شمع سحر پیدا کرون

مین ہون اور ہر دم خیال اوسکے دہان تنگ کا / دل مین بس اپنا مکان مختصر پیدا کرون

تہک گئے جگا کر دون خط زنہار مجنون نے لکھا / اب بتا وحشت کہان سے ہمسفر پیدا کرون

اوس پری سے صورت سایہ نہون گویا جدا
اس سیہ بختی مین اتنا تو اثر پیدا کرون

وہ چشم مہر سے جس دم نگاہ کرتی ہین / سپہر کے چاند کو بھی رشک ماہ کرتی ہین

جو ہم کبھی تیری فرقت مین آہ کرتی ہین / تو ساکنان فلک کو گواہ کرتی ہین

نہ یہہ ادا نہ کرشمہ نہ دست و پا نہ دہن / برابری تیری کب مہر و ماہ کرتی ہین

گواہی دیگا ہر اک عضو برملا اک دن / چھپا چھپا کی محبت ہم گناہ کرتی ہین

لکھا ہے نامے مین اک بروش اوس زلف کا وصف / بس اب حوالہ ابر سیاہ کرتی ہین

سفر وطن مین ہمیشہ ہی گردش یون ہی
فلک لئی پھری گو مہر و ماہ کی دستار

گر گہر مین بیٹھی ہین پر دلمین آہ کرتی ہین
نکلنا کیا پر ہمنی کلاہ کرلی ہین

وہ عین عدو پہ آتی ہین آج ای گویا
ہم اپنی آنکھون کو اب فرشِ راہ کرتی ہین

سونہہ ڈھانکے مین جو رو رہا ہون
اک پردہ نشین کا مبتلا ہون

کیا ہجر مین ناتوان ہوا ہون
تنکا نہ اوٹھی وہ کہربا ہون

تیری ہی نہ بو کسی مین پائی
سارے پہولون کو سونگھتا ہون

بلبل ہی چمن مین ایک ہم درد
مین بہی کسی گل کا مبتلا ہون

آئینہ ہی جسمِ صاف اوس کا
کیونکر نہ کہی مین خود نما ہون

گہتا ہی یہہ مشتری فلک پر
یوسف تری ہاتہہ مین بکا ہون

رخسار وہ رکھہ کی سو گیا تہا
گل تکیون کو روز سونگھتا ہون

خط لکھہ کی جو ہی تلاشِ قاصد
مانندِ قلم مین پھر رہا ہون

مرجان کہی دیکھہ دیکھہ وہ ہاتہہ
مہندے کی طرح مین پس گیا ہون

اتنی تو جفائین کر نہ ای بت
آخر مین بندۂ خدا ہون

ابتو مجھی غیب دان کہین سب
مین تیرے کمر کو دیکھتا ہون

گویا ہون وقت کا سلیمان
پریون ہی پہ حکم کر رہا ہون

ثانی ترا کوئی نہیں حسن و جمال میں
سورج کی قبضی میں ہے کرن چاند ہالہ میں

خالِ سیاہِ یار جو دیکھیں تو ہوں خجل
ٹھہریں نہ پتلیاں کبھی چشمِ غزال میں

انکھو نہیں چھپا رہا ہے کس انسان کا خیال
آتی نہیں فرشتی بھی اپنی خیال میں

چلنے میں پائے یار سے آتی ہے یہ صدا
نسبت نہیں تدرو کو کچھ چال ڈھال میں

دھڑکا شبِ فراق کا دل سے نہ جائیگا
ہو جائیگا وصال ہمارا وصال میں

تھا دل میں بوسہ اک خطِ جاناں کا لیجیے
کانٹے سے پڑ گئے ہیں زباں پر سوال میں

دل نے جو عشق میں لطف سے صدمے اٹھائے ہیں
لاکھوں ہی بال پڑ گئے ہیں اس سفال میں

دلبر سے ہو کے ہم آغوش ہو جیے
ہے کیا خیال اس دلِ نازک خیال میں

دیکھے اگر تری لبِ جان بخش سے مثال
پڑ جائے جان لال کی مانند لال میں

سائے میں شکلِ آئینہ آتا ہے سو نظر
گویا وہ بے مثال ہے حسن و جمال میں

شبِ وصال میں کیا یار دو چار ہو نہیں
رہا فراق میں جیتا سو شرمسار ہو نہیں

نہ منع کر مجھے ہوتے ہیں اے گلِ خونے
چمن ہی کو جب ترا ابرِ نو بہار ہو نہیں

اگر خیال تجھے صید افگنی کا ہے
لگا دے تیر اور ہر مرغ کا شکار ہو نہیں

سیاہ کیوں نہ مر نقشِ پا ہوں مثلِ قلم
طریقِ عشق میں کیسا سیاہ کار ہو نہیں

ہے کبھی تری صورت کو دیکھنی دونگا
پڑونگا غیر کی آنکھوں میں وہ غبار ہو نہیں

یہ کسکے کانوں کی بالی کی مچھلی دیکھی ہے
مثالِ ماہیِ بے آب بیقرار ہو نہیں

عوض صبا کی بناؤن سحاب کو قاصد
کہ آج برق کی مانند بیقرار ہون مین

ہوا مین خاک کدورت نمٹ سکی اوسکے
نہ مجھ سی صاف ہوا ئینہ وہ غبار ہون مین

جو سیر تیغ جہاز نی مجھ سی مونھ موڑے
تو پہلی وار مین دریائی غم سی پار ہون مین

جیون ٹہرین سرے نازک مزاجی پہ تہمت
لگا مین پہول جو لڑکی تو سنگسار ہون مین

مطلع

نگین کیطرح جسے ہر چند دل فگار ہون مین
پر اپنی یار کی ہاتھون سے نامدار ہون مین

نہ کسطرح ہو بہلا مجھ سی یار کو نفرت
جو ننگ و عار ہی اوسکا بہی ننگ و عار ہون مین

برنگ برق تجلی ہر دی طور جہان
کسیکو نور ہون مین اور کسیکو نار ہون مین

ہر ایک عضو مرا شکل چشم بینا ہی
تو دیکھ لی ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

ای آفتاب قیامت نگاہ گرم سی نہ دیکھ
جلا دون دامن محشر کو وہ شرار ہون مین

سخن کو میرے جو سن کے ہی کٹا جاتا
مگر عدو کی لیے تیغ آبدار ہون مین

ہنسے جو زرد مجہی دیکھ غنچہ ان کیطرح
خزان مین گلشن ایجاد کی بہار ہون مین

جو مجکو خار ہی اوسکی گلی مین ڈالا بار
نہ کیونکر اوس گل تر کی گلی کا ہار ہون مین

بہانہ سا مہوش سی ہی لیبٹی کا
نہین ہون نشے مین بہوش ہوشیار ہون مین

نجات بعد فنا خاک سی بہی بیتابی
مرون تو شیشہ ساعت کا پھر غبار ہون مین

دل و دماغ مرا جانتی ہی کیا بلبل
نہ اولجہون دامن گل سے کبھی وہ خار ہون مین

یقین ہے سر دلب جو بہی پانی پانی ہو
جو سیر پاؤن پہ سر رکھ کی اشکبار ہون مین

ہر ایک داغ ہی گل اور آہ سرد نسیم
وہ عندلیب ہون گلشن کا یادگار ہون مین

تو ابھی چاند ٹھہری کو گرے گلزار
ہلال کھنی لگی اس چمن کا خار ہو نمین

او ہر تو دیکھیو گویا نی گل کھلائی ہین کیا
ہجوم داغ سی کہتا ہی لالہ زار ہو نمین

و داغ اور ہی باقی ہین ان حسینو نمین
یہہ ماہ وہ ہین نظر آئین جو مہینو نمین

خیال زلف ہی یون عاشقو نکی سینو نمین
کہ جیسے سانپ ہین بیٹھی ہوئی خزینو نمین

کمال حسن ہے اسی چرخ ان حسینو نمین
ہین آفتاب عذار و نمین مہ جبینون مین

قسم خدا کی نظارہ کرین خدائی کا
لگا نہین آئینہ دل جو دوربینون مین

ہماری ماہ کو یہہ زاہدون نے سجدے کیے
ستارہ بنگئی گٹہی جو تہی جبینو نمین

بتون سے دور ہین مطلب گیا خدا کی قدرت
کبھی وہ دن تھے کہ ہم بہی تہی ہم نشینو نمین

خوشی کے روز ہی اب تو گلے لپٹتی دو
نظر پڑی ہو مہ عید سیان مہینون مین

اس ایک خال پہ اے ماہ تو نہ ہو مغرور
ہزارون داغ ہین یان عاشقو نکی سینو نمین

جو ماہ شام کو نکلی تو صبح کو خورشید
ہی اتفاق نہین دیکھ لو حسینو نمین

کیا ہی وصف سراپا جو ایک سر گشش کا
ہی آسمان کے مرے اشعار کی زمینو نمین

خط عذار کا مضمون جو بند گیا ہم سے
وہ تنکی چٹکی لگی تہی جو نکتہ چینو نمین

ہزار دمی مجھی گردش فلک نی مین پھرا
یہی تو فرق ہی اشرافون او کمینو نمین

بجھایا شمع کو فانوس مین لگا دی آگ
کلائیان جو ترے دیکھین آستینو نمین

[illegible]

نکال سکا قمر ہوش برنگ گل ساغر
نہ کہہ تو غنچہ روش ہاتھ تہ آستینون مین

ادا ہو شکر ترا کسطرح زبانون سے
سمائی نام ترا کیونکہ ان نگینون مین

جو مہر ماہ کو ہو ذوق شہسواری کا
رکابین ہالۂ مہ کی لگاؤن زینون مین

کہو نہین کیون نہ گل اندام ان حسینونکو
گلاب کیسی کہ آتی ہی بو پسینون مین

نکیون ہو جام ہمارا برنگ ساغر ماہ
ہی آفتاب نہان اپنی آبگینون مین

ہون بادشاہ سخن گو فقیر ہون گویا
مرا اجارہ ہی اشعار کی زمینون مین

کیونکر نہ خوش ہو سر مرا لٹکا کی دار مین
کیا پہل لگا ہی نخل تمنای یار مین

جیا بہت ولی نہ موا ہجر یار مین
محبوب کیا اجل بھی نہین اختیار مین

سو باف سرخ کیون نہو گیسوی یار مین
شبخون یعنی لاتی ہین شبہای تار مین

سو باف ہی کنارۂ زلف نگار مین
یا برق کوندتی ہی یہ ابر بہار مین

راحت کی ساتھ رنج بھی ہی چرخ نگار مین
ہنسنے پہ گل کی روتی ہی شبنم بہار مین

پنہان ہوا ہی خال خط مشکبار مین
رلتا نہین ہے ڈھونڈ ہی سے نافہ تتار مین

مرجاؤنگا خیال رخ و زلف یار مین
آجائیگی اجل اسی لیل و نہار مین

لپٹی ہی چوٹی یار کی پہولونکی ہار مین
سنبل نے گل کھلائی ہین فصل بہار مین

آئی نہ آپ مین جو وہ آئی کنار مین
رکھون مین اپنی طرح اوسی انتظار مین

سبزہ تک اپنی قبر کا خوابیدہ ہوگیا
یہ چلو نیند آئی نہ اکدم مزار مین

او برق طور تا بہ کجا لن ترانیان
پتھرا گئین ہین آنکھین تری انتظار مین

جائین کب آشنا تری دریا کی سیر کو
اشک رواں سے رکھتی ہین دریا کنار مین

یہہ کسنے اکی قبر پہ بیچین کر دیا
کیا سو رہی تھے چین سے کنج مزار مین

آیا ہی خواب بہی شب وعدہ اگر ہمین
آنکھین کھلی رہی ہین ترے انتظار مین

خاک چمن سے کیا ہی مرا کالبد بنا
داغون سے گل جو کھلتی ہین فصل بہار مین

بعد از فنا بہی حسن پرستی سے کام ہے
آئینہ سان صفائی ہے سنگ مزار مین

آنسو بہاؤن آنکھون سے اوسکو لگا کی مین
موتی پروؤن ٹری کی پھولون کے ہار مین

کیون منہ سے بولتا نہین نکلا ہی تو خط
دروازہ بند باغ کا مت کر بہار مین

روتی ہین یاد گوہر دندان مین ابر مین
موتی بھری ہین شکل صدف یان کنار مین

کھینچی وہ لعل لب خط مشکین مین دیکھکر
پیدا ہوا ہے لعل بدخشان تار مین

فرہاد کی یہہ آنکھین ہین شیرین کو ڈھونڈھتی
ایدل غزال پھرتی نہین کوہسار مین

موجود ہے چرخ اس سے نہین بچکر روشنی
سچ یون ہے راستی نہین رفتار یار مین

تجھہ بن نہین یہہ جلوہ تماشا شب کو ماہتاب
چشم فلک سفید ہوئی انتظار مین

قوس سے ساتھہ وہ دوڑون تا چمن منع کر تو
ظالم عنان صبر نہین اختیار مین

پھولونکا ہار بن گیا ہی موتیونکا ہار
ایسا خوشی سے پھول گیا دست یار مین

نفرت یہہ ان گلونکو ہی مرنیکی بعد بھی
ہوتا نہین ہی گل صر شمع مزار مین

گیسو کو اوسکی تجھہ نہین ہے یہ واقفی دل
یہہ حال وہ ہی جو ہی اسیک چشم یار مین

دیتی ہے ناتوانی اگر رخصتِ چمن
پھنستا ہوں دام موجِ نسیم بہار مین

کرتا ہے کوئی مرگ ولا نیزہ بازیان
دنبالہ سرمے کا یہہ نہین چشمِ یار مین

پیسے گا استخوان اثرِ اضطرابِ دل
عالم اب آسیا کا ہی سنگِ مزار مین

باغِ جہان مین غنچے کے فرصت بہت ہے کم
لبریز جامِ عمر ہی گل کا بہار مین

کس ماہ وش سے رات ہم آغوش ہم ہوئے
عالم ہلال کا ہی ہمارے کنار مین

مثلِ حنا ہی غیر کی ہاتھون مری مہار
سرسبز اگرچہ ہون چمنِ روزگار مین

آتا ہی جب وہ تن مین مرے جان آتی ہی
جانی ہین مثلِ عمر نہین اختیار مین

اللہ رے صفائی رخِ یار دیکھنے
حیران ہے آئینہ کفِ آئینہ دار مین

اپنی گلی کی ہار کی گر وہ چھڑی ہی پھول
بہولا نہ پھر سماؤن مین گنجِ مزار مین

گر پیشوائے خلق ہی زاہد تو کیا ہوا
تسبیح کا امام نہین ہے شمار مین

مضمون تری کمر کا ہی کیا آج بندہ گیا
عنقا پھنسا ہے آنکی دامِ شکار مین

جھڑتی ہین مجھ سے پھول جو کرتا ہی بات تو
تجھسا نہین ہے گل چمنِ روزگار مین

قاصد تو صبا کہدی نکہت سے مجھ سی کیا
لکھا جو نامہ یار نے خطِ غبار مین

تلوار لی جو ہاتھ مین تجا ہی شاخِ گل
سوسن کا پھول ہوئے سپر دستِ یار مین

بیکسی آگی قبر کو روندتی ہی پانون سے
آتی ہی بوے گل مری خاکِ مزار مین

بعد از فنا بھی خواہشِ دیدارِ یار ہے
روزن کوئی ضرور ہی میرے مزار مین

جب رات ہوتی ہی تو ستارے نکلتی ہین
افشان ضرور چاہیے تھی زلفِ یار مین

کسکو یہہ ہوش ہے جو کری چاک جیب کو | باہر ہون اپنی جامی سی فصل بہار مین
فرمایش اپنی دیکہنی و الونسی کرتی ہین | آنکہونکی دور ہون نہ گرِ پہولونکی ہار مین
پاؤن سی اپنی لگی صحرا مین بہی بہار | چہالی ہمار پہول پرو مین گی خار مین
واجب ہی اب تیغ سی کرنی مجہی وضو | سجدہ جو کیجیی خمِ ابروی یار مین
دریا مین اوسکی تیرِ مژہ کا ہی جو عکس | سوراخ ہو ہر اک گہرِ آبدار مین
آیا کبہی نہ یار نہ آیا مین آپ مین | اپنی اور اوسکی تنکو ہی گہی انتظار مین
ناسور پڑ گئی ہی مری انتونکی رشک سی | روزن نہین ہین یہہ گہرِ آبدار مین
کہا کہا کی گل ہوا ان ہو جو مین ہی خاک کی | طاؤس بنتی ہین چمنِ روزگار مین
آتی ہی فصلِ گل مجہی جوشِ جنون ہوا | زنجیرِ دری باغ کی باندہو بہار مین
کرتی ہی صاف اپنی کو خاک دیکہہ لی | جوہر نہ پوچہہ جو ہین ہر اک خاکسار مین
رکہتی نہین غرور وہ پاؤن خرِ تری | چلتی ہین سر کی بل جو رہِ کوی یار مین
تبلاؤن کیا وہ کیسی ہی آرام کی جگہہ | سو جائین پاؤن جو اگر کوی یار مین
اپنی ہو انہین ہی کوئی اپنا آشنا | دریا کی طرح آپ ہین اپنی کنار مین

گویا کبہی ہی یاس کبہی انتظارِ یار
کٹہا کیا ہین رنج زندگی مستعار مین

زور دکہلاتا ہی طوفان مدہ مین سیکڑون | ایک پل مین ڈوب جاتا ہی مین ان گہر سیکڑون
فرقتِ ساقی مین کہائی ہی داغِ دل پر سیکڑون | شکستہ ہوی ایک مینا اور ساغر سیکڑون

فتنے برپا ہوتے ہین ہر ہر قدم سیکڑون
اپنی رونی کی ہمین لکھنی ہین دفتر سیکڑون
واہ رے دیوانگی اک طوق ہی پہنا ہمین
حال خوب وحشت کہدیتا ہون منہ پر صاف صاف
دیکھیو تا تیرِ عشق نشترِ مژگان یار
بنگئی وہ سب باتین شکلِ قاتل کی لیے
گر ہمارے قتل کی مضمون لکھا وہ نامہ مین
روئین گر اکدم خیالِ گوہرِ دندان ہمین
یار کا چلنا نہین تلوار کی چلنی سے کم
مین وہ بلبل ہون کہ بوئے گل مری آواز سے
وہ پری رو شاید اپنا آپ دیوانہ ہوا
ہون مین وہ دیوانہ کہ میری آہنِ زنجیر سے
خط تجھے بھیجے نہین ہمنے بھلا تو کس لیے
بس ٹکڑے ہوے مرغِ نامہ بر کو کر کے ذبح
ایکدم لمبا جو وہ جانِ نزاکت دیکھنا
اوس کے غنچہ لب سے ہنگئے جھملی دیکھی ہی جب سے
دیکھیو اللہ رے طول استانِ مشتاق

دمبدم دکھلا رہا ہے یار محشر سیکڑون
اے صبا طیار کر موجون کی سطر سیکڑون
گرچہ وہ زنگ بہ کے پہنی ہی زیور سیکڑون
ہون وہ آئینہ کہ جس سے ہین سکندر سیکڑون
جابجا ہو پیدا ہو ہین تن پہ نشتر سیکڑون
رہگئی جو ٹوٹ کر زخمون مین خنجر سیکڑون
بیضۂ فولاد سے نکلین کبوتر سیکڑون
ڈوب جائین آب گوہر مین شناور سیکڑون
گرتی ہین کٹ کٹ کے سر ہر قدم پر سیکڑون
ہوتی ہین آواز سے میری معطر سیکڑون
طوق سونیکی بناتی ہین جو زرگر سیکڑون
عشق مقناطیس سا ان کہتے ہین پتھر سیکڑون
تیری دیوارون پہ بیٹھی ہین کبوتر سیکڑون
اوڑتی ہین تبتک تمہارے کوچہ مین پر سیکڑون
پڑگئی تن پر نشان تارِ بستر سیکڑون
مچھلیان ڈوبی زمین ہین دریا نکلکر سیکڑون
ایک خط لکھنا لکھہ جاتا ہون دفتر سیکڑون

عارض صاف اور غبار خط سے تابع ہوگئے
صاف مجہہ سی آئینہ رو مین ہوے گرملکد سیکڑون

مثل مقناطیس ہی گر طوق چہٹتی نہین
ہو گئی میرے گلی کی ہار پتہر سیکڑون

ہون مین آوارہ مِرے ساتہہ مجنون جیل کا
دشت مین وہ رہ گئی آ جو ہی تنہا لگ سیکڑون

مژدہ اے وحشت ان روزون بہہ جوش ہے بہار
خود گریبان چاک پہرتی ہین نوگر سیکڑون

آئی وہ عیسی اگر تو رنگ ماہی کی طرح
تربتون سے استخوان دوڑین نکلکر سیکڑون

فکر رہتی ہی کسی سرو سہی کے وصف کے
رات دن ہوتی ہی مٹہی مین صنوبر سیکڑون

جاہ مین اوسکی گر اوہتی کنوین مین آنکہو
میری یوسف کے اگر ہوتی برادر سیکڑون

نقش جب لکہوا گی ہم نے اوس کی عشق مین
خامۂ عامل کو بہی جنکوائی ہین گہر سیکڑون

مثل طفلان وحشیون سے ضد ہی چرخ پیر کو
گر طلب منہہ کی کرین برسائے پتہر سیکڑون

شدہ ساقی کوثر ہون مین گویا وقت نزع
لائینگی بہر بہر کی حورین جام کوثر سیکڑون

تو نہین ہے آگی آنکہون کی تو دل خرم نہین
جنبش مژگان کف افسوس سے کچہہ کم نہین

بن ترے فردوس مین بہی دل مرا خرم نہین
نخل طوبی نخل ماتم سے مجہے کچہہ کم نہین

بیٹہہ مرون بیقراری کی قرار اکدم نہین
سنگ مدفن بہی ہمارا آسیا سے کم نہین

مثل ساغر لب ہی لب پر جو ملا دستا ہیا
جام ہی شیشہ ہے ہم مین کوئی محرم نہین

دل پریشان ہو گیا اوسکی پریشانی سے ہائی
دو جہان برہم ہین زلف دوتا برہم نہین

قتل کر کی مجکو کیا وہ سر جہکاتی شرم سے
اسقدر سرکش ہے جسکی تیغ مین خم نہین

وہ سلیمان ہون کہ ہی ملکِ جنون زیرِ نگین
حلقۂ خاتم سی لی بنا طوق گردن کم نہین

مر گیا جب مین تو آیا قبر پر وہ سیم تن
خاک ہو جانا دلا اکسیر سی کچھہ کم نہین

او دلِ ناداں کہو پیتی ہین بشہاز ہر ملے
کون کہتا ہی لبِ شیرین مین اوسکی سم نہین

بس گیا ہی دل کسی محبوب گندم رنگ پر
گردشِ اپنی بخت کی کچھہ آسیا سی کم نہین

مر گیا ہون مین وہ کہتا ہی کیا ہی کچھہ فریب
دم سمجھتا ہی وہ اسکو بائی جچھہ مین دم نہین

کیون نہ ہون سب سرنگون اوس منت کی ابرو دیکھکر
سامنی کعبی کی کبھی کس کے گردن خم نہین

اوسنے کوچے سی نکلوایا ہمین اچھا کیا
جو نہ جنت سے نکالا جاے وہ آدم نہین

ہجر مین اوس گل کی ہر گل کا گریبان چاک ہے
چشمِ نرگس مین ہے آنسو قطرۂ شبنم نہین

ہاتھہ رکھکر کان پر کہنی لگا وہ مستِ ناز
گریہ ہی شورِ قلقل دیکھنا پھر ہم نہین

یار کی صورت کو رضوان دیکھکر کہنی لگا
سچ تو ہی یہہ آدمی ہے حور سی کچھہ کم نہین

نام کہدوا یا سلیمانی نگین پر یار نے
دیکھہ لینا اب کہیگا کیا سلیمان ہم نہین

قید مین رہتا ہی جو اک ماہ کنعان کا خیال
چاند کی بالی ہے زنجیر و نکی حلقی کم نہین

آہ وہ کیجی کہ جسکے سانہ بختِ ال بنی ہو
تانہ کوئی یہہ کہی اس تیر مین پر خم نہین

تو لبِ وندان شو کہلائیگا تو کیا ہوئیگا
کیا کسی گلگیر کا تیر پڑا ہی پر شبنم نہین

دیکھتا ہون سب مین اسی گھر مین یا مین جلوہ یار کا
کون سے ذرّے کو کہیں نیرِ اعظم نہین

مونہہ پھیر کر وہ اپنی زلفین سنوارتی ہین
آئینی تھہرون پر سر دیتی ہارتی ہین

باتون ہی باتون قاتل نی موت مارتی ہین
شمشیر کی زبان سی مجھکو پکارتی ہین

ساقی کی ابروؤن پر دل اپنا وارتی ہین
اس طاق پر سی شیشی صدقی اوتارتی ہین

دل بھی دیا بتونکو تسبیح بھی اپنا
ابتک مجھی مسلمان کہکر پکارتی ہین

بجلی چمک رہی ہے کالی گھٹا ہی چھائی
ہنس ہنس کے کیا وہ اپنی زلفین سنوارتی ہین

وہ مست ہین اگر مین جاتا ہون بزم می سے
قلقل سے شیشہ می مجھکو پکارتی ہین

بازی ہے اپنی آگی قاتل کی تیغ بازی
جیتی ہی تو اکدن سر اپنا ہارتی ہین

پھر یاد آگیا ہی لطف قمار الفت
کرتی ہین عشقبازی پھر دلکو ہارتی ہین

کرتی ہین چاندنیکا مہرو گمان او سی
حسن شب وہ اپنی میلی پوشاک اوتارتی ہین

کچھ دو جواب تم بھی شمشیر کی زبان سے
لبہای زخم سی ہم تمکو پکارتی ہین

ہی اب عزیز ہمکو خال عذار جانان
آنکھون کے تل کا اوس پر صدقہ اوتارتی ہین

وکسی ہے اوسکی سگ سی بعد از فنا بھی الفت
ہر استخوان سے اوسکو جیون نے پکارتی ہین

آنکھین دکھا کی کستی دیوانہ کر دیا ہی
یا دام تیر و نیر سے سر دی مارتی ہین ۞

ہم سب سمجھتی ہین دیوانہ وحشی جسکا
لیلی بھی ہو تو مجنون کہکر پکارتی ہین

کیا ہی ہوا اجل کا مجھہ پر قدم مبارک
ہاتھون سے قبر مین وہ مجھکو اوتارتی ہین

کوچین اوسکی جاکر سر کاٹ ڈالتا ہون
منزل تلک پہنچ کر سب بوجھ اوتارتی ہین

اوس شیر پہ ہی مقرر شمشیر خدا کا سایہ
جسکے سگ شکار ہی شیرونکو مارتی ہین

بازی بدی ہے اوس سے بوسونکی ہمنی گویا
ہی جیت لیون سے اپنی کہنیکو ہارتی ہین

پیشِ نظر ہو تو سدا رہتا ہون مین اس دھیان مین
آنکھون کا دون پردہ لگا جانان تری دالان مین
بے بادہ ہی رنج و تعب آنسو روان ہین روز و شب
ہی کشتیِ مے کی طلب ساقی سے اس طوفان مین
تجکو جو ای رشکِ پری سے اب اندنون نفرت ہوئی
صورت رگِ افسوس کی پیدا ہوئی ہے پان مین
حاضر ہی دل سینے مین یان گر اس پہ تم ہو مہربان
رکھتے نہین ای جانِ جان غیر از کباب اس خوان مین
تجھ بن جو بی چینی رہی وہ گوش زد ہو جائیگی
کہدیگی بیتابی مری بالی کی مچھلی کان مین
اوس لب کی سرخی دیکھکر سودا ہوا ہے اسقدر
ہی سب کو شوقِ نیشتر جتنی رگین ہین پان مین
جلوہ ہے اوسکا چارسو گر آنکھ ہے تو دیکھ لو
ہے یوسفِ خورشید رو ہر ذرہ اس میدان مین
ملبوس نو ہو یا کہن پہنے تو کر یادِ کفن
کیون ہے تو محوِ زیب تن رہو موتکی سامان مین
گو جامِ مے خالی ہوا بھرنا پیالہ عمر کا

ستے دور ساغر ساقیا سری ہرادوران مین
قدرت خدا کی ہے بتو ہم اوٹھین ترسی ہے بیٹھے رو
جز چوب دستی غم کچھ کیا شاخ ہے زبان مین
پھر آگئی لب پر فغان پھر جگر کی چھوٹی عنان
پھر ابلق چشم بتان شاید کہ ہے جولان مین
امید رکھہ بخشش کی تو بر آئی گی یہہ آرزو
فرماتا ہے لا تقنطو گویا خدا قرآن مین

صبر کا کرنا دلا بیجا نہین
دیکھہ تو ہوتا ہی کیا گہبرا نہین

میری قاتل نی نمک چہڑکا نہین
زخم کہانے کا مزا اوٹھا نہین

رہتی ہے بسکہ نظر تصویر یار
کچھہ ہماری آنکھہ سے پردا نہین

کہاٹ دکھلاتا ہی کیا تلوار کا
کیون لہو مین مجکو نہلاتا نہین

ایک لیلی ہی تری مجنون نہین
کس کو تیری زلف کا سودا نہین

اشک گوہر لخت دل یاقوت ہین
عشق کے دولت سی ہان کیا کیا نہین

چال ایسی چل نہ مین ٹہوکر نہ کہاے
ہمین کیا نادان تجہی جانا نہین

بوریا ہے ہی قناعت اہی خاک
آرزوی مسند و دیبا نہین

کر دیا یہہ ضعف نی نازک مزاج
نازنینو نکا بہی نازا اوٹہتا نہین

اوٹھ گیا کیا یان سی وہ شوریدہ سر
جو تری کوچی مین اب غوغا نہین

چشمِ احول مین نظر آتا ہی ایک
سطرح کبھی مجھسے بکتا نہین

آسمان ہنستا ہی اوسکی چال پر
جو کہ اپنی چال پر روتا نہین

پھر گیا ہی آپ وہ مہر و مرا
کچھ فلک تجھسی مجھی شکوا نہین

ق

نعش پر گویا کی کہتا تھا وہ شوخ
اسطرحکا آدمے ہوتا نہین

کس خوشی سی جان دی اس شخص نے
ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

عطر مٹی کا لگایا چاہیی پوشاک مین
خاک سی رغبت رہی ہی مدفن کہین

سارا عالم ہی گرِ دامِ محبت کا اسیر
صید کیا صیاد سی بندھتی ہین سر فتراک مین

رویِ آتشناک پنہان کیا ہجومِ خط سی ہو
آگ پوشیدہ بھلا کب خس و خاشاک مین

کام کیا مجھ مست کو سیرِ گل و گلزار سے
باغبان بیٹھا ہون مین الفت کے تاک مین

عشقِ خط کب باز رکھتا گریبان گیر ہو
گرد کب پھرتی ہی دامانِ نگاہ پاک مین

مین وہ ہون صیدِ شہیدہ کہ مجھکو دیکھکر
اشک بھر آتی ہین چشمِ حلقۂ فتراک مین

دفن ہون مین آبلہ پا زیرِ نخلِ تاک گر
آبلی پیدا ہون پھر انگور کی جا تاک مین

ضبط اسی کہتی ہین قطرہ اشک کا گرتا نہین
ورنہ یان دریا بھرا ہی دیدۂ نمناک مین

صورتِ گردونِ گردان خود بخود پھرتا سدا
ہون وہ سرگردان جو مٹی پھیر ملتی چاک مین

کیون نہ دون تشبیہ پھر اسکو قبا گلسی مین
آتی ہی بو عطرِ خوشبو یار کی پوشاک مین

پردۂ محمل کو پھاڑی جیب مجنون کی طرح
آئی گر لیلی کی صحرا سے وحشت ناک مین

رونق رخسار جاناں خال سے دونی ہوئی
کام آیا دانۂ فلفل نمکین پاک مین

زندۂ جاوید ہونیکی تمنا ہے اگر
پہلے مرنے سی جلاؤ آپکو تو خاک مین

بال و پر جلتی ہین شہباز نگہ کی دیکھنا
کسقدر گرمی ہی تیرے روے آتشناک مین

سر جھکایا مینے ہاتھ اوسنے جو ابرو پر رکھا
صاف سمجھا تیغ ہی دست بت سفاک مین

چھوٹتی ہی اوس جسم سے ہو گیا [illegible]
کینۂ زر رنگ یا کیسہ کف دراک مین

گر پڑے دانہ اگر جلنے لگے مثل سپند
یہ حرارت بعد مردن بھی ہے اپنی خاک مین

آنکھ پھیری ظالم نے مجکو سرگردان کیا
جلتی ہی آنکھونکی گردش گردش افلاک مین

بھیجے شکل دل ہی کہتا ہون صبا کو بھیج کر
خط دیا مینے دست قاصد چالاک مین

بس ہے یہی بوستان کو جانا تیا
بوی گل آتی ہی جاکی صدرہا نکی خاک مین

ہی بجا آشیان اپنا روزن اپنی نوبہار
چنگل شہباز مین یا حلقۂ فتراک مین

کیون نہ رو رو مین او ر جلین اور کیون نہ ہم برباد ہون
آب و آتش باد ہی اور ایک مشت خاک مین

برق ہی بیتاب گویا اچپلاہٹ دیکھکر
کوندکر شوخی بھری ہے اوس بت بیباک مین

گویا ہم اپنی زخمونکی منہ کو رفو کرین
قاتل سی رشک ہی نگہ مین گفتگو کرین

کیا تجھسے ہم مقابلۂ شمع رو کرین
جلنے لگے زبان جو کبھی گفتگو کرین

ای عندلیب جھکے نہ گلین اپنی منہ سے پھول
اوس رشک گل کی یاد مین گر گفتگو کرین

ای گل بجو ناز ضعف کی منہ سی نہ نکلی بات
بانگ شکست رنگ سی ہم گفتگو کرین

آنے لگے شراب کی بو اونکے منہ سے بھی
ہم میکشون سے زاہد اگر گفتگو کرین

محو شراب ایسی ہین ہم مست ساقیا
آئی صدائے قلقل اگر گفتگو کرین

مین خاک ہو بڑی رخِ نازنین کے حضور
شبنم سی گل ہزار اگر شست و شو کرین

دیکھین چمن مین گر قدِ موزون ونکو سرو
مانند شاخ گل ابھی گردن فرو کرین

دنکو چراغِ کشتہ مہتاب جل اوٹھی
اکدم نگاہِ گرم جو یہ شعلہ خو کرین

آئی چمن مین تو جو برنگِ نسیم گل
ای سرو تیرا وصف لب آبجو کرین

ہنستے ہوئی تم آؤ جو گلگشت کے لیے
رونیکا میری ذکر لب آبجو کرین

ہرگز نہ مین ملون وہ ہون پروانہ ترار
لیکر چراغ مہ جو فلک جستجو کرین

ہمراہ میکدے سی لگا لے بہی اور جلے
ساقی کی دربان سے اوٹھکے وہ جو ہم جستجو کرین

انتدر لاغری ہم اگر چاہین اے جنون
حلقے کو چشم مور کے طوقِ گلو کرین

کچھ مدحِ چشم یار کرین ہم تو رو جام
شیشے گلو تلک کا مین جب وصفِ گلو کرین

یوسف نہین ہے یار کنعان حسن آنکھین
کاٹین گلی نگاہ جو سوئے گلو کرین

مانند گرد باغ سی اوڑ جائے رنگِ گل
اوس گلگلی ہم اگر صفت رنگ و بو کرین

نافے بنین غزال مضامین کو دے اثر
تحریر ہم جو وصفِ خطِ مشکبو کرین

تقریر کے گل بنی گلبرگ سی زبان
ہم اپنی گل کی گر صفت رنگ و بو کرین

اپنی مژہ پہ لخت جگر یون ہے جلوہ گر
روشن چراغ جیسے لب آبجو کرین

گویا بھر اپنا بحر طبیعت سے جوش مین
کچھ پاس بحر کی اوجو ہم گفتگو کرین

دنیا سے ہاتھ دھو بیٹھین سب آبجو کرین
زاہد بھی آکے سجدہ کرین جو وضو کرین

ساقی کی سیکھے رہین جو ہم آرزو کرین
دست دعا دراز ابھی سب سبو کرین

لاغر کیا ہے کعبۂ ابرو کی عشق نے
پانی کی ایک قطرے سے چاہین وضو کرین

یوسف تو وہ ہی سجدہ جو آخر کرین تجھے
چشمے سے آفتاب کے پہلی وضو کرین

تکبیر اگر کہین تو کرین ذبح خلق کو
سب ہاتھ دھو بیٹھین سبے گر وضو کرین

ہم شہر مے سے ہے اگر پانی پانی ہون
زاہد تو کیا ہے اوسکی فرشتے وضو کرین

جنکو خدا کی دید کا دعوے بہت سا ہے
او برق طور اونکی تجلی روبرو کرین

معشوق دیکھکر ترے عاشق ہوان ہوے
شیرین بھی پہنچے سر جو ترے روبرو کہین

سایہ کیطرح وہ ترے ہی پاؤن پہ گر پڑے
اے حور حسن ہیکی تجلی روبرو کرین

آنکھون مین مہر کی اشک ہین بحر آرزو
ساغر کو ہم جو آلۂ دست سبو کرین

کھینچا ئین گرو زخم کی انگور کی شراب
تو خاک مجھ شہید کی صرف سبو کرین

لکھدون انھین دعا قدح شجر کی عوض
زاہد جو آکی بیعت دست سبو کرین

جلوہ مین صاف آب ید بیضا ہے آفتاب
سب زاہد آکی بیعت دست سبو کرین

گردش مین صورت خم گردون رہے مدام
مجھ مضطرب کی خاک جو صرف سبو کرین

گو لاغری نے صورت سوزن بنادیا
ہم اپنا چاک جیب سر گور رفو کرین

ہے چاندنی قبا ترے ہی شاک آفتاب
لازم ہے یہ بلال بھی اوسے رفو کرین

کنعانیان اوس عزیز جہانکو جو دیکھ لین
یوسف کی دیکھنے کی نہ پھر آرزو کرین

غم نے بنایا ایک مہینے مین ماہ نو
ایسا گھلا رہا کوئی تن مین استخوان
ہون بعد مرگ صرف ہما اپنی ہڈیان

وہ اب تو دیکھیے کی جری آرزو کرین
مرنیکی میری اب نہ ہما آرزو کرین
گر یار سے بھی ہم سگ جانان کو تو کرین

مین اوس نبی کریم کا گویا ہون شیفتہ
گر سنگریزے ہاتھ مین لے گفتگو کرین

قتل عشاق کیا کرتی ہین
بت کہان خوف خدا کرتی ہین

سر مرا تن سے جدا کرتی ہین
درد کی آپ دوا کرتے ہین

آتش غم نے مگر پھونک دیا
دل سے جو شعلے اوٹھا کرتی ہین

جامۂ سرخ ترا دیکھ کے گل
پیرہن اپنا قبا کرتے ہین

خون روتی ہے چمن مین بلبل
ہم گلون سے جو ہنسا کرتے ہین

خم ابروی صنم کو دیکھے مین
ہم یہہ کعبے مین دعا کرتے ہین

اپنے ساقی کو شب فرقت مین
بانی پی پی کی دعا کرتی ہین

روز دو چار کا خون کرتا ہے
دست و پا سرخ رہا کرتی ہین

مرگئے پر ہدف تیر ہے خاک
جا بجا تودے بنا کرتے ہین

دہن زخم سے ہم قاتل کے
تیغ کو چوم لیا کرتے ہین

شور محشر سے ڈرین کیا عاشق
ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین

ہوتی ہین دل مین نہایت نادم
خون جو بے جرم کیا کرتی ہین

مہندی ملنے کی بہانے قاتل
کفِ افسوس ملا کرتے ہین

عوضِ بادۂ غم ساقی مین
خونِ دل اپنا پیا کرتے ہین

پاؤن تک ہاتھہ نہ پہنچا اوسکی
ہاتھہ ہیہات ملا کرتے ہین

جو ہمین بھول گیا ہی ظالم
اوسکو ہم یاد کیا کرتے ہین

ناتوانی نے دئے پر ہمکو
جیون پرِ کاہ اوڑا کرتے ہین

ہم سے بنے چاند کی ہالے گویا
گرد اوس مہ کے رہا کرتی ہین

روشنی جو رخ مین ہے ماہِ منور مین نہین
اور چمک ہو انتو نہین ایسی ہے کہ اختر مین نہین

وصل کا پیغام مجھہ مین اور دلبر مین نہین
ہمدمون اب دم نہین ہے مجھہ مین دل بر مین نہین

سر مرا کاٹا جو ظالم آسکی بھی کچھہ فکر کر
دلکی بی چینی وہی ہے درد اگر سر مین نہین

کونسا دن ہے نہین ہوتا جو پامالِ جنون
کونسی شب ہے ترا سودا مرے سر مین نہین

گوہرِ دندانِ جانان کا جو نظارہ گیا
لطفِ آبِ تازگہ سا سلکِ گوہر مین نہین

گر کبھی کہتا ہون پیاسا ہون مجھے سیراب کر
ہنسکے کیا کہتا ہی ظالم آب خنجر مین نہین

چاہون تو گردون ابھی ترپا کے مثلِ حباب
دیکھنی تم گرچہ قطرہ دیدۂ تر مین نہین

مست ہے عالم تمہاری چشمِ میگون دیکھکر
چشمِ بد دور ایسی کیفیت تو ساغر مین نہین

گر نہو تیری تجلی چشم و دل بی نور ہون
ہی ہان ظلمت تم اپنی خورشید جسکے گہر مین نہین

وصل اگر منظور تہا پرویز کا گہر کہودتا
کوہ کن دیوانہ ہے شیرین تو تیشے مین نہین

مُردی جانبر کر دیے اور ہے سب بیجان ہنر
کون ہے اعجاز جو اوس کی ٹھوکر میں نہیں

جیسکی بینائی ہے اوسکے در پہ جیلا تا نہیں
ناز کی صنعت وہ کہتا ہے کوئی گھر میں نہیں

آئینہ دلکو بنایا تا پڑی عکس صنم
جو کہ گویا میں ہے صناعی سکندر میں نہیں

تری مجلس سا گر یاں بزم ہو تو میں جانوں
ترے منہ میں مقابل گر قمر ہو تو میں جانوں

مرا تو ذکر کیا ہے تنگ رخ بھی اٹھ نہیں سکتا
کوئی دنیا میں بن بیبال پر ہو تو میں جانوں

رگ گل کوئی کہتا ہے رگ جان کوئی کہتا ہے
غلط کہتے ہیں سب تیری کمر ہو تو میں جانوں

ذرا تو میان سے تلوار لیکر آزما قاتل
سوا میرے کوئی سینہ سپر ہو تو میں جانوں

تجا ایجان کیا ہے تجھکو میرے پاس آنی
سوا غم کے سحر کوئی اگر ہو تو میں جانوں

ترنج زر نہیں بستان او رو قن بھی سیب سیمیں ہے
کوئی اوس قد سا نخل بار ور ہو تو میں جانوں

دیا بوسہ ہر گز لیگیا دل چھین کر میرا
کوئی دنیا میں تجھ سا مفت بر ہو تو میں جانوں

ٹرا ہی سیہ تو زلف دراز یار کا سایہ
قیامت تک شب فرقت سحر ہو تو میں جانوں

زبان حال سے کہتا ہے تیرے کان کا موتی
صدف میں ایسی خوبی بھی گہر ہو تو میں جانوں

حنائی ہاتھ سے نسبت نہیں خورشید تابانکو
مقابل اوس کف پا کی قمر ہو تو میں جانوں

حسین لیلی بھی ہے دیکھے میرے یار کو مجنوں
دہن ایسا ہو اور ایسی کمر ہو تو میں جانوں

لڑائی یار سے ہے اید دل ناداں تری باعث
نکر تو شور اتنا بھی جو شر ہو تو میں جانوں

بچاؤ کر کی یہہ حیلہ کہ تھوڑی رات باقی ہے
ابھی تم کھول دو زلفیں سحر ہو تو میں جانوں

کوئی دم سونی دی سر رکھکی اوسکو اپنی زانوئن
جو بھر گویائی کا ہی درد سے ہووے تو مین جانون

ای صنم تصویر سی ہی جو برابر دو خمدار مین
ورنہ ہی یہ عیب ہو گو بال اگر تلوار مین

ہی دلِ پر داغ اپنا چین زلفِ یار مین
آشیان طاؤس نے باندھا دہانِ مار مین

آسمان کہتی ہین جس کو وہ زمین ہے عشق نے
ماہِ نو مصرع ہے وصفِ ابروِ خمدار مین

ای مہِ نو تو وہ لعبت ہے گر جھوٹون کے
چرخ سی آئی اوتر کر مشتری بازار مین

مین وہ ہون آتش بیان لے کو جو میری برد
آگ لگ جاے زبانِ مرغِ آتشخوار مین

عکسِ روی آتشین سی جام می ہو وے چراغ
صبح ہی بن جاتی ہی ساغرِ سرشار مین

ہو خطِ گلزار اگر لکھی وہ گل خطِ غبار
رشکِ شاخِ گل قلم بن جاے دستِ یار مین

جب کرون نالی قفس مین بوی گل آنی لگی
برگِ گل کہتا ہو نغمہ بن جاے زبانِ منقار مین

غسل دینا تو اسی مین مجھ شہیدِ ناز کو
مثلِ دریا گھاٹ ہے ظالم تری تلوار مین

اے جنون مت پوچھ اوس سے گرمِ رفتاری مری
سیکڑون پڑ جائینگی چھالی زبانِ خار مین

کرتی ہین وقتِ رقم آلودہ خونِ لختِ دل
یار کو لکھتا ہون خط گویا خطِ گلزار مین

دل ہی قابو مین نہین بہاتی ہی گیسو نہین
تیر ہی مژگان نہین تلوار ہی ابرو نہین

درد پہلو مین ہوا کرتا ہی جب تو نہین
ہجر مین ہی ایکدم خالی مرا پہلو نہین

کر دیا ہے الفت مین سودائی جس سودائی نے مجھ
آبرو جاتی ہی آنکھون سے روان آنسو نہین

آتشِ غم سے مرا دل کیوں نہو جلکر کباب
گر نہوتی بال سے تیری کمر تو عیب تھا
ہمکو پُتلی کا دکھاتی ہین تماشا آمدن
استخوان کہاتی وہ جب سگ اتے جو دیتے ہم
ناتوانی نے بنایا طایرِ نکہت مجھے
باندہ مت تعویذ جل جاے نہ پروانے کی طرح
سخت ہے حیرت ہمین جو زیر ابرو خال ہے
نرگسِ مستِ صنم کی ہم ہین بیمار اے طبیب

اب ہی مینائی مے مین ہے تمامی ساقی تو نہین
وہ نہین ورنہ نخجف ایجان جسمین مو نہین
سامری ہے کم تمہاری نرگسِ جادو نہین
یار کا سگ اے ہما تیری طرح بدخو نہین
صید وہ ہون جسے صیاد و نکالا بھی تو قابو نہین
شمع ہی سیا عد نہین شعلہ ہے بازو نہین
ہم تو سنتی تھی کہ کعبی مین کوئی ہندو نہین
جز مے گلگون ہمارے درد کی دارو نہین

یار کرتا ہے اشارے سیکڑون ہوتی ہین قتل
چلتی ہے تلوار گویا جنبشِ ابرو نہین

کب اپنی منہ سے عاشق شکوہ بیداد کرتی ہین
یہی کہہ کی ہجر یار مین فریاد کرتی ہین
اسیرانِ کہن پہ تازہ وہ بیداد کرتی ہین
جو ہم مصحفِ رو دیکھکر فریاد کرتی ہین
کسی کافر کی کوچی کا جو اکثر دھیان رہتا ہے
رقم کرتا ہون جسدم کاٹ تیرے تیغ ابرو کا
جو یہہ سچ ہی نہین بحکم جنبش ایک دو مژگانکو

دہانِ غنچے سے ہم شکل نے فریاد کرتی ہین
وہ بہولی ہم کو بیٹھی ہین جنہین ہم یاد کرتی ہین
رہی طاقت جب اوڑنیکی تب آزاد کرتی ہین
تو کافر ہنسکے کیا کہتا ہے قرآن یاد کرتی ہین
تو سوتی ہین سیر گلشن شداد کرتی ہین
گریبان چاک اپنا خامہ فولاد کرتی ہین
تو بس ہم وہی کرتی ہین جو آپ ارشاد کرتی ہین

پہنکر طوق منت کا وہ مہر وہنسلی کہتا ہے
ہمہ کنعان کی زندانکو ہم آج آباد کرتی ہین

جسے ہم ذبح کرتی ہین نہین پھر دیکھتی اوسکو
پھر بہت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتی ہین

دُرِ دندانِ جاناں نکاد کہایا کرتی ہین نقشہ
ہماری اشک کار مانی و بہزاد کرتی ہین

دلا دیتی ہین اکثر فاتحہ ہم آبِ شیرین کے
سدا وحشت مین تیرے کوہکن کو شاد کرتی ہین

مثالِ زخم اپنی منہ سے بوی خون لگی آنی
کہ ہر دم ہم بیان خونریزی جلاد کرتی ہین

بڑہاتی ہین گلی سی یار کی ہم طوق منت کا
زلیخا قید سی یوسف کو آج آزاد کرتی ہین

صفت ہوتی ہے جانان جس غزل مین تیرے ابرو کے
تو ہم ہر بیت پر انگہون سے اپنی صاد کرتی ہین

نہین ہم شغل سی رہتی ہین غافل ایکدم ہمدم
جو بت کو بہول جاتی ہین خدا کو یاد کرتی ہین

کوئی منصور کے حق کہنیکو سمجھا نہین اتنا
وہ خود کو بہول جاتی ہین جو اوسکو یاد کرتی ہین

جنون سے جنس چمن مین جو اوسکے قد موزون نے
سوال ابھی قمریون کے طوق کا تشناد کرتی ہین

مقید ہو نہین اعضا کی رگون سے ناتوانی سے مین
تردد کس لیے زنجیر کا حداد کرتی ہین

نہین ہے دردمند عشق کچھہ کام نالون سے
دہانِ زخم کو دیکھو تو لب فریاد کرتی ہین

شبیہین کہینچتی ہین جا بجا شعر وس تیری ادر شک نیتکے
مری خامی بھی کار تیشۂ فرہاد کرتی ہین

جو وہ سوتی ہین سو جاتا ہے گویا فتنۂ محشر
جہان جاگے قیامت خلق پر بیداد کرتی ہین

سمجھکر چہرہ ماہ مشاطہ اوسکی لف مرغ خم کو
حیران ہے میری نظر وضع بہار اس باغ عالم کی

نہ بہم کر خدا کی واسطے اسباب عالم کو
برابر جانتا ہون بوستانکو اور شبنم کو

جلاتی ہی اوسکی نبض دم مین سو سو مار ڈالی ہین
مری تھی ہون شکوہ ہی مسیح ابن مریم کو

جو ملک دل مین لیا جاتی تو بس ہی چھوڑ دنیا کو
کہان تھی سلطنت ایسی یہ ابراہیم ادہم کو

تماشا دو عالم ہمکو جام دل دکہاتا ہی
نظر آتی تھی یہ سیر ایسی بہلا کب جام جم کو

خلف مین اوسکی خال لب کا بوسہ لیکی نکلونگا
نکالا تہا دہن جنت سے اک دانے پہ آدم کو

دل پر درد پر کچہہ رحم اوس بیدرد کو آئے
سنائی کوئی قصہ میرے غم کا شوخ ہمدم کو

کہان ہو ماہ تابان اوس رخ نیکو سے ملتے
مہ نو سر جہکا دیکہکر ابروی پر خم کو

اگر یاران رخ ہو شکل نگین تو بہی ہو ہو اوس رخت
کرو ہو نام لونکا اور رو سیاہ ہووی شفقی خاتم کو

نہو مغرور گر زیر نگین یہہ ہفت کشور ہو
سلیمان سے یہان اک دم مین لی لیا دیو خاتم کو

مری داغ دل سوزان مین یا رب کیسی ہی آتش
برنگ شمع کافوری جلا دیتا ہی مرہم کو

مجہی زخم جگر سو راحت جان سے زیادہ ہی
کرونگا کیا مین اے جراح لیکر تیری مرہم کو

چلی ہین کوچہ جانان مین آہ آتشین کرتی
لیی جاتی ہین اپنی ساتہ جنت مین جہنم کو

لب و دندان جانان مجکو گویا یاد آتی ہین
چمن مین دیکہتا ہون جب برگ گل پہ شبنم کو

یہہ عیب نہایت ہی جو تلوار مین بل ہو
یہ حور سی ابرو کی نہ خوبی مین خلل ہو

ہر گام پہ ہی سایہ سے اک مصرعہ موزون
گر چند قدم چلیے تو کیا خوب غزل ہو

دل لیکی دکہا نرگس مخمور کی گردش
تیغ نے شیشی عمر کی اور ساغر سے بدل ہو

قاصد کے تو آنی سے جیتی کچہہ دل ہی دہڑکتا
پیغام پہ اوسکا کہین پیغام اجل ہو

تمہارا آج کا وعدہ سو کہا اونگا مین کل
جبتک کہ ہو کل دیکہیی کیونکر مجہی کل ہو

بن سے اگر جاؤ نہین گلگشت چمن کو
سینے کو مری تیر ہو بسمل برچھی کا پہل ہو

گل گل سے مر بلبل اوسی کرتی ہی گردن
یارب دلِ نالان کو کسطرح سی کل ہو

زلفونکی پریشانی سے گیا دل ہی پریشان
شانیکا تری ہاتہ الٰہی کہین شل ہو

غنچہ کوئی کہتا ہی کوئی وہم دہن کو
کچھ منہ سے تو بولو کہ یہہ عقدہ کہین حل ہو

کسطرح سے ہو نسبت بہلا کچھ تو کرو انصاف
بیتابی ہو یان ورا و دہر نسبت و لعل ہو

اوس گل کو چمنمین [illegible]
ہر غنچۂ گلزار سراسر بتغل ہو

کسطرح سے کہہ بیٹھون [illegible]
کہتی ہین تمہی بات جو کہنیکا محل ہو

گویا کی [illegible] ہی منہ اوس سے کری بات
ہر بات [illegible] گلنار کے جہل ہو

چلے ہم ایکہون جب فصلِ گل مین سیر گلشن کو
عوض پہولون کے بہرتی ہین اگلچین دامنکو

سمجھ کر چاند ہمنی یار تیرے روی روشن کو
کہا نالی کو بہالا اور یہہ طوق گردنکو

جو وہ تلوار کہینچی تو مقابل کر دو مین دلکو
اڑاون مع دست کے اپنی مین اس پہلوکی دشمنکو

کرون آہین تو منہ کو ڈہانپکر وہ شوخ کہتا ہے
ہوا سی کچھ نہین ہے ڈر چراغ زیر دامنکو

شرر سنگِ تجلی جہڑتے ہین لطف چراغان ہے
لگایا کرتی ہین لڑکی جو تیرے سید فنکو

تمہارا گر دیکہا ڈوڑا کم مری ایمان لینی قرن
سنہایا کس لیی زنار اوس طفل برہمنکو

نامون حسرتِ دیدار اوسی آہنگ قدر
گل نرگس سی گردن بند ہوا رونکی زورنکو

تواضع جامتی ہونا ہے کیا بادہ خوارو نے
کہین جہلکتی ہی کہا ہی [illegible]

تصور تیرا اشتہا ما ہی مین آنکہون مین آتے ہی
حجاب آتا ہو تو مین چہوڑ [illegible]

جہلکی تہی ہی گردونکی جبی گردونکی ظاہر ہے
سمجہتا ہون خم شمشیر [illegible]

سکان باتہ قاصد سی ان سی پوچہہ لینا تو
ستارے گہتی ہین [illegible]

صفت پوچہی جنہی ہمنی اوس مستی سرخی لب کے
صبا نی رکہدیا گلبرگ تر ہر برگ سوسن کو

گذر میرا جہان ہوتا ہے سب آنکہین بچہاتی ہین
مین ہون وہ خاک جو ہو سرمۂ چشم دوست دشمنکو

کفن بہی میرے نظرون مین بس لباس شاہی ہے
گریبان جاک ہوا ہو اوس ستمگر زخم گردنکو

خدا شاہد ہے اوکا فرتری گردنکی ذوری نے
ہمین دو ہاتہی دیدے زنار پہنا یا برہمن کو

جمنین گل کہلا ہے کسکے نقش پا ہی رنگین نے
و [illegible] لوگوں کی گلچین خاکسی جہڑتا ہی دامنکو

کہو فکر کون ہے اوسکی گو ہر دندانکا خوشی ہون
[illegible] بدلی ہو تیون اپنی ادا منکو

چمن سے لیکی کنگہی گیسوئے سنبل تین ہو کرتا ان
تصور مین ترے زلفونکی جب جاتا ہون گلشن کو

نہین ہے گل مرے نظرون مین انگارہ رنگتی ہین
فراق یار مین گلخن سمجہتا ہو مین گلشن کو

بہت فکرون سے مضمون گیسوئے قاتل کا ہاتہ آیا
بڑی تہمین یار کے آج پایا یار رہزن کو

نسی سخت آوازمان بیچ زنجیر پا وہین
بڑہایا جا ہے اب ہم برہ طوق گردن کو

گرہ غنچہ [illegible] سینہ آتش [illegible] گر اکدانہ دکہلاون
یقین برق بہاگی جو دیکہے میری خرمنکو

[illegible] گی آسمان صدقے ہوا گویا
گرے [illegible] ستم زنجیرونکی شیونکو

دکھا کر مجھکو کھولا تا کمر جو زلف مشکی نکو
مرا گر دور وا جان بن جا جو با سو نکو
کھپا ہے سینے می جو تیغ نین ایسی ہاسو نکو
جو بیکار ہین کتنو ہین جاہ و فن نے طبع موزونکو
مجہی فوق شہادت بعد مردن بہی ایقان نکل
خوشی ہو کر جو وہ مہرو گلے میرے چمٹ جاتا
دکھا دی مجنون الفت نی [illegible]
بگولا تا اڑا مہتاب سے میری دامان کا
تصور اس قدر رکھا ہی زلف مشکل [illegible]
نہایت رنجیدہ ملک ہو گی لیلی و ان [illegible]
می الفت کے مستو جو ہین الساقی مہوش
برا اوسکا ہوا جسنے کسیکا کچھہ برا چاہا
دکھایا اوسنے دربار شب مہتاب کا عالم
کبھی جب وصف حسن شعر بند می صفا چمکے
فلک کو اپنی ہم صورت پر تھا تو احسان کرنا
سراپا ہمنے مضمون اوس قد بالا کے باندھی ہین
[illegible] گوئی گل سرو گلستان نے کہلایا

یہ مطلب تھا ادا ہی [illegible] نکو کہا مجنون کو
مثال قامت لیلی بنا دبید مجنون نکو
گرا اپنی بانونکا جہالا سمجھتا موتی ہمین گر دونکو
بنایا یوسف گم گشتہ کے مانند مضمونکو
بھرے دامن لبالب تیغ سی دہو نا مر خونکو
ہلال عید پھر کہتا ہمین ابروئے جنت اثرونکو
ہمین سمجھا جمیمہ لیلی سواد چشم مجنون کو
فلک شب کہا کرتی ہین وحشی میری ہامونکو
بنایا ہی نگہ نافہ مرا ایک قطرہ خون کو
غبار خاطر مجنون مگر سمجھی ہی ہامونکو
صحرا کہتی ہین گردونکو ساغر چشم مستونکو
ہمیشہ دیکھتی رہتی ہین ہم گردش میں گردونکو
مجھی موتی جو دکھا جب کہولا زلف شبگونکو
ہزاروں پیچ باندھا ہی زلفونکی مضمونکو
شراب عشق سی بہرنا تھا جا جنت وا اثرونکو
زمین اپنی [illegible] بھی بہشت گردونکو
جو دیکھا [illegible] چہرہ لالہ رو سن قمر نکو

ہی بہتر الفت گلرخون سے یہ پوشاک عریانی
ہمارے داغ سے نسبت نہین [illegible] کو

صدا قلقل مینا ہی محفلمین ہی ساغر نے
دکھا دے چشم میگونکو دکھا دے [illegible] کو

مری گردش کی افسانے سنے مین سبا ہمنے
اسی باعث سے ہی دوران [illegible]

کبھی جب آگ گردش کر دیا اوسکو تہ و بالا
بنایا تیشہ باز بگڑا ان مینا گردونکو

صدا نالہ ہر اک استخوان سے مثل نی نکلی
گردون گرا یکدم ہی ضبط [illegible] آہ مجنونکو

بگولونکی جگہ مین ہر طرف گرداب وحشت گر
بنا مثل جیحون جوشش گریہ نی ہامونکو

بنی ہین اسلیے ای یار مہر و ماہ کی کنگا نے
[illegible] ان کرتی ہی گردونکو

نہین گلشن نکالی نخل مین اوستاد رنگین نے
[illegible] مصرع ہی تیر قد موزونکو

اگر ہو صبح شور نغمہ سے بھی شام ہوگی
[illegible] ہی لعل لب کا تیری مفتونکو

جبین رشتہ مین گوہر سا رکی لا کہون [illegible]
[illegible] نجد او لیلی بہا تک تیر مجنونکو

زبانِ یار کو سمجھا تھا کیا تو موجِ مَی **گویا**
لبِ ساغر لگا کہنی جو اون لبہائے میگونکو

اشکِ خون سے ایکجون نسبت ہے گیا اکسیر کو
کر دیا دم مین طلائی آہنی زنجیر کو

آج دکھلا دین گے اپنی یاس کی تاثیر کو
آب پیکان لیکی آپ آنا پڑیگا تیر کو

[illegible] مری فریاد کی تاثیر کو
دیدۂ گریان بنایا حلقۂ زنجیر کو

آتشِ رنگِ حنا کی دیکھنا تاثیر کو
دستِ جانان مین جلایا گلشنِ تصویر کو

استخوان ہم لی جلونگی کب نہین سنار سے
کہد علی آئی ہما ہمراہ آتش

بستی ہی سند سے چمن دیکھو اوس گلکی حال
پھول اوس منہ سے جھڑتے ہین سنیو ذرا تقریر کو

جانفشانی [illegible] بھی دیوانہ نازک مزاج
باندہتی ہین موج بوی گل سے زنجیر کو

خاک کوچی یار تک پہونچی ولی ہم مر گئے
آب گشتہ ہوگئی پایا مگر اکسیر کو

اوسنی آنکھونکی جگہہ ہم چشم طوفان کر دیا
اسطرح بہزاد نی کھینچا مرے تصویر کو

نگل لیا اوس غنچہ گل نی جوانی ہاتھہ سے
غیرت منقار بلبل کر دیا گلگیر کو

ہوا [illegible]
ہاتھہ مین میرے اگر لیلی کی دین تصویر کو

ابر [illegible]
اس کمان سے ہی مگر نسبت قضا کی تیر کو

بوی [illegible]
رنگ گل سے کیا بنایا بلبل تصویر کو

طوق [illegible]
تا بہ گردن وان سے دیکھا زلف کی زنجیر کو

جس کے [illegible]
ہم نشانہ بنگئی جسپر لگایا تیر کو

کھینچنا مشکل ہی مجھہ دیوانہ کی تصویر کا
پاؤنسے ہیلی بنایا چاہیی زنجیر کو

بہ کہلا ہون ضعف سے پوچھا وہ آ جیب تک
اب گریبان گیر کیسی خار دامنگیر کو

کانکا پردہ لگا دیجی تری دالان مین
رہی اپنی گھر مین اوسنی تری تقریر کو

سیکڑون مضمون باندہی ہین غزال چشم کے
فکر گویا نی کیا شرمندہ آہو گیر کو

[illegible] شکوۂ قاتل سے آلودہ زبان ہو
چون زخم [illegible] سکرتہ دہان ہو

گرد بہ لگی روح روانہ مری ہوگی
قاصد سے یہ کہدو کہ خبر لیکی روانہ ہو

تو تیغ لگائے دہن زخم سے ہنس دون
قاتل ترا شکوہ نہ کبھی مجھ سے بیان ہو

گر آہ صبا بنکے چلے یار کی جانب
بے منت قاصد مرا مکتوب [illegible]

جا سکتا نہین جوشش گریہ سے کبوتر
مرغابی ہے نامہ کو مری لے [illegible]

وہ کون سی جا ہے کہ نہین جلوہ نما تم
تشبیہ نہین معلوم کہ کس جا ہو نہان

سیالے کیطرح کیون نکرو سرو کو پامال
تم سرو روان جان جہان آفت جان ہو

مجھ وحشی سے ہرگز نہ چھٹے دشت نوردی
مر جاؤن [illegible] خاک مری ریگ روان ہو

بچ جائے گھٹا اوس سے لب کا جو ہو گر
منہ بر سے [illegible] رونیکا گر [illegible]

مت پوچھ مرا ضعف اگر رونے لگون مین
کیا [illegible] کہ آنسو مرے آنکھون سے روان ہو

نکلا رخ تابان پہ جو خط کیا ہے تعجب
روشن ہو جہان شمع وہان کیون نہ دھوان ہو

جز نام کسی نے بھی نشان اوس کا نہ پایا
عنقا نہ کہین طالب مضمون دہان ہو

ہوتی ہین ترے سامنے گلرو کے منہ زرد
تو جائے گلستان مین جو آئے گل تو خزان ہو

وہ ماہ نہ لگ جائے اگر میری گلے سے
عید رمضان غرہ ماہ رمضان ہو

گویا کرے طوفان بپا آب گہر سے
یاد در دندان مین اگر اشک فشان ہو

ہم مر گئے ہین دیکھکے [illegible] نگار کو
زیبا ہے شمع طور ہماری مزار کو

جب لکھ سکے [illegible] حال دل داغدار کو
لالی کلہ پہول بھیج دیا خط مین یار کو

آنکھون مین دیکھ سرمۂ دنبالہ دار کو
کرتا زمانہ الحق [illegible] نہار کو

بولا [illegible] کی گھوڑے پہ ہی سوار
دوشِ صبا پہ دیکھ کی میری غبار کو

دست [illegible] دراز سبھی شاخِ گل کرین
دیکھین اگر چمن مین گُلِ کفشِ یار کو

گلزار جل رہا ہی تری برقِ حُسن سے
جل جائے باغبان جو چھوے برگ و بار کو

بُلبل وہ ہون جو بیچہون آکے سیلِ اشک گر
رہنی نہ دون چمن مین کبھی آبشار کو

ایسی ہی ناتوان ہون کہ [illegible] ہو چکا
دل سی تری اوٹھا نہ سکے ہم غبار کو

[illegible] سے
ڈھونڈھا کیا مین سایۂ دیوارِ یار کو

[illegible]
بدنام کر نہ گردشِ لیل و نہار کو

[illegible]
کیسی چراغ طور چراغِ مزار کو

روشن اگر ہو آتشِ رخسار سے [illegible]
ٹکڑی ہی کرونگا دامنِ ابرِ بہار کو

وحشت مین [illegible] کی [illegible]
روتا ہون یاد کرکی یہہ کس گلعذار کو

آئی ہی آنسوؤن [illegible] جو [illegible]
گنبد فلک کا چاہیی اپنی مزار کو

آئیگا فاتحہ کو ہماری وہ ماہرو

گویا وہ بولی بابی حنائی دکھا کی آج
گلشن مین خون رولائینگی ہم آبشار کو

نہین تیرے جفا وفا سے یہہ
قتل کرنا جو ہی ادا سے یہہ

سر قلم کیجیے روا ہے یہہ
اپنی قسمت کا بس لکھا ہی یہہ

[illegible] رہا ہی جگر جو شعلِ کباب
شوق [illegible] بس مزا تہی یہہ

خونِ عشاق کو وہ کہتا ہے
دست و پا کی لیے حنا ہی یہہ

اتنی بر خوبیان نہین اچھین
کہہ نہ بیٹھی کوئی برا ...

کو ستی ہو جو ہاتہہ اوٹہاکر تم
اپنی نزدیک تو دکہا ...

گاہ ہنستا ہی گاہ چین بجبین
وہ تو شوخی ہی اور ادا ہی یہہ

تیڑہی سیدہی نگیون سی اسکی
راست قامت ہی کج ادا ہی یہہ

خط کو اپنا جواب نامہ سمجہہ
یار نی مجکو بس لکہا ہے یہہ

اسکو دستار سرخ مت سمجہو
خون عاشق کا سر چڑہا ہی یہہ

ہی فلک پر دماغ گویا کا
جب سی اوس کوچی کا گدا ہی یہہ

نیم بسمل کیا ادا ہے یہہ
عاشقو اوٹہنی کی جا ہے یہہ

شب وصل صنم ولا ہے یہہ
بوسی ہونٹہونکی لی مزا ہے یہہ

دل کو کیون پائمال کرتے ہو
نہ تو سبزہ ہی نہ حنا ہے یہہ

کاٹ کر سر لگا نیئی ٹہوکر
قتل عاشق کا خون بہا ہے یہہ

دود دل کیون نہ رشک سنبل ہو
آتش حسن سی جلا ہے یہہ

زلف میں کیون نہ دل رہی بیدار
لیلۃ القدر سی سوا ہے یہہ

آئینہ اسکی سیاہ کہتی ہین از خود
توتیا کسکا توتیا ہے یہہ

کیا ہی نام خدا ہی سیر اصفہ...
بت جسی کہتی ہین خدا ہے یہہ

زلف مین دل مدام رہتا ہے
دیکہنا کس کی سر چڑہا ہے یہہ

در پہ نالاں جو ہوں کھٹکتا ہے
پوچھو کیا چیز بیچتا ہے یہہ

[illegible] ہوں اپنی دل کی قدم
بوے یار کا گدا ہے یہہ

دفن مسجد میں میری دل کو کرو
طاق ابرو پہ مرگیا ہے یہہ

طاق ابروے یار کو دیکھوں
عین کعبے ہیں التجا ہے یہہ

قدِ جاناں نہیں قیامت ہی
زلفِ جاناں نہیں بلا ہے یہہ

گو صنم مردی زندہ کرتا ہی
کون کافر کہی خدا ہے یہہ

[illegible]ت نصیب گو یا گو
[illegible] شاہِ کربلا ہے یہہ

کسقدر مجھکو نا[illegible] ہے
یار سی بھی سرگرانی ہے

چشم تر سے جو خون فشانی ہے
ناوکِ عشق کی نشانی ہے

ساری قرآن سی اوس [illegible]دو
یاد اک لفظ لن ترانی ہے

جب ہوا رتبہ فنا فی اللہ
غم نہیں گر جہان فانی ہے

ہی ہر اک شعر یار کے قصہ
فکر اپنی خیال ثانی ہے

کیوں نہوں عاشقِ لبِ جاناں
چشمۂ آبِ زندگانی ہے

اوسکی رفتار کی لکھی ہیں جو وصف
کیا مری طبع میں روانی ہے

ناصحا عاشقی میں رکھہ معذور
کیا کروں عالم جوانی ہے

[illegible] کے دو دن اوس صنم کو میں [illegible]
کب جدائی میں اوسکا ثانی ہے

نہ مری زخم پر رکھو مرہم
سیر بی قاتل کی یہہ مستانی ہے

سر کٹائینگی شمع سان خاموش
گر یہی اپنی بی زبانی ہے

ہم نہیں شمع ہون جو شک فشان
کار عشاق جانفشانی ہے

نہہ فی گھر مین مری رکھا اوسکو
یہہ بھی تائید آسمانی ہے

دل بھی ہو اوس سے اوٹھا نہیں سکتے
ناتوانی سے ناتوانی ہے

قدِ موزون کی عشق مین گویا
رات دن شغلِ شعر خوانی ہے

حسرتِ ایجان شب جدائی ہے
مژدہ ای دل کہ موت آئی ہے

تجھہ سے مغرور کی جھکی گردن
یہہ بھی اک شانِ کبریائی ہے

اوسنی تلوار کو سنبھالا ہے
دیکھیی کسکی موت آئی ہے

پھر گیا جب سی وہ صنم بخدا
ہمسے برگشتہ اک خدائی ہے

بات سیدہی بھی وہ نہیں کرتا
کج ادائی سے کج ادائی ہے

آپ کو جانتا ہے آئینہ
صاف یہہ اوسکی خودنمائی ہے

تم مری کج کلاہ کو دیکھو
یہہ بھلا کس مین میرزائی ہے

دل میں [illegible] راہ چشم سی وہ
خوب یہہ راہِ آشنائی ہے

ملی حسرت سے [illegible] دیکھنی جو
ای پری تیری وہ کلائی ہے

شانہ اوسکا [illegible] ہے پنجہ خورشید
واہ کیا پنجہ حنائی ہے

واہ وہ قدرتِ خدا دیکھو
بت کو بھی دعوئ خدائی ہے

ہاتھ پونہچا نہ پائے قاتل تک
طالعون کی یہہ نارسائی ہے

کبھی جانی سے منع کرتی ہین
کیا بتون ہی کی گھر خدائی ہے

حسن نے ملکِ دل کیا تاراج
حضرتِ عشق کی دوہائی ہے

منہ سے ہے گویا کا اوسکا بوسہ لے
بات دشمن سے نے یہہ بنائی ہے

الفت [illegible] ہم کسی کے
دل سے بھی ہین خفا اپنی جی کے

جانی وہ کیا کسی کی جی کے
جسکو الفت نہو کسی کے

خواہش برآئی اپنی جی کے
ہمنی کیش کیش کی دوستی کے

اچھا نہین شرح عاشقی سے
پوچھو نہ اجی کسی کی جی کے

یہہ روئی کہ نامہ تہکی پونہچا
اشکون نے ہماری قاصدی کی

سرخی مگر اوسکی لب کی دیکھی
رنگت ہی سفید آرسی کے

عاشق تھی وہ ہم کہ بعد اپنے
مٹی ہی خراب عاشقی کے

ای ابر شب فراق سچ کہہ
روتی کٹتی ہی شب کسی کے

دل زلفِ رسا تلک تو پونہچا
اپنی بختون نے رہبری کی

بجلی چمکے تو ابر رویا
یاد آگئی کیا ہنسی کسی کے

ی کی گلی کی راہ بھولے
جو خضر نے بھی نہ رہبری کی

دلکو مرے خاک مین ملایا | دلبر نی خوب دلبری کے
سوزش مری دل کی دیکھہ ایماہ | کر سیر اس برج آتشی کے
وہ طفل نصیری آی شاید | قسمین دو ان مرتضی علی کے
گردن زدنی تہی شمع سرکش | کیون او سکی لگی تہی ہمسری کے
بس کہدیا خط مین برگ سوسن | جب لکھہ نہ سکی صفت مسی کے
ٹھکرا کی چلی جبین کو میرے | قسمت کی لکہی نی یاوری کے
یہہ رشک ہی منہہ جو یار دیکھے | صورت دیکہون نہ آرسی کے
بھولا تھا مین راہ کوی قاتل | تو نی ای موت رہبری کے
او سکی گردن تلک نہ پونہچا | ای دست دراز کوتہی کے

دل کو پالا بغل مین تو نے
گویا دشمن سی دوستی کے

جو پنہان تھا وہی ہر سو عیان ہے | یہہ کیسی لن ترانی اب کہان ہے
سراپا ماہ کا تجہہ پر گمان ہے | زمین قدمون کی نیچی آسمان ہے
کیا یہہ سوز دل نے گرم پہلو | برنگ شمع ہر اک استخوان ہے
ٹپکتا ہے ہمارا خون اس سے | تری تلوار قاتل گل فشان ہے
جو پونہچی ہاتہہ زنجیر و نکو توڑین | اگرچہ پانون اپنا درمیان ہے
گیا ہی کوچہ کاکل مین اب دل | مسلمان وارد ہندوستان ہے

کہی جو ... جاگے تا قیامت
ہماری عشق کی وہ داستان ہے

... و سر مُنہ زرد و سرخ شک
تری وحشت نہ ہوگا یہہ نشان ہے

ہوای جنت الماوی نی کسی ہے
ترا کوچہ ہمین باغ جنان ہے

تیری تیر سے خنجر کہا ہی
ہمارا آج شاید امتحان ہے

چمک لعل بدخشان کی مٹا دے
تری ہوٹھو نپہ ایسا رنگ پان ہے

ہین گو ناخوش ہون اپنی زندگی سے
رہی خوش یا الٰہی وہ جہان ہے

تجہی کہتا ہون سن او وحشت دل
وہان لے چل جہان وہ دلستان ہے

وہ ہون نازک مزاج ای ہمصفیرو
رگ گل مجکو خار آشیان ہے

یہہ تو خار ہی میری چمن کا
جو یہہ خورشید ہی برگ خزان ہے

موا جاتا ہون مین طرز نگہ سے
تری لب کی مسیحائی کہان ہے

وہ بلبل ہون کہ ہر اک شاخ گل پر
ہمارا دل بجائے آشیان ہے

زر و دینار ہی آتا ہی جانان
فقیرون پاس یہہ سامان کہان ہے

کہٹی ہی یاد دندانمین مری عمر
یہہ کشتی آب گوہر مین روان ہے

ادا و ناز و غمزی سی ہی آتا
مری یوسف کی ہمرہ کاروان ہے

لگا دی آگ نالون نی فلک پر
فرشتون کی زبان پر الامان ہے

ہما ہر دم خبر لیتا ہے اگر
کئی دن سی جو زندہ استخوان ہے

بلا کر اوس سی دو باتین تو سُن لے
یہہ کہتی ہین کہ گویا خوش بیان ہے

مٹگیا جب مین تو ای مہرو نظر آیا مجھی
مین نظر آیا نہ آیا تو نظر آیا مجھے

چشم ساں آغوش مین جب تو نظر آیا مجھی
دست خم گشتہ مرا ابرو نظر آیا مجھے

چل گئی تیغ اوسکی جنبش سی جگر کر زیر ہے
سرنگون خجلت سے وہ ابرو نظر آیا مجھے

تیری ابرو سے ہے اسکے ای جوان کیا دون مثال
ماہ نو مثل سفید ابرو نظر آیا مجھے

زار اس حسرت سے رویا مین پس دیوار یار
دیدہ روزن مین بہی آنسو نظر آیا مجھے

آج جو چھپا ہے سو کہہ وعدہ ہے کل دیدار کا
لن ترانی پہر کہاں جب تو نظر آیا مجھے

ابر مین بجلی چمکنی کا مجھی دہوکا ہوا
جب کہلے بالون وہ آتش خو نظر آیا مجھے

چشم جانان مین جو دیکھا سرمہ دنبالہ دار
بستہ اک زنجیر سے آہو نظر آیا مجھے

حسرت دیدار نی مجکو کیا ہیہ بیحواس
جستجو تیری رہی گو تو نظر آیا مجھے

یاد آیا دل نہین اپنا ملا تھا خاک مین
رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے

چشم تر مین بہر گیا اوس سرو قامت کا خیال
سرو اگر کوئی کنار جو نظر آیا مجھے

کیا تصور ہے جو دیکھا اپنی جسم زار کو
مین یہہ سمجھا اوس کمر کا مو نظر آیا مجھے

کہینچ لی تلوار جب اپنی کمر سی یار نے
پارہ کا ڈورا کمر کا سو نظر آیا مجھے

جنت کوئی بتان مین جب دیکھا مینی قدم
جام کوثر کاسہ زانو نظر آیا مجھے

دوسرا مصرع ہے سایہ قد اگر مصرع ہی ایک
مطلع ایجاد جانان تو نظر آیا مجھے

ایک غزل کی اور ہی تکلیف دیتا ہون تجھے
شاعر و ممنون اب تو گویا تو نظر آیا مجھے

ای سنگِ جانان نجسدم تو نظر آیا مجھے
آنکھوں کا وردی دار و نظر آیا مجھے

تہ رم آیا بس چشم مین آنسو نظر آیا مجھے
گردن آہو مین بالگھنگرو نظر آیا مجھے

اوٹھ کی اوس پہلو مین تو جو بیٹھا تو فرط شوق سے
دل ہی بس پہلو سے اوسکے اوس پہلو نظر آیا مجھے

ہوں وہ مجنون خیمۂ لیلی سمجھہ چھوڑا اوسکو
جب جدا او دیدۂ آہو نظر آیا مجھے

مین یہہ سمجھا دو مصرع السا ہو سکا
جب نگر مصرع ابرو نظر آیا مجھے

مدتوں تک پہر وہ میرے آنکھہ مین کٹکا کیا
ایکدن گر اوس گھر کا تنکو نظر آیا مجھے

فکر عارض جب تلک ہے پھر وہی مہتاب تک صاف
عارضی آئینہ زانو نظر آیا مجھے

خال اوس بت کی جو دیکھا روی آتشناک پر
آگ مین جلتا ہوا ہندو نظر آیا مجھے

ڈر گیا بازو کی مچھلی پھنس گئے دام مین
اوسکا گیسو جب تا بازو نظر آیا مجھے

لاغری کا میری دعوی جو نے باطل کر دیا
ای صنم تیری کمر کا مو نظر آیا مجھے

آئینے سی بھی زیادہ چشم جانان صاف ہے
ایک ہی جانب پشت و رو نظر آیا مجھے

یار کی آنکھون نہ سب خوبی تن چشم پھیر مر گئی لگے
پھر بیابان مرگ ہر آہو نظر آیا مجھے

دل نے بی بی میر کہی میرے مصیبت یار کے
مرثیہ خوان اپنا ہی بازو نظر آیا مجھے

پھر مری کی چرچی گھر گھر لگے ہونے لگی
پھر وہی خانہ خراب آنسو نظر آیا مجھے

بعد مر نیکی گریبان کفن تا بت ہما
ہاتھہ اپنا آج ہی قابو نظر آیا مجھے

اسقدر عالم مین جانان لاغری تو فی نگی
دل نہ دیکھا او نمین جو پہلو نظر آیا مجھے

دو دن مین ہو گیا مضمون دل پر درد کا
جب کوئی کہتا ہوا پہلو نظر آیا مجھے

مجھہ مین اور تجھہ مین ہے باہم اتحادِ عکس سو
دیکھی سُرمہ اوس نے دکھلائی جو گردشِ چشم کے

جب نظر آیا مین تجھکو تو نظر آیا مجھے
سُرمہ سا اک گردِ رمِ آہو نظر آیا مجھے

باغ مین نے یار کو پیامی سی دل سب کا بھرا
واژگون جامِ حباب جو نظر آیا مجھے

یہہ ایک تیرا جلوہ صنم چارسو ہے
نظر جسطرف کیجیے تو ہی تو ہے

یہہ کس مست کی آنکھی آرزو ہے
کہ دستِ دعا آج دستِ سبو ہے

گلستان مین جاکر ہر اک گل کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

مری اس اسیری کی صدقی رہائی
ترا حلقۂ زلف طوقِ گلو ہے

نہوگا کوئی مجھہ سا محوِ تصور
جسی دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہے

تکدر نہو یار تو صاف کہدون
نکیون نکر ہو خود بین کہ آئینہ رو ہے

کبھی رُخ کی باتین کبھی گیسوونکی
سحر سی یہی شام تک گفتگو ہے

محبت جتاؤن تو باور نہ آئے
غرض کسقدر بدگمان یار تو ہے

ملا دی لبِ جام کو لب سی ساقی
چمن ہی ہوا سروہی آبجو ہے

نکیون نکرو باغ آسمان پہ ہو میرا
بغل مین مری ساقی ماہ رو ہے

نہین ہی سوا تیرے کچھہ مطلبِ دل
تمنا تری ہے تری آرزو ہے

ہوا ہون نہ خود رفتہ مین خط جو لکھکر
کسی نامہ بر کی مگر جستجو ہے

چمن مین بھی دیکھا تو چرچا ہی تیرا
لبِ برگِ گل پر تری گفتگو ہے

نہ وصل تو رات دن ہی برابر
کسی گل کی کوچے سے گذرے ہے شاید

سحر کی نہ کچھ شام کی آرزو ہے
صبا آج جو تجھ میں پھولوں کی بو ہے

نہیں چاک دامن کوئی مجھ سا **گویا**
نہ بخیے کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا غم ہے لہو گر ترے خنجر سے ٹپکے
ہے شرط وفا یہ کہ ترے تیر سے ٹپکے

اسقدر ہے نزاکت جو شب ماہ میں نکلے
گرمی سے پسینا جو رخ پیر سے ٹپکے

آہوں سے مری اوس بھی دوزخ میں لگے آگ
جنت کا مکان اونکی تاثیر سے ٹپکے

ہم ایسے ہیں پیاسے کہ تو رکھ دے جو گلی پر
پانی وہیں قاتل لب شمشیر سے ٹپکے

دل خوں شدہ وہ ہوں کہ کھنچی گر مرا نقشہ
خوناب ابھی وہ تصویر سے ٹپکے

ہوں مثل صدف موتی حبابوں میں غم عسل
پانی جو ترے زلف گرہ گیر سے ٹپکے

کہتا ہے شرارت سے کہ بھی ابر شرر بار
گر خون قطرہ عاشق دلگیر سے ٹپکے

رو دیں ہا گر اوسکی نظر بھر کے یہاں دیکھوں
پانی وہیں پھر ابر تصاویر سے ٹپکے

دل سوختوں کی تن میں نہیں خون بجز آتش
سر کی تہ خون شمع کا گلگیر سے ٹپکے

چل چل کے مرے پاؤں میں سوجے زخم ہیں
کس طرح نہ خون حلقۂ زنجیر سے ٹپکے

رسوا نہ کروں تجھکو جو مثل شمع رخ خون
کیا دخل ہے قطرے کو سر شمشیر سے ٹپکے

شیریں سخنی شب وصف میں لکھتا ہوں
اغلب کہ عسل خامۂ تحریر سے ٹپکے

تقدیر میں رونا ہے عجب کیا ہے جو پانی
با دل کس طرح نامۂ تقدیر سے ٹپکے

حیرت مین ہے جاری ہے مری آنکھونسی آنسو
یہان قطرۂ شبنم گلِ تصویر سے ٹپکے

یہہ دستِ حنائی مین لیا کسنے مرقع
جو قطرۂ خون دیدۂ تصویر سے ٹپکے

پیدا گلِ خورشید ہوا جب گلِ مہتاب
جسجا کہ پسینا رُخِ بی پیر سے ٹپکے

ای جوششِ گریہ جو ڈبویا ہی مین گو
یہہ سقفِ فلک بہی کسی تدبیر سے ٹپکے

وہ کشتہ ہون مین بعد زِ جزا بہرِ شہادت
خون ہووے شہر اور تیر سے شمشیر سے ٹپکے

مینائی گلو کا جو کرون وصف مین گویا
قلقل کیطرح مَی مری تقریر سے ٹپکے

پاس غیرون کی جب وہ جا بیٹھے
ہاتھہ دنیا سے ہم اوٹھا بیٹھے

یاد مین جس کے اِک جہان بہولے
وہ ہمین صاف ہی بھلا بیٹھے

قبر مین بہی ہین سر کو ٹکراتے
کبہی ٹھوکر نہ تم لگا بیٹھے

دل لیا جان کو جگر سے لو
کس لیے پھر ہو تم خفا بیٹھے

دیکھین لاتی ہی کب شمیمِ زلف
منتظر ہین ترے صبا بیٹھے

میننے گل کہا یا تو لگا کہنے
خوب تازہ یہہ گل کھلا بیٹھے

نہ اوٹھینگی مثالِ نقشِ قدم
جب تری در پہ یار آ بیٹھے

دیکھہ اوس سے سمجھ کے کرنا بات
ہے وہ گویا نہ کچھ سنا بیٹھے

جو وہ اپنی محراب ابرو دکہا دے
بشر کیا فرشتہ بہی گردن جھکا دے

اثر کچھ تو ای آہِ سوزان دکھا دے
رقیبون کی دو چار گھر تو جلا دے

اگر دیکھی چاہِ ذقن اوسکا یوسف
تو پھر آپ کو وہ کنوئین مین گرا دے

مین منصور ہون زاہد و حق کہونگا
اگر کوئی سولی پہ مجھکو چڑھا دے

ٹری اشک اور آہِ سوزانکی بس مین
پھر چاہی بجھا دے وہ چاہی جلا دے

بھلا کچھ تو آ کام ای جوشِ گریہ
کہ غیرون کی دیوار و در کو گرا دے

اجل کہہ کی اوس تیغِ ابرو کا قصہ
ہی احسان شبِ ہجر مین گر سلا دے

اگر آب ہی تیری خنجر مین قاتل
ذرا میری دل کی لگی کو بجھا دے

پڑہی کب وہ گویا بھلا میرے خط کو
کبوتر کو جو چٹکیون مین اوڑا دے

جسم وہ حیران جہان آئینہ ادراک ہی
چاندنی اوس ماہ کی اوترتی ہے مو پوشاک ہے

دستِ کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے
دامنِ پاکِ مہِ کنعانکو دیکھو چاک ہے

چہرۂ گلگون ہے گلشن قامتِ موزون ہے سرو
گوش نازک ہین گلِ تر غنچۂ گل ناک ہے

جلوہ گر خالِ سیہ ہے روی آتشناک پر
چشمۂ خورشید مین نرگس ہے مگر تیراک ہے

وادیِ دل مین سمجہ کر پاؤن رکھنا اے جنون
ہر نگہ سے ہین نمایان گردشِ افلاک ہے

جی ابھی نکلا نہ تہا تن سی کہ وہ راہی ہوا
توسنِ جانان سمندِ عمر سی چالاک ہے

رو دیا بہزاد بھی تصویر میری کھینچ کر
صورتِ مژگانِ عاشق موقلم نمناک ہے

کھینچکر شوقِ اسیری لیچلا توسن کے ساتھ
اپنی گردن مین گریبان حلقۂ فتراک ہے

مورد تیغ جو علاو دنیا مین ہی بلا مراد
سنگہائی کو دکان سے بید کو گیا پاک ہے

بجز وہی نی مجکو نعرۂ خطا مین ہی نجات
سو گیا جب ناخون بھر گیا خار رہ بیباک ہے

گرا وٹھا دیوانہ تیرا گور سی فردا حشر
دیکھنا پھر دم مین جیب صبح محشر چاک ہے

اس جہان تنگ کو کھینچ کرین وحشت سرا
جیسی محشر کو دکھلی وسکا گریبان چاک ہے

آنکھ دم مین پھیر لے سارے خدائی سی وہ بت
البت چشم صنم واللہ کیا چالاک ہے

میکشی مین مجھسے آزردہ ہوا وہ مست ناز
دور ساغر مجھکو گویا گردش افلاک ہے

محبت بھی نہین قابل کی خالی ہی عداوت سے
اشارہ بھی جو کرتا ہی تو انگشت شہادت ہے

جو دیتی مجکو دیکھا رحم اوس بیرحم کو آیا
جفا ہی اشکو نکی ہرگز کم نہین باران رحمت ہے

ترا جانا تو ایجان جہان ہی موت کا آنا
روانہ ہوگی پھیر جان پہلے تیری رخصت ہے

اگر دعوی ہے ہم چشمی کا میری چشم گریان سے
مین حاضر ہون مقابل ہو وہ کہدے ابر رحمت ہے

سرفراز ہماری ہو گئے گر سر کاٹ ڈالی تو
برنگ شمع پھر پیدا ہو سر شوق شہادت ہے

سراپا بستہ زنجیر جو نقشہ مرا کھینچا
مگر آگاہ تہا بہزاد میرے جوش وحشت سے

ہنسو ن نکلے گا منھ ہمان زخم گر تلوار ماری تو
یہ کیا ہی دخل جو لب آشنا ہون شکایت سے

یہ دور یار و فرقت مین سحاب آسا بنا گردون
برسنا اسکو کہتی ہین کہ دو ابر رحمت سے

بنی وہ شکل لیلی جسپہ سایہ تیرا پڑجائے
وہین مجنون بنے مین جسکو دیکھو چشم وحشت سے

نظارہ کرکے اوس ابرو کا چشم مست کو کھینچا
گئی مسجد کو ہم اوٹھ کے محراب عبادت سے

لگیں گر تیرِ مژگاں اُن کی ہیں عین آرزو میرے
مجھی یہ تیر باراں کم نہیں باراں رحمت سے

ہجوم یاس حسرت اک گیسو ہے بیکسی اکسیر
تری عاشق کا جاتا ہے جنازہ شان و شوکت سے

میں دیوانہ ہوں مرہم فائدہ مجکو نہ بخشیگا
اگر اچھی ہے ہونگی زخم تو سنگ جراحت سے

وہ مجھسے کسطرح روٹھا تھا لیکن میں نے ای گویا
منا لایا کہ منت سے خوشامد سے سماجت سے

اوسکو مجھ سے روٹھا دیا کسنے
میرے دل کو دکھا دیا کس نے

دام کاکل دکھا دیا کس نے
مرغِ دل کو پھنسا دیا کس نے

خمِ ابرو دکھا دیا کس نے
کعبۂ دل گرا دیا کس نے

ای فلک ہم تو بیٹھی ہنستی تھے
اوٹھتے اوٹھتے رولا دیا کس نے

آئینے میں دکھا کی تیرے شکل
تجکو حیران بنا دیا کس نے

اک قلم حرف دوستے بھولا
ہائی اوسکو بڑھا دیا کس نے

میں گیا اوسکی گھر تو کہنی لگا
گھر ہمارا اٹھا دیا کس نے

نہیں معلوم شوق قتل میں مجھ
سر ہمارا اوڑا دیا کس نے

تماشے کسی کی انکھو نمیں
نظروں سی یوں گرا دیا کس نے

مانگتی سے گناہگار ہوئے
اوس سی بوسہ لیا دیا کس نے

کل تلک دوست تھا وہ گویا کا
آج دشمن بنا دیا کس نے

لی ہاتھون مین یہہ حنا کس نے / خون سر پر مرا لیا کس نے

صبح کو شام کر دیا کس نے / زلف مین منہ چھپا لیا کس نے

مشک اوس زلف کو کہا کس نے / شاعرون مین تب یہہ کی خطا کسنے

آج ایسی جو تو معطر ہے / زلف کھولی ہی ای صبا کس نے

کاش سر تن سے وہ جدا کرتا / کر دیا یار سے جدا کس نے

پاؤن پڑنی سی سے ہے خفا ہوتا / ہاتھہ ہی میرے کھو دیا کس نے

کسکے اٹھہ کھیلیان قیامت ہین / حشر بھر کر دیا بپا کس نے

تو نے مارا جبی کیا احسان / تجھہ سے مانگا ہی خونبہا کس نے

زیست پر ناز میری موتکو ہے / کر دیا کشتۂ ادا کس نے

جوش باران مین برق سی چمکی / میری سونی پہ ہنس دیا کس نے

تجھہ سا دیکھا نہین جوان کوئی / ٹرہ دیا تجھپہ لافتا کس نے

کہتی ہین بت کہ ہم نہین واقف / بھر لیا دلکو ای خدا کس نے

یار دیتا ہے جی نہین پیتا / کیا گویا کو یار سا کس نے

تم وفا کا عوض جفا سمجھے / ای بتو تم سے بس خدا سمجھے

بان کہا کر جو آئی مقتل مین / کیا شہید دلکا خون بہا سمجھے

سر قلم کرنیکا تھا خط مین جو حال / اوسکا مضمون ہم جدا سمجھے

کہ وہ تلووں سے آنکھیں ملنی دے
جو کہ مژگان کو خارِ پا سمجھے

ہو گیا جب قلم ہمارا سر
اپنی قسمت کا تب لکھا سمجھے

دوڑے کیا ہو گی خوش سوئے مقتل
اوسکی ہم گھر کا راستا سمجھے

کسی صورت سی ہمکو آنی دے
کاش دروازی کا گدا سمجھے

یادِ دندان میں جو بہا آنسو
اوسکو ہم دُرِّ بے بہا سمجھے

چاندنے پر وہ پہر رکھی نہ قدم
ہم فقیروں کا بوریا سمجھے

تیری ابرو کو جو ہلال کہا
ماہِ نو سے بھی کچھ سوا سمجھے

مروں تو وہ جواب نامہ لکھے
خط نہ آنی کا مدعا سمجھے

ہاتھ اوٹھا کر لگا جو کوسنی وہ
واہ ری ہم اوسی دعا سمجھے

جو ہے بیگانہ آشنا ہی وہ
ہم جو کہتی ہیں کوئی کیا سمجھے

ہم کو [illegible] ہنستی ہیں آپ
چشم بد دور توتیا سمجھے

جب سی اوس کوچے میں قدم رکھا
کیمیا کو بھی خاکِ پا سمجھے

تجکو اوس نوجوان کہا ہی مثل
آج معنی لافتیٰ سمجھے

ہم نی جب دیکھی چاندنی چھٹکی
تیری اُتری ہوئی قبا سمجھے

کاسۂ ماہ جب سے دیکھ لیا
تب سی گردون کو ہم گدا سمجھے

اپنے فہمید پوچھ مت گویا
کچھ نہ سمجھے یہ بار ہا سمجھے

نہیں کچھ غم گلستاں سے جو فصلِ گل روانا ہے
کہو اوس وقت اوس کے شکستے آج لازم ساتھ جانا ہے
قفس میں جیب کے ٹکڑے میری زنجیر دکھانا ہے
مثالِ نقشِ پا لاکھوں پڑے رہتی ہیں سر اونچا
گریباں پھاڑ کر دستِ جنوں نے ہم کی قیمت
چلو ننگا سر کی بل شوقِ شہادت دستگیری کر
نہیں ہے نظر اوس ناوک افگن کو جو بے باکی
سبک ہیں سب کے نظروں میں ہو اوسکا بار خاطر جو
جلانا داغ سوزاں سے کسی کا دل جلانا کی چھپین
تصور رات دن ہی گوہرِ دندانِ جانا کا
نمایاں جیب میں لعلِ لب رستی ہی کان انکا موتی
چلو تلوار رکھ کر دوش پر تو اُٹھ چلو صاحب
کبھی مژگاں میں کھاتا ہی کبھی مسکائی دیا کر
جھکا دی دیکھتی گردن تری سر ہم جدا ہی قاتل
نہیں کچھ لی سماتی بلبلیں شوقِ اسیری
لگا دی دیجی آنکھوں سے گیسوں پر دم اوجھتا تھے
ہماری خاک کو برباد کر کی آہ میں کرتا ہے

وہ بلبل ہوں کہ گل کہا کہا کی تازہ گل کھلانا ہے
جنازہ پر ہمارے ابرِ رحمت شامیانا ہے
جنوں مجھ زار کو تسبیح کہتا ہی تو آتا ہے
مگر قاتل ترا گنجِ شہیداں آستانا ہے
ابھی دامنِ صحرا کی بھی پر زور اوڑھانا ہے
جہاں تلوار چلتی ہی اوسی کو چمن جانا ہے
ہماری خاک کا شاید اب وہ تودہ بنانا ہے
کہا کرتا ہی مجھ تجھ نا تو انکو کیا ستانا ہے
بتم ساتھ لیکر جانبِ جنت روانا ہے
مری آنکھوں کی تو ویریں مگر موتی کا دانا ہے
عوض دانہ نیکی اوسکی دام میں دانا ہے
یہ ہی کی سی صورت صیاد باقی پر لگانا ہے
مری منصور کو شاید کہ سولی پر چڑھانا ہے
زبانِ تیغ سی قسمت کے لکھی کو مٹانا ہے
مگر صیاد کو گلدام گلشن میں لگانا ہے
صنم ہے غنچۂ مژگاں تری لفظوں کا نشانا ہے
غبار اپنا کسی تیر ہوائی کا نشانا ہے

پھنسایا گیسوئے پیچاں میں کس کافر کی دل میرا / مجھے اس چرخِ کج رفتار کو سیدھا بنانا ہے

ہمارا خانۂ ویران ہی دو تنخانہ اے منعم / یہہ سب آگاہ ہین اکثر خرابونمین خزانا ہے

دوپٹہ آسمانی اوڑھ کر یہہ کون آتا ہے / گہٹا بھی جھجھی مثلِ سایہ گردون روانا ہے

نشتر ناوک کہو تو چھید دون مژگانکی چلون کو / تم آئی عین وعدے پر بھی آنکھین چھپانا ہے

اولجھتی ہین جو بال اوس کے تو میرا دم اولجھتا ہے / یہان ہے درد شانا نے جو وان لفظونمین شانا ہے

یہہ ہے مژگانکی جنبش آہ یا ہے ناوک انداز ہے / کشش بہی ہے کمان کے یار یا تیرِ چلانا ہے

لیا جس نے ہمارا نام مارا بیگنہ اوس کو / نشان جس نے بتایا بس وہ تیرونکا نشانا ہے

دلِ افسردہ مین اک شاہِ خوبانکا تصور ہے / مری و[illegible]نی مین گویا ہما کا آشیانا ہے

داغِ دل تازہ ہوا [illegible] ناشاد سے / ہو گیا روشن چراغ اپنا گذرِ باد سے

جا ہے [illegible]وکی ہمنام ہے عشق ہو / جانِ شیرین کو نہی کہنا تہا یہہ فرہاد سے

دامنِ صحرا ہو اوٹکری یہ آ دستِ جنون / جیبِ صبحِ حشر بھی پہاڑین تیری امداد سے

قامتِ موزونکا سایہ دیکھکر کہتا تہا سرو / کسکا مصرع لڑگیا ہی مصرعِ اوستاد سے

سر کو پہوڑا کوہکن کی عقل پر پتھر پڑین / کہود ڈالا خانۂ خسرو نکیون بنیاد سے

کر [illegible] یہہ صیاد گلرخسار آتا ہی صبا / شورِ بلبل کم نہین شورِ مبارکباد سے

ہو نہین وہ بلبل کہ مثلِ طائرِ قبلہ نما / منہ قفس مین بہی پہیرا خانۂ صیاد سے

زخم جو لگتا ہی بنتا ہی دہانِ شکوہ / بڑہتی رہی ہے تیغ وفا ظالم تری بیداد سے

بھوڑ ڈالا سر کو سنگ آستان یار سے
ہم بھی اور شیرین نہیں ہیں کم تری فرہاد سے

ورا گر آتا نہیں تو نہی شب فرقت مین آ
دی اجل تو بھی گیا ہمکو بھلایا یاد سے

ہون وہ نالان گنبد گردون نے گھبرا کہا
سر پھرا جاتا ہی گویا تیری فریاد سے

ہون شل نی بند وجھی نسبت سپند سے
نالی بلبل رہین ہین کیا ہم بند بند سے

کو چمین لعف کے دل وجان یون ہو دو چار
جسطرح درد مند ملے دردمند سے

عاشق کی آہ جائیگی اب عرش سی پرے
زلف دراز بڑہ گئی قد بلند سے

تمکو خداد کہا ہی تبو انقلاب عشق
اپنا درد کہتی پہرو دردمند سے

ہی آہ بیکسان کی رسائی خدا تلک
چرخ ... یہ فلک ... کمند سے

گیسو سے منہ کو ڈہانپ کے ہنستی ہو یا حجر
یا بجلیان ... ابر بلند سے

ای چرخ مرتبہ ہے یہ اوس شہسوار کا
نسبت نہیں ہلال کو ... سمند سے

آب حیات خضر ہی گو تمام عمر
تو دم مین مار ڈالی اوسی زہرخند سے

کرتا ہی وصف لب شیرین یار کے
پھر میرے دہان یوسف مصر یکو قند سے

آیا جو غش مجھی تو گرا یا ہی یار پر
بیہوشی مین بھی کم نہین مین ہوشمند سے

تو دیکھتا ہی آینہ اور میرے منہ کو مین
بہتر مری پسند ہی تیری ... پسند سے

گویا ستاد و سرا نہین جانباز دہر مین
...

ابر ہی ابر ... لغزش مستانہ ہے

سر و مینا ہی نوائی فاختہ مستانہ ہے

درد و غم اندوہ کس کس کا گندہ ہوتا نہیں

گل خوشی سے پھولے نہیں تجمل گلستان میں نہال

زلف نہی اک ناگ اوسنی لاکہہ افعی کر دی

لڑکھڑاتی پھرتی ہے مستانہ گلشن میں نسیم

ہمدم و گشتہ ہوں تیغ نرگس مخمور کا

یاد کس کے سلک دندانکی رولاتی ہے مجھی

میں عصا شاخ گل تر کے بلبلوں ... میں

نام اپنی ... کا ایسا کیا ...

جلتی ہی نالوں ... یاد ...

... ہی آرایش اوسی ...

جب سے اپنی کو چمن میں آنی نہیں دیتا ہے یار

شمع روی یار پر جسطرح میرا دل جلا

کیا نگاہ مست سے ساقی نی نظارہ کیا

... جہان کثرت ہے میں توحید تو دیکھ

آج افسانی سنا کرتا ہی پھر خواب ناز

گردش گرداب ساقی گردش پیمانہ ہے

دست ساقی شاخ ہی ہر ایک گل پیمانہ ہے

یا الٰہی دل ہی میرا یا مسافر خانہ ہے

مژدہ باد اے اہل زار آمد جانانہ ہے

دشمن جانی مرا سو ہے تیرا شانہ ہے

ساغر گل ساغر مے ہے چمن میخانہ ہے

ہر دہان زخم میں یان خندہ مستانہ ہے

جو مرا آنسو ہے وہ رشک در یکدانہ ہے

آج کس گل کی چمن میں آمد شاہانہ ہے

غیرت اختر مری تسبیح کا ہر دانہ ہے

رعد کی چھاتی پھٹی وہ آہ بیتابانہ ہے

باغ میں لٹکی ہی یاں لٹ ... اوسکی شانہ ہے

وادی دوزخ مجھی آبادی ویرانہ ہے

اسطرح جیسے جل سکی کیا طاقت پروانہ ہے

محتسب سرشار ہی زاہد جو مستانہ ہے

وہ ہی مہمان وہ ہے خانہ وہی صاحب خانہ ہے

دیکھ لینا پی خبر کل تو یہی اک افسانہ ہے

اس چمن مین خار چشم نرگس ہر گل ہر گوش ہین
ہان مگر کچھ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے

ہی ضو بہنا لہو کا قتل ہونا ہی نماز
سر جھکانا زیر خنجر سجدۂ شکرانہ ہے

پڑ گئی ہی جا بجا سی ہر ایک بت مین الصنم
اندنون تیرا تجلی گاہ کیا بتخانہ ہے

دل ترا جلتا ہے اب ای جان تو انکھون مین آ
دیدۂ گریان مژہ سی صورت خسخانہ ہے

رعد ہی نالہ مرا ابر سیہ مژگان تر
جسکو بجلی کہتی ہین وہ آہ بیتابانہ ہے

قیس و گویا واتق و فرہاد پر موقوف کیا
جو تری کوچمین آیا ای پری دیوانہ ہے

گم ہوا ہون نظرون سے ایسی ناتوانی ہے
اب اودہر سے ارنی ہی یان سے لن ترانی ہے

آنکھ اوٹھا کی گر دیکھو عین مہربانی ہے
لو دعا ضعیفونکی تم [illegible] ہے

وہ لگاتی ہین مہندی ہم بہی ہین لہو روتے
[illegible] عشق [illegible] خونفشانی ہے

حال دل کبھی اوس سے گر کہون تو کہتا ہے
اور ہین سنی یہ بہی اک کہانی ہے

پوچھتا ہی کیا ہمدم حال زندگانی کا
جب تجدد اہوا جانان خال [illegible] ہے

سبکو ہی یقین کامل خیمۂ تابان کا
اوسکی جو قبا کا رنگ آج آسمانی ہے

کر دی ہوا اشارہ کب ہمکو اپنی ابرو سے
تیغ گر لگا بیٹھو یہ بہی مہربانی ہے

بند آنکھ کرتا ہی تو امید ہو یار
جاگ خواب غفلت سے کوئی نیند آتی ہے

اوسنے آئینہ دیکھا وہ بگڑ گئی تجھسے
ہاتھ سی سکندر کی سیر موت [illegible]

ہنس غیر سنتی ہو سر ہلا کی کانون سے
پاؤن سے پڑون گر مین تمکو سر ترانی ہے

ماہِ نو گریبان ہی اور ستارہ ہے تکمہ
کیا عجب جو ہوسے اسطرح جو مشین آئے
کہتی ہین مجھے رضوان جتنے اہل جنت ہین
مجھکو وہ لہو روتی دیکھکر لگا کہنے
میری بیقراری ہے اور میری روتی ہے
سطرین اُسکی ہین موج جبین او رہیں بحر دیکھا ہے
زخم کھا کی بازو کی مچھلیان ہو گئین زندہ

ہلی بجا قبا کا گر رنگِ آسمانی ہے
جس سے روز ملتا تہا اوسکے لئن ترانی ہے
جب سے یار کی در کی مجھکو پاسبانی ہے
کردی اسکے سینے مین زخم کیا نہانی ہے
بحق رشک سی سوزان بربانی جانی ہے
غیرت دُرِ شہوار گوہرِ معانی ہے
آب تیغ ای قاتل آبِ زندگانی ہے

اوسکی دین مین گویا تونی فخر پایا ہے
ذکر کیا ہے یوسف کا کوئی اوسکا ثانی ہے

شکل گر[illegible]ن حباب کی ہے
بجھ گیا آتش [illegible] جدا ہو کے
کیا برابر ہی مصرع ابرو
مین وہ ہون سست نقش پا مین جو ہے
کیونکہ اوسکو کہون مہ تابان
واہ او گل ترے پسینے مین
اوسکی ہونٹھو مین صاف کیفیت
کیون لکھا مینی حال رونی کا

خاک نقش براب کیسی ہے
دل کی حالت کباب کیسی ہے
سطر بندی کتاب کیسی ہے
شکل جام شراب کیسی ہے
صورت اک آفتاب کیسی ہے
ساری خوشبو گلاب کیسی ہے
لب جاں [illegible]اب کیسی ہے
خط کی حالت سحاب کیسی ہے

زلف اگر رات ہی تو عارض دن ہے
روشنی ماہتاب کیسی ہے

کشور دل مین کیا تلاطم ہی
صورت اک انقلاب کیسی ہے

دل پہنسا جب سے زلف و کاکل مین
حالت اک پیچ و تاب کیسی ہے

دیکھ ہمت حسین سے گویا
سب عطا بوتراب کیسی ہے

مجکو چاہ ذقن دکہاتا ہے
سیر یوسف کنوین جہکاتا ہے

کچھ جو سیدہی ہی بات کرتا ہون
ترچھیان وہ مجھے سناتا ہے

شمع محفل وہ مجکو بتاتا ہے
شاید اسواسطے جلاتا ہے

عقل اول کی ہوش اوڑتی ہین
چٹکیان وہ جب اڑاتا ہے

زلف کو چھیڑتا ہی جب شانہ
دل میرا پیچ و تاب کہاتا ہے

گرمیان غیر سے نہ کر ظالم
جل رہا ہون عبث جلاتا ہے

برگ گل سی زیادہ لال ہین ہونٹھ
کوئی جانی کہ پان کہاتا ہے

خاک سے بہی مری غبار رہا
قبر کو ٹھوکرین لگاتا ہے

غنچے حیرت سی کہل نہین سکتے
جب چمن مین وہ مسکراتا ہے

مثل آئینہ اوس سے صاف ہین ہم
جو ہمین خاک مین ملاتا ہے

تجکو اپنی ہنسی [illegible] قسم
کس لیی تو ہمین رولاتا ہے

دیکھیے کس کی پیاس بجھتی ہی
خنجر آبدار لاتا ہے

دید کی آنکھہ ہی نہین یہ کہتے	لن ترانی کسی سناتا ھے
فکر مین اوسکے اچپلاہٹ کے	اور مضمون گل کھلاتا ھے

لیکن آگے نہ فن سکر کر گویا
ریختہ مختصر ہے بہاتا ھے

تکلم جو کوئی کرتا ہے جانی
ہماری اور تمہاری ہے کہانی

ذکر بیمار کی تدبیر جراح
یہہ زخم دل ہی الفت کے نشانی

جنون مین یاد ہی اک عیت ابرو
کہان ہی اب دماغ شعرخوانی

مآل عاشق و معشوق ہی ایک
سنا ہی شمع سوزانکی زبانی

ہوا جیسا بہرنی سے ثابت
نہین مثل خدا احمد کا ثانی

محترم میں تیری پوشاک آبی
ہوئی محکو بلاے آسمانی

بچی گر استخوان سوز الم سے
کرینگی تیری سگ کے میہمانی

نشان ہم بی نشانو لگا دیا
صبا نے مدتو تک خاک چہانی

اوٹھین تربت سی خندان روز محشر
کفن کو دے دوپٹہ زعفرانی

تری بھرنی سی ای ہمسب مین دشمن
زمین بہی رہی بلاے آسمانی

وہ عاشق ہون نہ آئی نیند محکو
سنون جب تک نہ یوسف کے کہانی

اوٹھا سکتی نہین لب اوسکی لب سے
یہانتک ناتوانی ہوچکی ناتوانی

ہماری ابن حمین مین عندلیبو
مناسب ھے تمہین دمومین محجانی

غم ساقی ہماری خون دل کو
سمجھتا ہی شراب ارغوانی

نہیں بچتا ہے بیمار محبت
سنا ہے ہمنے گویا کی زبانی

گرادی یار نے بجلی دوپٹے کی کناری سے
جھڑی منہ کی گھٹا دونوں نے اپنی اشکباری سے

تن پر داغ کو کیونکر نہ کہیے گلشن جنت
رواں ہیں سیکڑوں نہریں ہماری اشکباری سے

لب دریا کہا کیا ہی خندہ دندان نما کس نے
کہ جو گوہر غلطاں ہے نکلے صدف میں بیقراری سے

دم آیا میری آنکھوں میں نہ آئی تم نہ آئی تم
اجل بہتر ہی اس ہر روز امیدواری سے

جسے میں دیکھتا ہوں یار دانتوں کا شیدا ہے
نجم کو بہی ہر دم کام ہی اختر شماری سے

خراماں دیکھکر گلشن میں میرے سرو قامت کو
بجا آتی نہیں ہے نخل گلستاں شرمساری سے

وہیں ہو جائیگا دینگی جو مجھکو تیغ عصیاں
کہ پانی پانی ہو جاویگا گویا شرمساری سے

بہتی ہیں خون دل نہیں چشم اشک سزا
دل تھم نہیں رہا ہے کسکو ہوش [illegible] کے

بیتی ہی مجھکو دار و بیہوشی ہو گئی
تاثیر ہی یہ یار کی جھوٹی شراب کے

مسکن کو اپنی چھوڑ کی زلفوں میں جا پھنسا
وحشت تو دیکھیو دل خانہ خراب کے

کس شہسوار کی ہی قدم بوس کی ہوس
صورت جو بنگیا ہی مہ نو رکاب کے

کس کو جی جی نکالکی [illegible] بہشت میں
دیکھو جنوں نے کیا مری مٹی خراب کے

سینہ خیال یار سی بتخانہ بن گیا
ناقوس آہ ہی دل پر اضطراب کے

بعد از فنا بھی شیشۂ ساعت کی خاک مین
تاثیر ابتلک ہی وہی اضطراب کی

پونہچا یا مجھکو کعبۂ کوے بتان تلک
ہادی وہ عاشقِ خدا نے مری مستجاب کی

ای شہسواریان بھی قدم تجہ کی چومنے
ہی حلقہ ہاے چشم مین صورت رکاب کی

دریا رواں ہے فرقتِ ساقی مین چشم سے
درکار اب مجھے ہوئے کشتی شراب کی

پرتو پڑا جو خواب مین اوس شاہِ ماہ کا
صورت لگی ستارے سے ملنی حباب کی

دیکھا تجھے جو خواب مین جاگے مری نصیب
بیدار ہی فزون ہوئے تو قدر خواب کی

گردش سے تھی غرض نہ بنانا تھا جام مے
بنوا کی چاک کیون مری مٹی خراب کی

آیا جوابِ نامہ پس از مرگ تب کھلا
تھی دیر اسلیے مرے خط کی جواب کی

نقشہ بنا کی مانی نے چاہا جو اوسکی داد
تصویر بول اوٹھی مرے حاضر جواب کی

کیا انفعال ہوگا اگر کاتبِ عمل
رکھدینگے میری سامنے فردِ حساب کی

مثلِ حباب آنکھ جو کھولی تو یہ کھلا
بنیاد کچھ نہین ہی جہانِ خراب کی

گویا اسی سبب سے ہی امیدِ مغفرت
الفت جو ہی جنابِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

دہن ہرگز نہین ہے تسپہ بھی معجز بیانی ہے
ہزارون منتر سے بہتر ایک تیری بیدہانی ہے

تڑپتا ہون مثالِ برق [illegible] دیار جانی ہے
مجھے ہر شبِ ہجران بلاے آسمانی ہے

بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے
فغان ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے

مری گھر سی چلا وقتِ سحر جب وہ بتِ کافر
خدا کی بھی [illegible] مین نے یا تنگ گمانی ہے

محبت اسکو کہتی ہین اُسی کی لکھی تیغ بانی
ہری ہین زخم پہان تو تماشا کی ان قاتلکی بانی

بتا دینا وہ کہ افگن کی مکان انکا کیا کہون قاصد
نشانی سیکڑون دل انکی ہوتی ہین یہی نشانی

نہ اوڑہی گا مرا سوز محشر آگی خالق کی
یہی گر بار عصیانکی مری سر پر گرانی

سفیدا بھی ہوئی ہین بال کل بیچ ہی سر
یہہ ہی صبح پیر وہ تری شام جوانی

سیاہی ہو گئی ہی بقلم حرف اپنی آنکھون
یہہ ہی قاصد کمال شوق گر نیکی نشانی

مرا اسمین تیغ ابرو قاتلکی مضمون ہین
مرا دیوان یہہ کاہی کوہی شمشیر خانی

تری دیوانیکی گردن ہے او ترا طوق مرنی
تجہی بہی آ پڑی زنجیر منت کی بڑہانی

نہایا یار جو دیکھو اثر گنبد سے رنگت کا
کہ پانی جسقدر دریا مین ہی سب کا پانی

اگر تلوار کہینچیگی تو ہم گردن جھکا دینگے
تمہاری تیغ ہی گہاٹ یہہ کشتی لگانی

بڑی سیاہ یہ جو میرا مرغ آتشخوار جل جائیگا
سمندر میرے سوز دلکی آگی پانی پانی

ہمارا نامہ دیگر آہ بہی اک بہیجیو قاصد
جو پوچھی یار کہہ دینا یہہ پیغام زبانی

بچھا ہی دشت مین ہر ایک جانب فرش کانٹونکا
جنون مجھ آبلہ پاکی مگر اب میہمانی

ہماری خاک پر آتی ہوئی جو تم مکدر ہو
عوض پھولونکی تربت پر مگر تیور چڑہانی

لکھا القاب نامی مین مجھی نامہربان تو نے
کیا بھولی ہو تو نکو یاد یہہ مہربانی

لگا یا جو اپنی انت پر میرے شکر لب نے
تو ہی بیٹھی جہر تلوار شیرین او سکا پانی

ہوا ہی تب کہین غربال سینہ او سکی پیرو
اسی امید پر جب ہم نہی برسون خاک جہانی

مرا الیجا کی نامہ تو جواب عیسیٰ لایا ہی
یہہ قاصد خط رسانی ہی یا ایذا رسانی

عوض نامے کی بھیجیں گے اوسی لوٹن کبوتر ہم
ہم ایسا روئے تھے اگر زبان اوسکی منھ پر کہکر
تری تصویر اگر کھینچے بہن کے جا لکھی مانی

اسی پردے مین قاصد کی لگی بیتابی دکھانی ہے
ہوئی ہین ہمتین چارہ دقتین اب بھی پائی ہے
خدا ہی عالم الغیب اور یہ بھید تیرے نہانی ہے

جگر مین چارہ غم مین اور تڑپتی ہین ہمین کہتے
ازل سے یاں فقیر گویا مثل ماہی بے زبانی ہے

ہمین اس قید اگر تو رہائی ہوتی
آئینہ دیکھتے تم تو نہ صفائی ہوتی
خود فروشی سر بازار جو لائی ہوتی
وعدہ دیدار کا ہی شکل دکھائی ہوتی
وصل کی رات یون جلد نہ آئی ہوتی
آب خنجر سے قاتل جو دکھائی ہوتی
شب فرقت کے جو تکلیف سنائی ہوتی
بنکی پروانہ تجھے دیکھنے آئی ہوتی
دشت غربت مین جو وحشت مجھے لائی ہوتی
گر مری ہاتھ مین اوسکی نہ کلائی ہوتی
محفل دوست مین گر اپنی رسائی ہوتی
اس غزل مین تو مرا یہ ہی گویا مطلع

شب ہجر انکی عوض موت ہی آئی ہوتی
اوس سے بھی آنکھ لڑاتی تو لڑائی ہوتی
ان بتون کی تو خریدار خدائی ہوتی
کل جو آئی تھی قیامت ابھی آئی ہوتی
امی ہجر اور ذرا دیر لگائی ہوتی
پچھلے بازو سے تڑپ کر نکل آئی ہوتی
روح قالب مین کسطرح نہ آئی ہوتی
شمع کی آنکھون مین جو چربی چھائی ہوتی
بیکسی سات مری دور تک آئی ہوتی
بیکلی سے مجھے اکدم نکل آئی ہوتی
لب دشمن پہ کبھی بات نہ آئی ہوتی
عاشقانہ غزل اک اور سنائی ہوتی

ابھی جیتون نہ ہاتھہ جو وہ زلف نہ آئی ہوتی
اوسنے گر زلف کی زنجیر نہ ہلائی ہوتی
پھر وہی ہم تھے وہی تم تھے وہی الفت تھی
شکل آئینہ مکدر نہ کبھی ہوتا مین
میری تربت پہ نہ روئے تو ذرا ہنستے تم
طوق اوترا تری وحشی کی گلی سے مرگ
مر گئی دیکھہ کی اوس تنکو جو ہم کبھی لگا
آنکلتی مری تربت پہ جو تم کیا ہوتا
سنی ہوتی تب فرقتکی جو ایذا میرے
گر سیہ بخت کیا تو فلک اتنا کرتا
سایہ افگن ہے مری تربت پہ وہ مہر ہوتا
کیا گرفتار نگہبانی مین ہے زندان بان
کبھی مژگان کبھی ابرو وہ دکہاتا مجکو
گل ہنستے تری فریاد پہ یون بلبل
آب شمشیر سے طوفان بپا ہو جاتا
وہین یوسف مصر کے مین بھر آتا یا
مہر و مہ ہوتی مری طرح [illegible]

آہ کی عرش کی زنجیر ہلائی ہوتی
صدقے اس زنجیر اسیری کے رہائی ہوتی
صلح ہو جاتی اگر آنکھہ لڑائی ہوتی
دل مین آتا جو غبار اور صفائی ہوتی
منہہ نہ برسایا تو بجلی ہی گرائی ہوتی
ابتو منت کی یہہ زنجیر بڑھائی ہوتی
ایسی صورت تو نہ اللہ بنائی ہوتی
عوض گل کبھی تیور ہی چڑھائی ہوتی
پھاڑکر اپنا گریبان سحرائی ہوتی
شکل سایہ نہ کبھی اوس سے جدائی ہوتی
اسطرح چادر مہتاب چڑھائی ہوتی
ہم جو چھٹتی تو پھر اوسکی بھی رہائی ہوتی
کبھی برچھی کبھی تلوار لگائی ہوتی
مری نالون نے اگر طرز اوڑائی ہوتی
مری اشکونمین جو قاتل نے بجھائی ہوتی
اوس شکر لب نے جو تقریر سنائی ہوتی
چاند سورج کی جو زنجیر دکھائی ہوتی

ہی یہ دل بیتاب نگاں اوسکا جو پڑتی مری آنکھ
شکل وزن کبھی اوس سے جدا ہی ہوتے

ہجر سہتے ہین جو ہم آنکھون سے دریا روتے
خود بخود کشتی مے لینے کو آئی ہوتے

ہین وہ مجنون ہمین دکہاتا جو کہین جذبۂ دل
محمل ناز سے لیلی نکل آئی ہوتے

بادشہ وقت کے ہین دولت خاموشی سے
مانگتے ہم جو دعا ہی تو گدائی ہوتے

عمر بھر ہم وہ ہین زخم سے خندان ہنستا
تو نے ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتے

ہون وہ دیوانہ کہ بنجاتی وہ مجنونکی شبیہہ
لیکے مٹی مری لیلیٰ جو بنائی ہوتے

تھی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد
بعد مرنے کی مری خاک اوڑائی ہوتے

یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجھکو شہید
لاش ہمچشمون نے آنکھون سے اوٹھائی ہوتے

درد ہوتا مرے زخمون مین تو بیٹھا بیٹھا
اوس شکر لب نے جو شمشیر لگائی ہوتے

ہاتھ سے ہاتھ جو وہ رنگ چمن گل لیتا
شمع فانوس مین بھولی لسمائی ہوتے

مرگئین تھین وہ چمن مین تجھے لازم تہا صبا
سرو قد قمریونکی خاک اوڑائی ہوتے

سگ دلبر کبھی آتا تو پئے استقبال
ہڈی ہر ایک بدن سے نکل آئی ہوتے

خاکساری کے اگر رتبے سے آگہ ہوتا
ای فلک تو نے زمین سر پہ اوٹھائی ہوتے

وہ مرے پاس آیا تھا تعظیم صبا کرنی تھی
خاک سے پیر قد آدم تو اوڑائی ہوتے

اوٹھتی اوٹھتی اثر ضعف سے گر گر پڑتے
مرے بیٹھنے کی جو دیوار اوٹھائی ہوتے

بخدا آتی اگر بندہ نوازی ہم کو
ای بتو گہر مین تمہارے نہ خدائی ہوتے

گرتے اوٹھتے ہی سے بگڑ بیٹھا وہ
تو تو گویا تھا کوئی بات سنائی ہوتے

نظارۂ رخِ ساقی سے مجھکو مستی ہے
خدا کو بھول گیا محو خود پرستی ہے
نہ گل ہیں اب نہ وہ ساغر نہ مے پرستی ہے
یہہ ملکِ حسن ہے بتان عجیب بستی ہے
نہ صیام ہین گوشہ نشین نہ مے پرستی ہے
یہی ثبات بہارِ ریاضِ ہستی ہے
بس اک رات کا مہمان چراغ ہستی ہے
ولا یہہ گور غریبان بھی زور بستی ہے
گیا جو بانسی تہ خاک وہ کبھی نہ پھرا
نہا کی بال نچوڑی تو یار کہنے لگا
بس ایک ہاتھ مین وہ ٹکڑے ہی کر دیا مجھکو
کیا ہی چاک گریبان صبح محشر تک
ہمین تو قتل کیا بس اسی نزاکت نے
دکہا کی پہول سا تن پہر کر دیا خوشبو
اب ایک توبہ پہ آئی ہے مغفرت تیری ہاتھ
دکھائی جس نے نہ صورت ہمین دم آخر
نہ ٹوٹی شیشۂ مے میری سنگ مرقد سے

یہہ آفتاب پرستی کے مے پرستی ہے
تو اور کام مین ہے موت تجھ پہ ہنستی ہے
چمنین شبنم کے عوض بیکسی برستی ہے
کہ دل ہی جنس یہان کو کہ یون سستی ہے
مگر یہون مست کہ ہر روز فاقہ مستی ہے
کلی جو چٹکی تو ہستی پر اپنی ہنستی ہے
سرہانے رو رہی اب شمع گور ہنستی ہے
بجائے ابر یہان بیکسی برستی ہے
زمینکی نیچے بہی لحد کی بستی ہے
گھٹا سیاہ اس طرح جیسے برستی ہے
ہمارے یار کی اک یہہ بھی تیز دستی ہے
یہہ اپنی جوش جنون کی دراز دستی ہے
کہ وہ اٹھاتی ہین تیغ اور نہین اوکستی ہے
جو بدلی گل کی ملی عندلیب سستی ہے
خرید کر کہ نہایت یہہ جنس سستی ہے
کسی کی دید ہی کو روح اب ترستی ہے
بس از فنا ہی مجھے پاس مے پرستی ہے

اسیر کر کی ہمین خوش نہو جیو صیاد
کہ تو بھی یان تو گرفتار دام ہستی ہے

عجب نہین دم عیسی سے بھی جو گل ہو جاتے
کہ شمع صبح ہمارا چراغ ہستی ہے

وہ بانکا ہی مر جائے رونما مین
یہی جو مول ہی تو جنس حسن سستی ہے

کیا ہی اس نے تو یوسف کا چاک دامن پاک
نہ پوچھو عشق کی جو کچھ دراز دستی ہے

کہو نہین ہی ہی ساقی وہی سبو وہی جام
مدام بادہ وحدت کی مجھکو مستی ہے

علم ہی تیغ دو دم سے یہ سر جھکائی ہو نہین
تری گلی مین بھی ظالم بلند پستی ہے

جو چاہی رحمت حق عجز کر شعار اپنا
روان ادھر کو ہی پانی جدھر کو پستی ہے

سفید ہو گئی موی سیاہ غفلت چھوڑ
ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے

ہر اک جوان کا قد خم ہوا ہی پیری سے
مآل کار بلندی جہان مین پستی ہے

وہ اپنی جنبش ابرو دکھا کی کہتا ہے
یہ وہ ہی تیغ اشارون مین جو کہ کستی ہے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
صنم بغل مین ہے دل محو حق پرستی ہے

ہی خوب بھلی سی گویا کرو نہین ترک سخن
کہ اکدم مین یہ خاموش شمع ہستی ہے

ہون وہ بلبل کہ نکو دی حق نے چشم تر مجھے
تا لگے انکو منقار دستہ ہی خاطر پر مجھے

ہجر سے سا مین خوش آئی کیا مئی احمر مجھے
باعث دوران سر گردش ہے ساغر مجھے

ڈھونڈھتا ہوا نہین ملتا [illegible] اگر [illegible] مجھے
ایکدر کی یادنی گویا کیا شش در مجھے

یان تلک فرط محبت نے کیا لاغر مجھے
چاہیے رہنی کی خاطر نقش حب کا گھر مجھے

رشتہ گسا یاد دندان نے کیا لاغر مجھے
اندنون ہے تپ ہی سنیر کو جیسے گوہر مجھے

بوسے دیتے ہین اگر گل ہین نگین سطر کو
کسقدر ہے حسرتِ نظارۂ نشتر مجھے

نامہ لکھ کر دستِ نگین مین جو وہ جان لے جان
طائرِ رنگِ حنا پہنچائی خط اور لکر مجھے

راہ دکھلائی قیامت وعدۂ دیدار نے
رات دن ہی انتظارِ آمدِ محشر مجھے

مین جو دل ہے ہون فلک شیدا خال جبین
کیا سیہ بختی ہے میرے مہر ملا اختر مجھے

ہون وہ بلبل اپنی داغون سے چمن بکتا ہون
صورتِ طاؤس بخشی ہین جدا نے پر مجھے

ہے نہین غیر از طوق و زنجیر ایکبھون نہین گہنا گلے
بس لڑکپن مین ہی خوش آیا تو یہہ زیور مجھے

حال ہے میرا کچھ سیہ بختی کا روز افزون پوچھ
مثلِ داغِ سر سیہ ہو دیکھی اگر اختر مجھے

کیون نہ یاد ہے جبینان جبین سا گرون
کفشِ زرین کی ستارہ کا ملا اختر مجھے

کام آیا یہہ ہنر اتو نکارونا عندلیب
مثلِ شبنم دامنِ گل کا ملا بستر مجھے

جسم مین اب رہ سکی نہین ہے بال جز موئی کمر
ایک اہرِ آہنی مین آیا نظر جوہر مجھے

اسلیی مرتا ہون تیغ ابروِ صیاد پر
پارہ کی دوری سے بند ہوا ہین اپنی پر مجھے

مثلِ اخگر جلتی ہی ہین آنکھ مین لختِ جگر
ایجاد کیا دی ہی چشمِ روزنِ مجمر مجھے

دیکھتا ہی خدائی گوہرِ غلطان کیا
پاؤن کی بدلی پی رفتار بخشا سر مجھے

سر پھرایا واعظون نے کرکی ہر دم ذکرِ حور
کب مین کہتا تھا الہی تجھ پیدا کر مجھے

کیا کرون نظارۂ رخ در دست حائل ہے
[illegible] آبِ سکندر مجھے

جاو [illegible] قدم [illegible] موت [illegible]
[illegible] ہی روزنِ دیوارِ جانان [illegible] مجھے

حسرتِ پرواز تھی ناتوانی کی سبب
لی اوڑا ساتھ اپنی تنکے صرصر اگر مجھے

پھر جھون اشکِ گرم تو جلنی لگی بجلی کیطرح
دی فلک بالفرض اگر دامانِ ابرِ تر مجھے

ہین تہ عریانی مین ممنون ہین کسی چشم کا
جامۂ آبِ روان دے اشکِ چشمِ تر مجھے

کب ہوئے فرصت گریبانِ سحر کو چیر کر
چاک کرنا ہی ابھی تو دامنِ محشر مجھے

تو جگر کیون میرے مرغ لے گئی اوڑا یا کری ہین
کیا ملی ہین اسطرح اوڑنیکی خاطر پر مجھے

حسرتِ دیدار کچھ لکھنی ہے اپنی یار کو
انگلیہ کی ڈور سے ہونا ہی اب مسطر مجھے

آگیا جسدم عرق اوسکی رُخِ پرنور پر
ماہِ تابان پر نظر آنی لگی اختر مجھے

جامۂ عریانیِ تن چاک ہو مثلِ کتان
گر ہلالی تیغ دکھلائی مرا دلبر مجھے

ناتوانی سی پڑا ہون خاک پر تو کیا ہوا
لی اوڑی ہین جوش میرے اب فلک پر مجھے

وصف تیرے بیدہانی کی جو ہین وردِ زبان
اس لیی کہتی ہین سب غیبُ اللسان اکثر مجھے

انتظارِ نامۂ جانان نی زار ایسا کیا
لائی خط جبتک صبا کب لے اوڑے صرصر مجھے

وان قبا تو نی اوتاری یار بحرِ خوابِ ناز
یان جنون نے اپنی جامی کی کیا باہر مجھے

خانہ بردوش اس گلستان مین رہا مین عمر بھر
ہون وہ بلبل آشیان ہین میرے بال و پر مجھے

وہ نشانہ ہون جہان تو ہوگا اوڑ کر جاونگا
ابتو ایظالم تیری تیرون نے بخشی پر مجھے

وصفِ چشمِ مست کچھ کہکر اگر مین محو ہون
صورتِ مینا ہی قلقل لبِ ساغر مجھے

کعبے اور بتخانی جانی سے بھلا کیا کام تھا
تیرے گھر کی جستجو پھرواتی ہی در در مجھے

شکر اللہ گر کبھی ہوتا دردِ استخوان
دیکھ جاتی ہین سگانِ کوچۂ دلبر مجھے

اس زبان سے بھی کیا کرونمین ستائش کوثر کی جگہ — یا الٰہی دی زبانِ موجِ کوثر نے مجھے

یا محمد مجھکو دیدارِ خدا ہووے نصیب — یا الٰہی تو دکھا دے روے پیغمبر مجھے

اپنی گویا کو کبھی بوسہ لبِ شیرین کا دے
طوطیِ شیرین بیان ہوون چاہیے شکر مجھے

اپنا ہر عضو چشم بینا ہے — اسقدر انتظار تیرا ہے

جو ہے محبوب تیرا شیدا ہے — یوسف آگے تری زلیخا ہے

ایک مہرو بغل مین سوتا ہے — آسمان پر دماغ اپنا ہے

خاک مین جو ملا دیا محبوب کو — آسمان نے زمین کو سونپا ہے

کسنے چہری سے بال سرکائے — شام کو صبح آشکارا ہے

استخوان تک کبھی گذر نہ کیا — میری حق مین ہما بھی عنقا ہے

تیری قدمون پہ کیون نہ قیس گری — نقشِ پا رشکِ روی لیلا ہے

ان دنون اے مسیح دم تجھ بن — دم نکلتا ہے دم نکلتا ہے

تو لوں اوس سیم تن کو نظرون مین — یہہ مرا جسمِ زار کانٹا ہے

حسنِ خوبان ہلال و بدر کیطرح — کبھی کم ہے کبھی زیادا ہے

اوس بیابان مین لیگئی وحشت — ماہِ نو جس کا ایک کانٹا ہے

دلمین رہتا ہی اوس کمر کا خیال — کیا یہہ عنقا کا آشیانا ہے

اور انکھون مین ایک دم ٹھہرو — پتلیو لکا یہان تماشا ہے

کفِ پا بھی نہ ہم کو دکھلائیے
برہمن ہاتھ دیکھ جاتا ہے

یار نامِ خدا ہے کشتی مین
ناخدا آج یار بیڑا ہے

تیرا نقشِ قدم زمین پہ نہین
آسمان پر کوئی ستارا ہے

ہمسے تم دشمنی لگی کرنے
دوستی اب نصیبِ اعدا ہے

کہہ رہی ہین شبِ فراق مین ہم
آج کس کو امیدِ فردا ہے

خار چبھکر جو ٹوٹتا ہے کبھی
آبلہ پھوٹ پھوٹ روتا ہے

انکھین نرگس ہین رخ ہے گل قدِ سرو
تو تو اے گل چمن سراپا ہے

کام پوشاک سے نہین ہم کو
عیب پوشی ہمارا شیوا ہے

دی سلیمان کی اوس پر بکو قسم
اسطرح شیشی مین اوتارا ہے

زلف نی نقدِ دل رکھی ہین جمع
ابتو یہ سانپ کوڑیالا ہے

یون پہنچی ہین گور کی کنارے ہم
ہم سے ابتک تمہین کنارا ہے

جرم گویا کے بخشوا دینا
یا محمد فقیر تیرا ہے

سائل ہوں ابرِ تیر کا اوس خانہ جنگ سے
گویا زبان ہے زخم کی منہ مین خدنگ سے

مستی مین تو برد الا ہے شیشو نکو سنگ سے
خود محتسب ہوا ہون تشنہ سبکی ترنگ سے

ابرو نی تیغِ تیز سے مجکو کیا شہید
مژگان نے آج برچھیوں نگہ نی خدنگ سے

اور رنگِ نخلِ طور ترا سایہ گر پڑی
مثلِ عقیق نکلی شجر دم مین سنگ سے

پہلی ہی محتسب کے انہیں سر سے توڑ دی | آخر وہ شیشے توڑیگا اگر وہ سنگ سے

ہر دم نہ مونہہ کو دیکھہ مرے سر پہ توڑ ڈال | آخر بنا ہی آئینہ ای طفل سنگ سے

ای محتسب تو ان کو مرے سر پہ توڑ ڈال | بنوائی شیشے ساقی نے لڑکوں کی سنگ سے

مطرب نے رو میں حسن کے مری نالوں کی صدا | افزون ہے جام چشم کہیں جلترنگ سے

مطرب نے ہجر یار میں چھیڑا اوسی اگر | آواز گریہ آئی گی پھر تار چنگ سے

سرگشتہ وہ ہون گر کبھی سوتن گر نہین شمع | مانند گرد باد پھری پائی لنگ سے

ای جان جان ہر ایک کا پھوڑو سینہ دل لیے | گر آسیا ہی مر چو کٹ ٹکے سنگ سے

تیر آئین انکہین میری جنون مین جو نکلین اشک | بھرین مین پہ طفل دامن خنجر کا نگو سنگ سے

سرگشتگی کا بعد فنا بھی اثر رہا | بنتی ہی آسیا مری تربت کی سنگ سے

گویا کمان ابرو جانانکی وصف میں یہ
نخوتکی مونہہ سے اور زبان خدنگ سے

لب جان بخش پہ دم اپنا فنا ہوتا ہے | آج عیسیٰ سے بھی یہ بیمار جدا ہوتا ہے

چھیڑ نا زلف کا شانہ سے برا ہوتا ہے | ہاتھہ اس جرم پہ شانے کی جدا ہوتا ہے

صندلی رنگ کسیکا ہی جو یاد آجاتا ہے | درد سر اور بھی صندل سے سوا ہوتا ہے

جب مرے قتل کے مضمون کا وہ خط لکھتا ہے | مشتعل آگ نے یہ کیا یک قضا ہوتا ہے

دل دھڑکتا ہی کہیں یار نہو مجھہ سی خفا | خود بخود آج مرا دم جو خفا ہوتا ہے

تو جھکین نہین جاتا ہی تو بار غم سے | ایک ہی آن مین قد سرو دوتا ہوتا ہے

ہمسری کی تھی کہین ماہ حسنِ ابرو سے کی
ماہِ نو اس لیے انگشت نما ہوتا ہے

کھینچ لیتا ہے جو وقت ادا شمشیر کو
کام اتنی ہی مین عاشق کا ادا ہوتا ہے

یہہ گہلا ہون شب فرقت مین اجل مجکو نہ
ڈھونڈھتی لیکی اگر شمع تو کیا ہوتا ہے

صاف پہر جاتی ہین یہہ ماہجبین تیر بطرح
الفلک تو جو کبھی ہمسے پھرا ہوتا ہے

انگلیونکا نہین مذکور گلی کٹتی ہین
تو وہ یوسف ہے جہان ذکر ترا ہوتا ہے

میری تربت پہ سدا ہوتی ہے قرآن خوانی
ذکر اسی مصحفِ رخسار ترا ہوتا ہے

زلفکو دستِ حنائی سی جو چہوتا وہ شوخ
تو گرفتار وہین دزدِ حنا ہوتا ہے

دست و پا کاٹ کے زندان سے نکالا مجکو
اسطرح کوئی گرفتار رہا ہوتا ہے

چمنِ جوہرِ شمشیر مین گلگشت کرون
فصلِ گل مین تو یہی قصد مرا ہوتا ہے

دیکھہ کر دیتی ہین مت ہاتھہ سے کھو دولت فقر
شاہ کہلاتا ہے جب کوئی گدا ہوتا ہے

عرق آتا ہے جو ابرو پہ تو کہتا ہے وہ شوخ
آبِ شمشیر سے طوفان بپا ہوتا ہے

غم مین ابرو کی بن جائیگا تشکل مہِ نو
چرخ پہ آج کل انگشت نما ہوتا ہے

غل مچایا ہے جو زنجیرون نے اے زندانیان
قید سے کون گرفتار رہا ہوتا ہے

ہاتھہ رکھتا ہے وہ جب اپنی بھوون پر اسطرح
جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے

تھا گرفتار شب و روز نگہبانی مین
ہم جو اب چھٹتے ہین صیاد رہا ہوتا ہے

پھر بہار آتی ہے اے خار بیابان خوش ہو
آج کل پھر گذر آبلہ پا ہوتا ہے

ہے وہ رخ بیچ مین مژگان کے ابرو کے طرف
ماہِ نو بیچ ہے کہ انگشت نما ہوتا ہے

ایسی نفرت ہے کہ بھی تیر لگاتا نہیں یار
میری مٹی سی ہی مجھ تو وہ بھی پیدا ہوتا ہے

بی مرے طالع خفتہ کا جگانا مشکل
شور محشر بھی اگر آئی تو کیا ہوتا ہے

مر گئی ہم تو صبا لائی جواب نامہ
وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

بات بھی منہ سے نکلتی نہیں اوسکی آگے
مجھکو حیرت ہے کہ گویا تجھی کیا ہوتا ہے

نہ آسماں کے ہوئے اور نہ ہم زمیں کے ہوئے
جو تیرے دل سے گرے ہم پھر کہیں کے ہوئے

گدا جو کوچۂ گیسوی عنبریں کے ہوئے
تو بادشاہ صفت ملک ختن چین کے ہوئے

نہ اپنی گھر کی نہ ہم کوی نازنیں کے ہوئے
ہوئی جو آپ کے باہر نہ پھر کہیں کے ہوئے

انہیں کے عشق نے یارب کیا مجھے گمراہ
میں کیا کروں کہ صنم سنگ راہ دین کے ہوئے

ہماری خاک سے کیونکر نہ بوی مشک آئے
غبار کوچۂ گیسوی عنبریں کے ہوئے

سوا اسی نام خدا کے گیا ہم فقیروں پہ سب
کہ سر نوشت میں ہم سنگ نام نگیں کے ہوئے

بیان کیوں واسطے اسی مہ بنا ہلال زبان
فلک وصف ترے چاند سی جبیں کے ہوئے

برنگ طائر رنگ حنا ہوں اے صیاد
جو تیرے ہاتھ لگی ہم تو بس یہیں کے ہوئے

برا ہو زیست کا کیا کیا الم دکھاتی ہے
چھٹے وہ رنج سے پیوند جو زمیں کے ہوئے

مسے لگانے کی تکلیف کچھ اوسی نہ ہو
کبود بوسی لب میرے نازنیں کے ہوئے

فراق یار میں اعضا بنے ہیں دشمن جان
یہہ دونو ہاتھ دو سانپ آستیں کے ہوئے

جو گیسو کھولدی گوری گوری گالوں پہ
مری نگاہ میں وہ سانپ یاسمیں کے ہوئے

یہی ہی انتخاب کرتا ہے

گزریگا مہر درخشاں پہ حسن روز افزون

ترا مکان ہے جنت لگا لی جائینگی ہم

کہیں ملک وقنا ربنا عذاب النار

وہ اب بلاتی ہے ہمکو تو کون جاتا ہی

بہلا میں بار کا اے ضعف کیا ہوں دامنگیر

گرا لی اپنے بہی بجلی فلک نہ دیکھہ سکا

جو حال لکھہ کی جدا اپنا کا مہر کی مینی

جو آیا رو ہمیں یاد اوسکا رنگ سرخ و سپید

کبہی ہم پہ ہوا اے فلک ترا احسان

پسند طبع ہے مری عیب نکتہ چین کے ہوئے

گرو ہی عقدوں میں تم چاند جو دیہ ہونگی ہوئے

کہ مبتلا تری اس تنگ گنبد میں کی ہوئے

بلند شعلے مری آہ آتشیں کے ہوئے

یہہ ضعف ہے کہ جہاں بیٹھی بس وہیں کی ہوئے

گئی جو ہاتھہ گریبان تلک و میں کے ہوئے

نصیب دانی جو زنجیر آہنیں کی ہوئے

تو حرف حرف جدا خود بخود نگیں کے ہوئے

گر اشک گل ہوئے تجھہ پھول آیا ہمیں کے ہوئے

بنی بہی خاکسی ہوئے نہی زمیں کے ہوئے

نہ ہم سی شاد ہیں بت اور نہ ہی خدا راضی

تکفر کی ہوئی گویا نہ ہمتو دین کے ہوئے

یہی ہے بس شب فرقت میں اپنا مدعا تجھہ سے

مژہ اوسکی جو برگشتہ ہیں ایسا کیا ہوا تجھہ سے

ہیں نگاہ اوجھل گویا یار کی زلف دوتا تجھہ سے

گنہ کئے ہوں پر امید بخشش ہے خدا تجھہ سے

نہ کر مجھہ سے گہر سر کو تو خشت سر خم سے

گریبان سحر ہو چاک اے دست دعا تجھہ سے

کماں کی طرح ان تیر و نگہ کا رخ کیوں پھر گیا تجھہ سے

کہا مشک ختن اوسکو ہوئے کیسی خطا تجھہ سے

ستم مجھہ سے کرم تجھہ سے خطا مجھہ سے عطا تجھہ سے

تمنا عالم وحشت میں مہہ ساقیا تجھہ سے

کبھی مین پیچ کیا کیا سر حسرت سے اخر اوس بتکے
بنایا ہی پریشان تو نے تجکو ای سینہ تجنے
خبر کیونکر ہوتی مجکو ہمارے بیقراری کے
لیا ہی دل جو میرا تو نے چشم مست دکھلا کے
جو تیرا نام یون تجھے منہ مین یاد آئی
ہر اک وزن اختر ماہ نو ہر حلقہ گوہر کے
گریبان بہت کے از خود بہر استقبال آئیگا
چلے خط لیکے تجکو یار کشتی جو قلمدان کے
کسے بے جرم کی گردن بہہ آکر ٹھہرتی ہے
اگر ہی مین یار نظروں سے ہم بھی اشک کی صورت
کیا تم نے تو شاید ہم سے بجتھ تم کی عمر بھیکا
اگر خط غیر کا لی ہاتھہ مین جانان جلا دینا
جو اوس کو جیکا پھرنا یاد آئی سر پا ونکو
دم رفتار تیری نقش پا تسخیر کرتی ہین
مگر مجھ ناتوان عزار کا سایہ پڑا تجھ پہ
نظر آیا جو مین وحشی اگر مین پاؤن سے زنجیر
جنون نے دو دنیا پہری مجکو شہر بلا لایا

رسائی سیکھی وہ الله اکبر [illegible] تجھے
کھینچا ہی خوب نقش گیسوے دلدار کا تجھے
ترے اس کان کی مچھلی نے شاید کہہ دیا تجھے
عوض شیشے کی ساغر مانگتا ہون ساقیا تجھے
ملا ہی یہ بان تیغ قاتل کیا مزا تجھے
مکان یار کا کہتا ہون ای قاصد بتا تجھے
اگر ای آستین دست جنون باہر ہوا تجھے
دم تحریر کیا ای چشم تر دریا بہا تجھے
اگر امید ہے وہ قاتل تیغ سے ہوتی صدا تجھے
عجب کیا ہی جو قاصد خط ہمارا گر پڑا تجھے
جو مدت سے ضم سرمہ لگانا چھٹ گیا تجھے
تمنا ہی یہی آتش رنگ حنا تجھے
نکل جائین صدا کیطرح ای زنجیر پا تجھے
بجا ہی سیکھین عامل نقش اگر اس جا لگا تجھے
کر اب تنگ بھی اوٹھہ سکتا نہین گہر کا تجھے
مزا ہی جذب الفت [illegible] آ ای سر دو ربا تجھے
نگین مین ای دو ن [illegible] تجھے

...جس کے قدمو پر اپنا کرون اوسکو
بنا ہون حلقہ زنجیر ای قد دو تا تجہ سے

بھلا بتخانے سی مین اوٹھکے کعبے کسلیے جاون
جو یہہ پیچ ہے نہین خالی ہے یارب کونی جا تجہ سے

نکرتی ہم جو عصیان رہتی پھر محروم بخشش سے
یہ ای تر دامنی حاصل ہوا آب بقا تجہ سے

دیارِ مصطفی دکھلا مزارِ مصطفی دکھلا
یہہ مطلب ہے خدا تجہ سے یہہ حاجت ہے خدا تجہ سے

غرض ہے تو تمنا تو ہی حاجت تو ہی مطلب تو
نہین کچہہ مانگتا ہون نے خدا تیرے سوا تجہ سے

دلا جو چاہتا ہے تو گرین سلطان ہے قدمو پر
فقیری کر فقیری کر کہا ہے تجہ سے کہا تجہ سے

زمین شعر تک لایا مضامین آسمانون کے
نہین یہ بحتا ہی گویا کوئی مضمون ور کا تجہ سے

پھر کہین چپ چپ کے ہم جانے لگے
لوگ پھر آ آ کے سمجھانے لگے

دیکھتا پھر گل کوئی سے ہے بہولتا
پھر ہم اوس گلرو پہ گل کھانے لگے

پھر مرے آہو نے کان اوٹھی نہین
پھر فلک نالون سے تھرانے لگے

ساتھہ سونا اوسکے پھر یاد آگیا
پھر ہمین اب غش پہ غش آنے لگے

پھر سے کسی گل پہ طبیعت آگئی
نالے پھر بلبل کے خوش آنے لگے

پھر ہوا طوفان کا ڈر خلق کو
اشک پھر آنکھون مین بھر آنے لگے

ہو آیا پھر کوئی ابرو کمان
پھر کمان کی طرح چلانے لگے

پھر ہمین اک برق وش یاد آگیا
ابر سان پھر اشک برسانے لگے

پھر وہ تو مجھسے بے سبب کہنے لگا
لوگ پھر سمجھا کے نے آنے لگے

پھر مہِ نو کا ہوا اون پر گمان
پھر مجھے اللہ دے صبر و قرار
رہتی ہی پھر سینے پر تصویرِ یار

پھر مہینے بعد وہ آنے لگے
پھر بت ترسا ہمین ترسانے لگے
دل کو پھر اس طرح بہلانے لگے

پھر خیالِ زلف ہے گویا ہمین
پھر ہم اوسکے پیچ مین آنے لگے

کیون بہنے لگی آنکھہ پھر چشم تر ایسے
کیا وصف لکھون کاکل و رخسار صنم کا
کسنے یہہ گلال اوس رخِ روشن پہ ملا ہے
اسواسطے ہی ضبط کہ تا غش نہ چلی جائے
نقشے تو بہت خامۂ قدرت نے بنائے
کیا ڈھونڈھیے اوسکو کہ نشان تک نہین ملتا
دیکھون جو رخِ یار مین آئینے کے بدلے
مین کیا کہون جو صبح جدائی نے دکھایا
جس طرح کہ ہو پیش گہر دانت کی ادانی
کہتا ہون کچھ اپنی نہ سنتا ہون کسی کی
تیغ نگہ و تیر مژہ رو کی جو ہر دم
اے حور لقا کس سے تجھے دیجیے نسبت

کیون ہنسی لگی شدتِ دردِ جگر ایسے
دیکھی نہین ہمنے کبہی شام و سحر ایسے
چھائی نہ شفق چہرۂ خورشید پہ ایسے
آجاتی کہین لب پہ نہ آہِ جگر ایسے
لیکن نہ بنا پھر دہن ایسا کمر ایسے
ہمنے کبہی دیکھے نہین نازک کمر ایسے
کب ہوگی میسر مجھے یارب سحر ایسے
ہوگی نہ قیامت کی بہی ہرگز سحر ایسے
آگی مرے دندان کی ہی قدرِ گہر ایسے
ان وزرون غشی رہتی ہی دو پہر ایسے
جز داغِ جگر لاؤن کہان سے ثمر ایسے
صورت نہ پری کی ہی نہ شکلِ بشر ایسے

اسیرے ورم سرد سے عالم
ٹھنڈی ہی نہین ہوتی ہی نسیم سحر ایسے

ہونٹھون تلک آئی تو ابھی آئی ہی وہ دم تک
البتہ مری آہ نہین بے اثر ایسے

اشکون کے سبب پلکین مری کیا ہے جھکی ہین
شبنم سے خمیدہ نہو شاخ شجر ایسے

سن سن کے مرا حال وہ کہنے لگا گویا
دل نرم ہوا جاتا ہی باتین نہ کر ایسے

حال اپنا قیس کو چل کر سنایا چاہیے
روئیے کچھ آپ کچھ اوسکو رلایا چاہیے

دل سے داغ عشق پیری مین مٹایا چاہیے
صبح ہو تو شمع روشن کو بجھایا چاہیے

گو تری جانب سے آئی لن ترانی کی صدا
مثل موسی ہم کہین گے مونھ دکھایا چاہیے

مر گئے پر بھی ہی باقی حسرت دیدار یار
قبر مین یارو کوئی روزن بنایا چاہیے

مار ڈالا مجھکو تیرے جنبش مژگان نے یار
غسل میت آب خنجر سے دلایا چاہیے

زاہدو وقت تا پڑھین باہم نماز صبح و شام
چین گیسو سے اور مکھڑا دکھایا چاہیے

بادہ تابان عکس روے یار کو کہیے اگر
آئینے کو چاند نے ہالہ بنایا چاہیے

تخت دل ہی آئینہ خانہ بنے ہی چشم تر
ای خیال یار پھر سینے مین آیا چاہیے

روئیے اب اوس پری رو کی خیال ہجر مین
اشک کا دانہ سلیمانی بنایا چاہیے

بات یہ ہر بیت مین ہی جولان دل ہی یہ خیال
ڈھونڈھ کر اب عرش سی مضمون لایا چاہیے

شوق پابوسی مین ٹکراتا ہی فرہاد اپنا سر
قبر کو شیرین کی ٹھوکر لگایا چاہیے

لطف دکھلایا کر دیا ہم شفق اور شام کا
پان اگر کھانے ہو مسی بھی لگایا چاہیے

کہیے گویا قصۂ فرہاد کی دہوکے مین چال
سرگذشت اپنی اوسے اب یون سنایا چاہیے

پھر گلگشت جب اوس گل کا گذر ہوتا ہے
سرو گلزار کی اک درد جگر ہوتا ہے

دم گریہ جو وہ سرمہ پیش نظر ہوتا ہے
اشک کے روشنی سی وقت سحر ہوتا ہے

کون کہتا ہی نہین دام مین آتا تھا
میری ہر بیت مین مضمون کمر ہوتا ہے

کہب گئے دل مین یہ کس خنجر مژگان کی ادا
دل تڑپتا ہی جدا ٹکڑے ہی جگر ہوتا ہے

حال جس سطر مین ہوتا ہی مرے رونیکا
دائرہ اوس کا ہر اک دیدۂ تر ہوتا ہے

کبھی کچھ زلف کی باتین کبھی خطکا مذکور
شام سی ذکر یہی تا بہ سحر ہوتا ہے

ہین سبکدوش سدا قید الم سے آزاد
کب گرفتار قفس مرغ نظر ہوتا ہے

یاد مین اون کے دُر دندان کی جو روؤن گویا
آنکھ سے اشک نکلتے ہی گہر ہوتا ہے

دم نکل جاے جسے سنتے ہی تقریر یہ ہے
دیکھی تو جی ہی نکل جای نگہ تیر یہ ہے

قتل ہونگا مین ترے تیغ سے یہ لکھا ہے
جوہر تیغ نہین ہی خط تقدیر یہ ہے

دیکھتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر
تیغ ہی مین آئین گے اوس زلف کے تعبیر یہ ہے

خط ہوا اشک روان نیچہ قاصد مژگان
چشم گریان ترے مضمون کی تاثیر یہ ہے

آسمان کی ہین گردش ہی فغانکی گرد
کہکشان یہہ نہین آہ کی تصویر یہ ہے

لاکھون عاشق جو وہان نقش بہ دیوار ہین
کوچہ یار ہی یا گلشن تصویر یہ ہے

...مین گل وسنبل کو جو دیکھا تو کہا
رخ گلرنگ یہہ ہے زلف گرہ گیر یہہ ہے

وصف اوس عارض و گیسو کی کرون کیا گویا
روز روشن ہی اگر وہ تو شب تیرہ ہے

لگا کر دل بت نا آشنا سے
عبث ہم پھر گئے اپنی خدا سے

سوال بوسہ لب سے رک کے تم
لگے جب ٹٹنے فقیر ان کی صدا سے

بلایا مہرو سے نے بار ہا مونہہ سے
نہین نسبت تمہاری نقش پا سے

عجب ہے یار کی تصویر رفتار
پری کی نقش کھینچی نقش پا سے

ذرا دیکھو تو اللہ ری نزاکت
قدم اوٹھتا نہین بار حنا سے

ہر اک محبوب کے کیا سر چڑھے ہے
رسائی سیکھیے زلف رسا سے

ہزارون ہو گئے ٹکڑے گریبان
چلے دامن اوٹھا کر اس ادا سے

مسلمان بھی کرین سجدے بتون کو
دعا مانگی تو یہہ مانگی خدا سے

وہ ہم بیکس ہیں گویا جو مٹے ہے
غبار اپنا نہین اوڑتا ہوا سے

تصور ہم نے بلبل کو کیا ہی اک لیلی شمائل سے
مری آغوش بھی کچھ کم نہین آغوش محمل سے

رہون ہاں کی کو گر گاہ مین بیتابی دل سے
مری تصویر پھر کھینچی وہ رنگ مسوری بسمل سے

یقین ہی ضعف سے افزون مجھے آزاد کر دیگا
نکلجا منگی ہم سلسل صدا اک دن سلاسل سے

مری باتونکی نچی ہی مین بھی نکل جاتی ہی
تعجب کیا ہی گر نیچے رہون مین اپنی منزل سے

گراں ہے بے دماغی سے جھٹکنا غنچہ رنگ گل کا
نہ کیونکر سر مرا پھرنے لگے شور عنادل سے

ہوا ثابت یہ مجھکو چاندنی اس سے چھٹکتی ہے
چھپایا ہے سپہر کی چاند کو وہ ہی ابر گل سے

غرض اپنے چاند سی خاک کو سونے ہو تو بہتر ہے
نہ کہیو تم اُمید بستہ ہر گز اپنی کمال سے

ندی تکلیف اپنی آرزو نے وحشت بیجا کے
یہہ فرطِ ضعف ہے میں آپ میں ہوں آتا مشکل سے

کہیں ہم محتسب نے کر دیا آزاد اپنی سا
ہماری ہاتھ باندھی موج مے کی گر سلاسل سے

لکھا ہے بے نقط قرآن شاید کلک قدرت نے
قرار دی کتابی ہی مصرع ابرو پری کامل سے

مثال کوہ کن اب زندگانی تلخ ہے مجھکو
شکر رنجی ہی لازم ورز و مجھ اک شیریں شمائل سے

طلب کرتی ہیں بوسہ اور لب خود انکار کو کر
سحاب آسا برستی ہیں گہر دامان سائل سے

یہاں مردن کی ہو تمکین مجھو حسن عارض جاناں
بجا ہی کوئی آئینہ بنائی گر مری گل سے

مری تاثیر حق گوئی سے کیا ممکن ہے اے **گویا**
صدا حق کی اگر آئی شکست رنگ باطل سے

بی زباں کوئی ہی کہتا کوئی بیہوش مجھے
باتیں سنواتی ہیں کیا کیا لب خاموش مجھے

ہاتھ میں کاسہ سر لیکے لحد سے نکلوں
ابھی گر یاد کری ساقی مینوش مجھے

بوجھوں اب کس سے نشان اپنی گلرخاں کا
لب سوفار نظر آتے ہیں خاموش مجھے

غنچہ سینوں پہ کیا کرتا ہوں پیراہن چاک
زیب دیتا ہی جو کہتی ہیں کفن پوش مجھے

یاد گیسو میں سدا اٹھ کے مونہہ ڈھونڈھتا ہوں
ایک زنگی نے کیا خلق سے روپوش مجھے

کہیے اب پوچھیے یاران عدم کا احوال
نظر آتی ہیں لب گور بھی خاموش مجھے

ایکدن نشہ میں خموشان میں ورلا جاتا تھا
زاہد و جرم کیا کرتا ہوں میں پھر تو آب
بھر گیا اشک آنکھوں میں پی جاتا ہوں میں ابھی گویا

چمن میں گل شیشوں میں شراب ابر نکالی ہے
فلک بھی ساقیا مست شراب ابر نکالی ہے
ستم ہے کون سے بات ان ستمگاروں کی خالی ہے
گریگا منع گر ناصح تو پھر ہو گی شکر رنجی
رخ پرنور پر تیرے نظر آ جائے جب ابرو
فغان سن کی میری اور خمید دیکھکر مرتا
چمن میں خط ساقی نے دکھایا سبزہ باغ ایسا
چمن آج کس میکش کی ساقی آمد آمد ہے
خجالت سے سفید و سبز کیا گنبد مینی گگن نے
ملی تعزیر جسنے ہمسری کی تیری ابرو سے
بہت ابتر ہوں بد طوقی کی پہنا دی گردن میں
وہ بت آیا لگا کر گوکھرو کشتی کا ٹوپی میں
پہنا دو طوق گردن میں مرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں
چمن میں سنکی ای گل دم بہر کہ جاتا ہی بلبل کا

للہ الحمد کیا ضعف نے خاموش مجھے
دل ہی کعبہ اسی کرتا ہی سیہ پوش مجھے
یاد جب آتا ہی وہ ساقی مے نوش مجھے

ولی آغوش اپنا فرقت ساقی میں خالی ہے
نہیں یہ ماہ نو تلوار مستی میں نکالی ہے
نگہ میں قہر آنکھوں میں غضب تیور نے ٹھونسی کالی ہے
زبان پر یار کا افسانہ شیرین مقالی ہے
کہوں میں چشمہ خورشید میں کشتی ہلالی ہے
کہا کرتا ہی مجکو وہ فغانی ہی بلالی ہے
پیالی لگی نظروں میں زمرد کے پیالی ہے
گلابی ہی اگر غنچہ تو پھر اک گل پیالی ہے
تری سونے کے بالی یاد ب جاند کی بالی ہے
مہ نو کیطرف انگلی اوٹھاتا گوشمالی ہے
جو تیری کان میں ای ہمیں سونیکی بالی ہے
تری کشتی کا اب ای ناخدا اللہ والی ہے
اسی منت کی بیڑی یار نے پاؤں میں ڈالی ہے
ہمیں نہ شمع گل چہرے تری واہ کیا زمین گالی ہے

دلی مین ہی مثل نی زخمون نے قاتل سوزش مجہکو
ہمیشہ ماہ رہ یون پر توابنا دم نکلتا ہی
ہی پنہان شام زلفو نمین عیان ہی صبح چہرے سے

مگر کہیے کبہی فریاد بہی ہو منہ سے نکالی ہے
مرن گیے آپ ہم تلوار اگر تیری ہلالی ہے
شفق پہولی ہی گویا ایسے ان ہونٹون مین لالی ہے

ہی رومال آسمانی کام او سبز ہی ستارونکا
کرن سورج کی قبضے مین ہی اور تیغا ہلالی ہے

سوزان ہی ادہر دل ہی اودہر یار مین گرمی
کب تپ مین ہی جو ہی مری یار مین گرمی
پروانی سمجہتی مین مجہی سرو چراغان
کیا گرم ہی خون میرا بہکے سیکڑون چہالی
آئی جو نظر آتش یاقوت لب یار
کہیگی زری کان مین یہ کانگی بجلے
کہاتے جو ہمان ہد کیا دل مجہ سوختہ لگی
جنت مین بہی جاون تو جلی مثل جہنم
شعلے یہ نکلتے ہین نکلتا نہین لالہ

جو نور مین گرمی ہی وہ ہی نار مین گرمی
انداز مین رفتار مین گفتار مین گرمی
کیا داغون سی ہی میری تن زار مین گرمی
پیدا ہوئی ظالم تری تلوار مین گرمی
پیدا ہوا بہی چشم خریدار مین گرمی
بجا داغ جنون سی جو تن زار مین گرمی
ققنس کی طرح ہوا بہی منقار مین گرمی
ایسے ہی میری داغ دل زار مین گرمی
فرہاد کے نالون سے ہی کہسار مین گرمی

جلنے لگے تلوے جو چلے یاد مین اوسکی
گویا ہی غضب یار کی رفتار مین گرمی

خاکساری چاہیے عبد خدا کیواسطے
کبر زیبا ہی جناب کبریا کیواسطے

باوفا تھا مر گیا اک بیوفا کیواسطے / آشنا تھا جان دی نا آشنا کیواسطے

باغبان دیوار گلشن تک نہ آنے دے ہمین / غنچیان لگوا نہ ای ظالم خدا کیواسطے

بیطلب گر موت بھی آتی تو شادی مرگ ہون / منت عیسیٰ نہ لون ہرگز دوا کیواسطے

آئے گر وقت دعا محراب ابرو کا خیال / تیغ ہو محراب بھی دست دعا کیواسطے

ای ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے / بادشہ آئے ہین پابوس گدا کیواسطے

اوسکے لب پر سرخی پان دیکھکر کہتا ہی خضر / خون بہہ کسکا ہوگیا آب بقا کیواسطے

بعد مرنیکے بہی پیسین ہمکو طفلان جستجو / لین ہماری خاک کی گل اتہیا کیواسطے

منہ دکہا بعد اک مہینے کے تو اکثر سیہ رو / ماہ نو بہی سر جھکائے التجا کیواسطے

بلبلو عریان ہو ہم جائین اگر گلشن کو مین / دامن اپنا چاک کر دین گل قبا کیواسطے

چھوڑ دنیا کر قناعت بیٹھ کنج فقر مین / خاک مت سر پر اوڑا اہل ہما کیواسطے

جانب گلشن مجھی صیاد لیجاتا نہین / تو ہی از خود رفتگی مجہل خدا کیواسطے

ہوگیا نایاب جب عقدہ یہ نہ تب ثابت ہوا / اوس کمر کی دید ہے اہل فنا کیواسطے

خاک ہو جا پھر سیہ بختی کا ہرگز ڈر نہین / ہی جگہ آنکھون مین ای ل توتیا کیواسطے

ہون وہ مجرم کانپتا ہی خوف سے سارا بدن / ہاتھ اوٹھاتے شرم آتی ہی دعا کیواسطے

ہی ہمہ تن چشم نرگس یار تیری دید کو / گل ہمہ تن گوش ہی تیری صدا کیواسطے

رحم کر ای ضعف بس اتنا نہ تو مجکو گھلا / ٹہر یان دو چار رہنے دے ہما کیواسطے

دل نہ اپنا ہی نہ تن اپنا نہ جی اپنا ہی آہ / سب ہے بیگانے ہوئے لوگ آشنا کیواسطے

کرلو گویا کی شفاعت یا نبی پھر خدا
ای خدا تو بخش دے مجکو مصطفیٰ کے واسطے

پھر ہوئی الفت کسی گردن صراحی دار کی
راہ لی پھر ہمنے ساقی خانۂ خمار کی

پھر ہوا مجکو جنون شوق شہادت پھر ہوا
آرزو بر آئی قاتل پھر تری تلوار کی

عشق نے اک تنگی پھر گرہ تسبیح یہ ہوئی مجھے
پھر مری گردن کو اب حاجت ہوئی زنار کی

پھر کسی کے پھول سے رخسار یاد آنے لگے
سیر پھر کرنے لگا جا جا کے مین گلزار کی

لن ترانی کی صدا کانون مین پھر آنے لگی
شکل موسی پھر مجھے خواہش ہوئی دیدار کی

پھر بہار آئی ہوا پھر کشتی کا مجکو ذوق
جا کی پنجابی مین پھر ہمنے گرد دستار کی

پھر لگا ہونے پریشان حال سنبل کیطرح
پھر صبا بو لائی گلزارون مین زلف یار کی

ہوگیا سر پھر دیوانہ وش پھر وحشت ہوئی
خشمین کرنی پڑین پھر مجکو ہر خونخوار کی

جوش گریہ تا شرد پھر تخت دل لانی لگا
پھر مرے منصور کو صورت دکھائی دار کی

پھر کسی کافر کی الفت مین ہوا مین پاآون
پھر مرے رگہای تنمین شکل ہی زنار کی

کیا مجھے پھر عشق نے ہے کا کسی مشغلہ
ان انون پھر سیر خوش آنی لگی بازار کی

چال اوڑائی کیا کسی کی پھر مرے گلگون نے
پھر لگا تعریف مین لکھنے تری رفتار کی

جوش گریہ نے ہماری پھر کیا طوفان بپا
آبرو جاتی رہی پھر ابر دریا بار کی

ہاتھ لگا پھر تیر مژگان پھر لہو رنگی زخم
پھر خوش آتی ہی ہنسی مجکو لب سوفار کی

پھر تری باتون سے ای عیسی ہوئی الفت او

پھر لگا گویا صفت کرنے تری گفتار کی

حاشیے پر جو لکھی تعریف خط یار کی
خود بخود دیوان مین جا بجا بیل نکلی زنگار کی

خط مین لکھنی ہی حقیقت گرچہ دل افگار کی
چاہیے بھر قلم منقار موسیقار کی

کیجیے تعریف کیا اوس پری رخسار کی
ناز کی انداز کی رفتار کی گفتار کی

ہجر کی شب بس یہی ڈر ہی جھپک جاے نہ آنکھ
تحسین کرتا ہون کیا کیا دیدۂ بیدار کی

جا نکلتے ہین کہ شعلے شاخ گل سے عندلیب
دیکھ لیتا باغ مین جب آہ آتشبار کی

سرخی لب کے تصور نے لگا دی مین آگ
آتش یاقوت سے گرمی ہی بازار کی

مر گئے ہین ہم و لے آنکھین کھلی ہین دیکھیے
بعد مردن بھی رہی حسرت تری دیدار کی

پھر لگا تلوار قاتل خستے ہین زخم بدن
زعفرانی دیکھ کر رنگت ترے دستار کی

دیکھ لیتا مر گیا جس روز مین دل سوختہ
سرد ہو جائیگی یہ گرمی ترے بازار کی

مین ہمی آج گشتہ اوسکے خط سبز کا
زخم پر بیٹھی لگانا مرہم زنگار کی

آپ سے گذرے ہے جو گویا پوچھے کوئی یار تک
بیخبر جب ہو گئے پائی خبر تب یار کی

ترکیب بند

یہہ کیا الم ہی جو ہی چاک جیب سحر
یہہ کیا الم ہی جو خورشید تک ہی برہنہ سر

ہی چاندنی مین دلا سیل اشک کا عالم
وفور گریہ سے آب ہے سفید چشم قمر

سیاہ پوش ہوا ہی الم سے چرخ کبود
برنگ داغ دل ماہ ہی ہر اک اختر

بنا ہی چاند کا ہالہ بھی حلقۂ ماتم
ہی برج آبی گردون شکل دیدۂ تر

وفور غم سے تعجب نہین اگر ہر رخ
اب اسنے فلک کو مانگی ہلال سے خنجر

نظر مین گنبد گردون ہے گنبدِ مدفن
بنی ہی چادر مہتاب قبر کی چادر

اب ایسا گرم ہی بازارِ رنج و آفت کا
کہ مشتری ہی خریدارِ سوزِ دردِ جگر

جو دیکھو ابر کو وہ زار زار روتا ہی
نظر جو کیجیے ہی برق بہی بہت مضطر

یہہ کیا الم ہی جو اب خون فشان ہے چشم جہان
یہہ کیا الم ہے جو ہے وہ مصیبت لب

فلک زبار مصیبت خمیدہ واویلا
ملک چو صبح گریبان دریدہ واویلا

ہر ایک گلشن عالم مین سو پریشان ہی
چمن مین سنبل تر زلف سوگواران ہی

ہر ایک شاخ اوٹھاتی ہی ہاتھہ ماتم کو
ہر ایک نخل پہ بلبل بہی مرثیہ خوان ہے

کلی جو چٹکی تو آواز آئی نالون کی
چمن تمام یہہ لبریز شور و افغان ہے

اوڑا رہی ہے صبا خاک صحن گلشن مین
گلون کا چاک گریبان ہی ٹکڑے دامان ہے

چمن مین پہنی ہی سوسن بہی ماتمی پوشاک
برنگ دیدۂ تر نرگس آج گریان ہے

کسی روش پہ ہی صیاد خستہ دل گریان
اسیر دام الم اوسکا طائر جان ہے

پڑا ہی برگ خزان کیطرح کہین گلچین
برنگ سایۂ گل خاک پر وہ غلطان ہے

یہہ کہہ رہا ہے کہین باغبان بہی رو کر
ہجوم داغ غم سے سینہ مرا گلستان ہے

نہین وہ گل وہ سبزہ نہ وہ بہار چمن
نہ نغمہ سنج ہی بلبل نہ گل ہی خندان ہے

روان ز دیدۂ نرگس سرشک شبنم شد
فغان که هر شجر باغ نخل ماتم شد

یہہ آہِ صبر و خلائق سے ہی جہان معمور
عجب نہین ہی جو ہو جائے سر آتشِ طور

نظر آب آتی ہی ہر ایک چشم طوفان زا
وفورِ آتشِ غم سے ہر ایک دل ہی تنور

ہی آفتاب قیامت ہر ایک داغ جگر
ہر ایک دم ہی خلائق کا صورتِ دمِ صور

وہ کون ہی کہ جسے غم نہین مری غم کا
یہہ میرے رنج سی ہی چشمِ دلبران رنجور

مجھی ہی رنج کسی حور کی جدائی کا
قریب مرگ ہون مین اور ہی وہ مجھی سے دور

جہان آنکھون مین تاریک اس قدر ہی کہ اب
نظر مین ایک ہین لیل و نہار و ظلمت و نور

مدام رہتی ہی اب آہِ گرم شعلہ فشان
عجب نہین ہی گرین گر کباب ہو کی طیور

جو میرے حال سے ہوتی ہی وہ کبھی آگہ
تو نالے کرنے مین کرتی نہین ہی حور قصور

یہہ جو نیشِ الم نے سینہ کاوشین کی ہین
دل و جگر کو بنایا ہی خانۂ زنبور

کنون چه سان نشوم بیقرار یا الله
ز تیغ هجر دلم شد فگار یا الله

فلک نے مجھکو دیا داغ نوجوان افسوس
سہی قد و مہ ہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس

بھلا ہو خاک مری زیست جب جدا ہو جائے
انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس

ملایا خاک مین اوس شکلِ ماہ تابان کو
زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس

خیال یار جب آتا ہی رو کی کہتا ہون
رفیق و مونس و دلدار و مہربان افسوس

نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے / کروں میں کس سے یہ احوال اب بیان افسوس
چمن میں مثل صبا کس امید پر جاؤں / کرے گی کام بھی کیا سوسن بصد زبان افسوس
مری الم میں اگر روتیں یہ مری آنکھیں / دہن سرا کرے افسوس یا زبان افسوس
نہ آشنا کوئی گل ہی نکوئی بلبل یار / ہی مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس
یہ چمن میں پھیر لی نرگس نے آنکھہ اب مجھ سے / نہیں نظارے کے قابل ہیں ناتوان افسوس

بگریہ ایم اگر گل بباغ خندد
بگریہ ایم چو بلبل بباغ می خندد

بنایا آتش غم نے مجھے چراغ مزار / مزار یار پہ تجھکو جلایا آخر کار
وہ دن گئی کہ جو ہم ہمکنار رہتے تھے / مدام اب تو ہی پہلو میں درد فرقت یار
نہیں ہی ابر تو یان کسی برستی ہے / ہر اک نفس ہی مرا برق خرمن دل زار
کیے ہیں نالے تو پھر کانپ اوٹھی ہی زمین / ورے یہ گر نہ پڑا آسمان ظلم شعار
فلک پہ جائے اگر میری آہ شعلہ فشان / فرشتے کہنے لگیں الامان پکار پکار
جدھر کو جاؤن مجھے دیکھکر یہ کہتی ہی خلق / ہی آمد آمد غم اور وداع صبر و قرار
جو دیکھے ہے دل کی تڑپ گر پڑی ابھی بجلی / جو روؤن رونے سے ابھی زار زار ابر بہار
وہ دل جلا ہوں پڑے سایہ گر سمندر پر / کہی جلبا و قنا ربنا عذاب النار

چنان بسوخت دلم دود اگر ازان خیزد
ز حالمان فلک شور الامان خیزد

اگر ہی آنکھوں میں آنسو تو دل ہی غمسی بھرا — جگر میں درد ہی تو ہی زبان پہ واویلا
کبھی خیال یہ آتا ہی چلیے گلشن کو — کہ مثل گل ہو شگفتہ دل مصیبت زرا
کبھی یہہ کہتا ہوں اے یار جاؤں میں بہ حنیف — جو گل نہو تو عنا دل کو سیر باغ سے کیا
کبھی صبا سے یہہ کہتا ہوں میں پی تسکین — ریاض خلد میں جانا اگر کبھی ہو ترا
مری طرف سے بصد اشتیاق یہہ کہیو — ملائے دیکھیے کس روز تم سے ہمکو خدا
تری فراق میں کٹتی ہی شب گذرتی ہی — بجا ہی کبھی اگر مجھکو شمع بزم عزا
کبھی نہ خواب میں بھی شکل ماہ کہلائی — کسیکو بھول نجائے کبھی کوئی ایسا
جو حال رونیکا میری وہ پوچھیے جانا — تو سوی چشمہ کو ترا اشارہ کر دینا
اور اتنا کہیو کہ تم خوش ہو باغ جنت میں — یہاں تو میں ہوں اسیر ہزار رنج و بلا

من و جہنم ہجران و خاطر رنجور
تو و وصال و عشرت و سرور و حور و قصور

تری فراق میں آنکھوں سے میری خون ہے رواں — قلق ہی دل میں جگر میں ہی درد لب پہ فغاں
اکیلا رات کو میں روتا ہوں ڈھانپ کی منہ — بیان میں کس سے کروں آہ یہہ غم پنہاں
کیا جو زیر زمیں تو نی میری جان آرام — پڑا ہوں خاک پہ میں صورت تن بیجان
قرار و صبر فقط تھا تری سبب دل کو — جو تو ہی پاس نہیں پھر قرار دل کو کہاں
کبھی میں سر در و دیوار سی پٹکتا ہوں — کبھی میں کہتا ہوں اب گھر ہی خانۂ زندان
کبھی یہہ کہتا ہوں کیا ہو گیا مری اللہ — کبھی ہوں صورت آئینہ ششدر و حیران

فلک نے دیکھ میں سیر جو صد شب ہجر — طلب ہلال سے کرتا ہی بہر ڈالہ زبان
برنگ موج ہوں ایجان بیقرار دیا — جو سو آئی ہاتھہ میں لوں جو وہ گوہر غلطان
اگر میں نالہ پرورد گرسے رونے لگوں — زمین کا نپ اوٹھے ہووے گنبد گردان

فلک گر گرنہ ریزد ز اشکباری من
زمین بلرزہ در آید ز بیقراری من

اگرچہ جانتا ہوں میں کہ کیا بسر ہوا ہی — یہاں جو آیا ہی وہ ایکدن گیا ہی
رہی نہ حضرت یوسف نہ حسن پاک انکا — رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق اونکا ہی
نہ اب ہی لیلی و شیرین نہ قیس و فرہاد — نہ اب جہان میں وامق ہی اور عذرا ہی
نہ اب ہی قیصر و خاقان سلطنت نہ حشم — نہ ہیں سکندر و جمشید اور نہ دارا ہے
نہ جنکو بستر مخمل پہ نیند آتی تہی — سو اونکی واسطے اب خاک کا بچھونا ہی
نہ گل ہی کان میں اونکی نہ آنکہہ نرگس سے — نہ غنچہ سنبل تر کا کل چلیپا ہی
سر عزیز پہ تہا جنکے تاج سلطانی — ہر اک فقیر کی ٹھوکر سر اونکا کہاتا ہی
نہ دانت صورت شبنم نہ برگ گل سے ہیں لب — نہ مثل سرو ہی قد اور نہ گل سا مکھڑا ہی
یہہ سب سمجھتا ہی پر کچھہ نہیں سمجھتا ہی — تری جدائی میں بیہوش تیرا گویا ہی

ز حد گذشت بہ ہجر تو اضطراب مرا
ببین کہ این ہمہ دانیم و نیست تاب مرا

کسی طرح سی سمجھتا نہیں دل ناشاد — وہی بکا وہی زاری ہی اور وہی فریاد

وفور غم سے ہی ہر چند خود فراموشی
دلی سے یہ خلل نہین بھولی جاتی تری یاد

جنون ہوا تری فرقت مین اب مجھے مجنون
سر اپنا پھوڑتا ہی پھرتا ہی اب مثل فرہاد

ہر ایک دم تری فرقت مین ہی دم خنجر
ہر ایک مو ہی مری تن پہ نشتر فصاد

خیال مین تری آنکھون کے ای کتابی رو
مدام روتا ہون اتون کو پڑ گئے سواد

جو یاد آتی ہی گردن تری تو کہتا ہون
گلے پہ اپنے روان کیجئی خنجر فولاد

خیال قد مین تری مین لپٹکی روتا ہون
اب اس مین سرو صنوبر ہو یا کہ ہو شمشاد

جگر کو چاک کیا دل کو کر دیا ٹکڑے
کیا اس ایک تری غم نے کار صد جلاد

خدا کیواسطے اب آ مری گلے لگ جا
ستم رسیدہ و بیکس ہون مین نکر بیداد

بیا بیا کہ دگر تاب انتظارم نیست
خدا را نظرے طاقت و قرارم نیست

تری فراق مین اب اسقدر نہین ہی تاب
جگر جو برق ہی تو دل ہی پارۂ سیماب

کسی طرح کسی پہلو نہین ہی نیند آتی
تری فراق مین گویا کو اک خیال ہی خواب

دکھا دی جلد تو ای بحر حسن شکل اپنی
کہ اب تو دم مری آنکھون مین ہی مثال حباب

ہزار حیف کہ اب سب وہ ہو گیا تھا
وہ ربط اور وہ صحبت تھی مثل موج سراب

جدا اگرچہ ہمین دل کو شمع و پروانہ
اوٹھائے چہرۂ مقصود شبکو رخ سی نقاب

نسیم صبح اوسی دیوی صبح فرخندہ وصل
رہی فراق مین نالان جو رات بھر بیخواب

بہ مدت یک مین ہون کہ یکسان گذرتی ہی شب و روز
جگر کو آتش فرقت نے کر دیا ہی کباب

روان ہے آنکھوں سے دریا گئی ہے دل میں آگ
ہوا ہوں میں تری فرقت میں صرف آتش و آب
امید وصل نہیں تا بزیست یا قسمت
دکھائی دیکھیے کیا کیا یہ ہجر خانہ خراب

امید نیست دگر دفع این ملال شود
مگر بمیرم و ای جان بتو وصال شود

بلای جسم ہی جان و دردیان فرش ہی کر
ہر اک دم ورم خنجر ہر اک سا نوک نشتر
نہو گا مجھسا کوئی خستہ و پریشان حال
ستم رسیدۂ ہجران و بیکس و مضطر
اگرچہ کہنے کو گویا ہوں خلق میں مشہور
تری فراق میں پر ہوں خموش آٹھ پہر
کسی نے بات جو کی تو بس جواب دیا
کسی نے حال جو پوچھا دکھا دیا داغ جگر
الم گذرتے ہیں جو جو خدا ہی واقف ہی
ہزار داغ مصیبت ہیں اک مرے دل پر
نہیں ہے اسکا بھی کچھ غم گئی ہی تیر از ہیان
نہ اپنے جیکا ہے مجھے ہوش ہی نہ دل کی خبر
جو تو ہی پاس نہیں کیا کرونگا مال منال
فقیر ہوا ہوں یہی آتا ہی اب خیال اکثر
ترے مزار پہ جاروب کرینگے مژگان سے
چھڑکیے پاکے طلبت سے آب عین تر
ہوس نہ ملک کی ولیکن نہ مال کا ہی خیال
نہ آرزو ہے مجھے دولت کی ہی نہ خواہش زر

کنون نمانده تمنا و گر امیر شوم
سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم

سلام

سلامی پیاسا مارا اگر ہوں سے دینگی میر کو
سدا پیارا ساقی کوثر کا میٹھا حوض کوثر کو

کیا شبیر کو جب قتل غل مچا ماتم تھی تباہی
ڈوبایا خون مین دریا کے جگر کے گشت ناور کو

کہا شبیر نے ہم آپ سے پانی نہین پیتے
یہہ کیا مقدور ہی گردین اعدا آب لشکر کو

اشارے سے ہمارے بہکے آئے آپ سے دریا
کرین طوفان بپا گر حکم دین ہم آب خنجر کو

کہا صغرا نے قاصد سے اور عدو ابر سے
نہ آئے لینے کو وعدہ یہ کہہ دینا یہ اکبر کو

مگر پا بلین تو اون سے رو رو کے یہہ تو کہنا
مسیحا میری بھولی اپنی تم بیمار مضطر کو

نگہ کرتی تھی اک حسرت سے چشم تر جعفری
بہت ہی پیاس کی شدت ہوا کرتی جب اصغر کو

کہا حضرت نے پانی فوج کو میرے نہ دین ظالم
یہ پیاسے رن مین جو بیٹھے ہین آب تیغ و خنجر کو

گمان سبکو ہوا اللہ نیکو پیغمبر نکل آئے
سبھی منافق بھاگے دیکھکر میدان مین اکبر کو

جو مین قاسم نے رخصت جنگ کی شبیر سے لی
لپٹ کے رو دئے حضرت کہیہ لقصو برادر کو

کہا حضرت نے سجدے مین [illegible] کا سنا آئی شمر
زبان پر لاؤن حب مین نعرہ اللہ اکبر کو

دوستون سے کہا شبیر کا سر دیکھ یہ نیزی پہ
شہیدون کا کیا سردار حق ابن حیدر نے کو

گریبان کیون نہ پہاڑے صبح ہی کیا نام زمین
ملایا خاک مین اندہیرا ہے ماہِ منور کو

ہر اک کہتا تہا گویا پہلو مین ستا رہی
پڑی جو دیکھتا تہا لاش سرور پاس اصغر کو

سلام

سلامی مجکو محبت ہی اوس اللہ سے
ہوا جو پیاس مین سیراب آب خنجر سے

ہوا یقین یہہ صغرا کو شاہ قتل ہوے
جو ٹپکے قطرۂ خون شہپر کبوتر سے

عزیزو ٹوٹ گیا بازوے امام حسین
جو پار ہو گیا پیکان حلق اصغر سے

غم شہادت اکبر بہت ہوا شہ کو
کہ تھی زیارت احمد جمال اکبر سے

گری جو شانہ کٹا کر فرات پر عباس
کمر نہ ہو سکی سیدھی ابن حیدر سے

کہا یہ شمر سے عباس نے قریب مرنے
جدا ہوئیں ہیں برادر کہیں برادر سے

حرم نے رو کے کہا ہو گئے شہید امام
صدای گریہ زہرا جو آئے باہر سے

سمجھ کے پانی بلکتا تھا اصغر بے شیر
جو اشک بہتے تھے بانو کے دیدۂ تر سے

غضب ہے جبکا پدر ہووے ساقی کوثر
کنارِ نہر وہ اک بوند پانی کو ترسے

چلے یہ کہکے سکینہ سے نہر کو عباس
نہ پانی ملیگا تو لاؤنگا آب کوثر سے

کہا امام نے صابر ہوں رنج شدت پر
جو چاہوں قلعے اوکھاڑوں ہزار خیبر سے

امام کہتے تھے ہونگا میں اس دن میں شہید
سنی ہے میں نے خبر بابا پیمبر سے

ہوا شہید جو فرزند مصحف ناطق
صدا تلاوت قرآن کی آتی تھی سر سے

پیادہ لیگئے تا شام اوسکو کرکے اسیر
محال اوٹھنا تھا جس ناتوانکا بستر سے

یقین یہ ہے کہ تری مغفرت ہوای گویا
کمال تجھکو محبت ہی ابن حیدر سے

سلام

تشنہ کہتے تھے مجرائی یہاں تک بھی ہیں آج
گر سر جدا ہے تیغ سے پر معراج امامت ہے

لگے ہے سر سر در ہر نیزے شہیدوں کے
کیا خوب امامت ہی کیا خوب جماعت ہے

وابستہ سلاسل سے دیکھا تو کہا شہ نے
زنجیر کو عابد کے اب ہاتھوں بیعت ہے

زینب نے کہا بہی مرے [illegible] سے جائین
پر یہ نکہے کوئی شبیر کی رخصت ہے

اکبر نے کہا وہ روز وعدہ کر آیا تہا
صغرا کے نہ لانے کی کیا مجکو ندامت ہے

تنہا تہی کہڑے سرور آ سکتے نہ تہی صدا
ہیبت یہہ شہ دین کی اللہ کی ہیبت ہے

نوشہ جو بنا تہا قاسم ماں کہتی تہی قاسم کی
چہرے کو ذرا دیکہو اللہ کی قدرت ہے

کہتی تہی قضا او سدم اک آن کا مہمان ہے
اب پہنے کفن قاسم داماد کیا خلعت ہے

کٹوائینگے سر اپنا سجدے مین کہا شہ نے
تلوار کا خم ہمکو محراب عبادت ہے

دائم رہے باحشمت یہہ شاہ زمن اپنا
شبیر سے ای گویا اپنی یہی حاجت ہے

سلام

روز قتل شاہ دین ہی سب جہان غمناک ہی
محرمی صبح شہادت تک گریبان چاک ہی

یہ جہان تنہا نہیں ہوتا غم شبیر مین
حاملان عرش تک بہی ماتمی پوشاک ہی

جب سنا عباس آتے ہین تو لشکر ہٹ گیا
کسقدر فرزند حیدر کی عزیز و دہاک ہی

تیز دستی دیکہکر کہتے تہے اونکے سب عدو
یہہ جوان ہاشمی واللہ کیا چالاک ہی

بین کر کے شاہ سے کہتے تہے بانو بجلی
مر گیا اصغر تو لطف زندگانی خاک ہی

کیا غضب ہی جو پلا تہا فاطمہ کی گود مین
خاک پر افتادہ وہ مثل خس و خاشاک ہی

دیکہکر اصغر کو تشنہ کہتے تہے دیکہو ظالمو
پیاس سی مرتا ہی وہ جو معصیت سے پاک ہی

شمر خنجر کہینچکے سبط رسول اللہ
کچہہ خدا کا بہی نہین ہے خوف کیا بیباک ہی

سر چہڑہا نیزے پہ شاہ دین کا ای فلک
کیا یہی معراج سبط صاحب لولاک ہی

شاہ کہتے تھے نہین مجھپر ستم کرنا روا
جانتے ہو کون ہون ... مین کچھ تمہین ادراک ہی
کسکا مین بیٹا ہون کسکا ہون نواسا بولو
ماں مری زہرا ہی نانا صاحب لولاک ہی

چاہیے محشور ہو یہ شور عالم کے ساتھ
چشم گویا غم مین شہ کے رات دن نمناک ہی

سلامی دیکھ تو ہی رنگ آسمان کیسا
غم حسین مین روتا ہی سب جہان کیسا
حسین کہتے تھے سب رو کے کیون خداوندا
لگا ہی تیر یہہ صغر کے ناگہان کیسا
پڑی تھی لاش جو اکبر کی بانو کہتی تھی
کیا ہی قتل عدو نے یہ نوجوان کیسا
خدا سے شرم نکی ظالمون نے واویلا
نبی کا کر دیا برباد دودمان کیسا
امام کہتے تھے اعدا سے دیکھو بن پانی
بلک رہا ہی مرا طفل بے زبان کیسا
یہہ شاہ کہتے تھے بانو سے دیکھ مقتل کو
چلا ہی مر کے اکبر یہہ شادمان کیسا
سنان پہ دیکھکے سر شہ کا لوگ کہتے تھے
یہی رخ کا ہی یہہ فوج مین نشان کیسا
جو لاسے خیمے مین اصغر کو شہ تو بولی حرم
لہو ہی حلق سے یا شاہ دین رواں کیسا
تباہ ہو گئے ہو سر کھلے پریشان حال
چلا ہی شام کو زہرا کا کاروان کیسا
جو نونہال تھا اصغر نہ اوسکو بھی چھوڑا
قلم ہوا ہی یہہ صبر کا بوستان کیسا
موی پہ مادر قاسم یہہ بین کرتی تھی
مری بنی کو بنایا ہی خونفشان کیسا
شقی یہہ کہتے تھے بیدل ہی پیچھے لگے ہم
علی کا پوتا ہی بیمار و ناتوان کیسا
ستم ہوا ہی کہ باد خزان اعدا سے
خدا کے شیر کا اوجڑا ہے گلستان کیسا

کریم بخشش دی تری [illegible] کے سب گناہونکو
تری حسین کا گویا ہی نوحہ خوان کیسا

سلام

لازم ہی مجرئی کو اطاعت حسین کی
مغفور ہو چلے ہو گی جماعت حسین کی

مشکین مہا کی ریت پہ ہنستے تھے اہل شام
تغییر تھی جو پیاس ہی حالت حسین کی

روتے تھے زار زار پیمبر بہشت مین
کرتے تھے جب کہ یاد مصیبت حسین کی

سجدہ مین سر جھکا دیا محراب تیغ مین
زخمون سے طاق جب ہوئی طاقت حسین کی

بیعت طلب حسین سے کی ظالمونے ہی
واجب تھا کہ کرتی وہ بیعت حسین کی

تھے تھے سر شہیدونکے آگے سر امام
دیکھو فنا کے بعد امامت حسین کی

خنجر چلا کیا نہ اوٹھے سجدہ گہ سے جبین
افزون ہی سب جہان سے عبادت حسین کی

جو جو ستم لعین کرین صبر کیجیو
اہل حرم کو تھی یہ وصیت حسین کی

گہوارہ اکثر آکے ہلاتا تھا جبرئیل
سمجھو تو کسقدر ہی فضیلت حسین کی

آتی تھی یا تو اوسکے لیے حلہ بہشت
یا سر برہنہ پھرتی ہی عترت حسین کی

خنجر بکف جو آیا شقی سر جھکا دیا
کس مرتبہ ہی واہ مروت حسین کی

کیا رتبہ ہی کہ چھوڑ کے ابن خلیل کو
مقبول کی خدا نے شہادت حسین کی

ما بنت مصطفے ہی تو ہی باپ مرتضے
عالم سے ہے زیادہ شرافت حسین کی

سر نیزہ پہ شہ کا سورہ یوسف پڑھا کیا
ناغہ کبھی ہوئی نہ تلاوت حسین کی

افسوس خلق ریتہ پہ بے غسل و کفن
چالیس دن پڑی رہی میت حسین کی

ہر چند دھوپ موسم گرما کی تھی مگر
شاداب [illegible] حسین کی

گویا کو یہہ کہین کہ ہمارا ہے یہہ محب
ہو روز حشر اتنی عنایت حسین کی

جسوقت سر شاہ شہیدان نظر آیا
یہہ روئے حرم مجرئی طوفان نظر آیا

دل ٹکڑے ہوا یاد جبھی آگئے عابد
جسوقت کوئی چاک گریبان نظر آیا

مہندی کی عوض ہاتھون مین لہو کے لگے زخم
آلودۂ خون پنجۂ مرجان نظر آیا

روتے تھے سبھی دیکھ کے لاشہ شہ دین کا
جز زخم بدن کوئی نہ خندان نظر آیا

عابد کے نظر آئے جسے پانون کے چھالے
ہر دیدۂ گریان گہر افشان نظر آیا

دیکھون نہ کہین خون مین بھرے گیسوئے اکبر
شہ بولے مجھے خواب پریشان نظر آیا

سجاد کا یہہ حال ہوا باپ کی غم مین
دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا

شہ کے رفقا کہتے تھے جلد یسی بن کا [illegible]
جسوقت [illegible] وہ نہین روضۂ رضوان نظر آیا

عابد نے جو دیکھا تو نہین کوئی بھی غمخوار
ہان پانوؤن مین اک خار مغیلان نظر آیا

نیزون مین گہرا دیکھے اکبر کو شہ دین
فرمانے لگے شیر نیستان نظر آیا

شہ کہتے تھے یعقوب سے یوسف تو ملا تھا
لیکن نہ ہمارا مہ تابان نظر آیا

اکبر نے شب عقد جو قاسم پہ نظر کی
آئینے کے مانند وہ حیران نظر آیا

جو زخم تھا سو گل کی روش آ تھا خندان
سر [illegible] تن پاک گلستان نظر آیا

زندان مین گئی ہای جو وہ زینت جنت
بہتر کہین جنت سی وہ زندان نظر آیا

اگر کرتا ہوں بیان شاہ کا رونا ہوں میں فی ریہ
گویا مرثیے بخشش کا یہ سامان نظر آیا

مجرئی باندھے ہے شفق ہاتھ وہ زنجیر میں ہاتہ
ید بیضا سی فزون جو کہ ہو تنویر میں ہاتہ

سینۂ شاہ شہیدان تہا سنانکا مشتاق
خواہش تیغ میں سر تہا طلب تیر میں ہاتہ

خون ناحق کا وہ شبیر کے ہوگا شاہد
آنگا روز جزا ستمگر کا تقریر میں ہاتہ

ہوگئے زینب مظلوم کے بیٹے جو شہید
رونے شہ ڈال کے پہر گردن شبیر میں ہاتہ

ہار اولعبد ید اللہ کو جس شخص نے تیر
کام سے جاتا رہا اوسکا بس اک تیر میں ہاتہ

شہ کو تلوارین لگاتے تہے شقی دیکھ کے جب
تہی زبان فکر میں مشغول تو تدبیر میں ہاتہ

کیا کہون اہل حرم روئے جو وقت رخصت
شہ نے بانو کا دیا جب کف ہمشیر میں ہاتہ

ایک سجاد کا تہا ہاتہ نبد بطرہ تہی سے
ایک تہا ہاتہ کی کف ظالم نے بیر میں ہاتہ

محو تہے ذکر خدا میں شہ دین وقت نبرد
وہین زخم سے مشغول تہے تکبیر میں ہاتہ

کہا سجاد نے کیا ضعف ہے اللہ اللہ
نہ اوٹہے وقت نماز اوسکے جو تکبیر میں ہاتہ

مرنے کی آگئے جو بیعت تو کیا سر کو نثار
اشقیا ہوئے عجب شہ کا ہی تسخیر میں ہاتہ

قدم شاہ پہ گر گر کے عدو کہتے تہے
نظر آیا جو اونہیں قبضۂ شمشیر میں ہاتہ

تجہ سے ابن اسد اللہ ہی لڑنا مشکل
سہل ہے وہ دین اگر ہم وہ بن تیر میں ہاتہ

زخم سے مر گئی ہتیلی کا ید بیضا تہا
غیرت شمع تجلی تہا وہ تنویر میں ہاتہ

اوٹہہ نہ سکتا تہا جو ہتکڑی ہونیکا سجاد کو حیف
ہای کہہ لیتے تہے وہ طوق کا زنجیر میں ہاتہ

ہاتھ آیا کرے خاک درِ شہ کا مضمون
رہیں ہو وہ الٰہی [illegible] تحریر میں ہاتھ

بولی عباس نے مرنے پہ بھی دامن چھوٹا
دیکھ کر اپنے [illegible] شبیر میں ہاتھ

ایک سے ہی ہاتھ میں درد ہوتا ہے اک دشمن دین
شہ کے ہوتے نہ اگر پنجۂ تقدیر میں ہاتھ

آیا گل لینے میں سر کشتا جو شبیر کا یاد
شب بھی بیخود ہوا میں آگیا گلگیر میں ہاتھ

کہا عابد نے نہ باندھو انہیں زنجیر و رسنے
درد تو آجائیگی اک حلقۂ زنجیر میں ہاتھ

بیر سے آقا کو نہو رنج کوئی ای گویا
رہے سینے پہ مگر ماتم شبیر میں ہاتھ

مجرئی لڑنے کو جب اکبر سے چلے
بولے سرور قتل ہمکو کر چلے

تشنگی بیٹی کے سنکے خلد سے
جام لیکر ساقی کوثر چلے

روکے اکبر نے کہا ہنگام قتل
خشک لب تھے ہم بچشم تر چلے

کیا کہوں میں وادی پر خار میں
کس طرح سے عابد مضطر چلے

پای گلگون جسکے نازک گل سے تھین
پھر بھلا کانٹوں پہ وہ کیونکر چلے

راہ میں کہتے تھے رو رو کر حرم
آئے تھے کسطرح کیونکر گھر چلے

بولے اعدا تیروں کا برسا کر مینہ
مشک سقای حرم جب بھر چلے

کٹ گئے عباس کے جب دونوں ہاتھ
دانت سے مشکیزہ کو لے کر چلے

آتے رو رو کے جب پیمبر خلد سے
پیشوائی کو شہ بے سر چلے

برق [illegible] دیکھا جو اکبر کو طپان
شاہ گریان مثل ابر تر چلے

کس طرح کفنائیں گے بوسے حرم
سوی مقتل ہم تو بے چادر چلے

جب ہوے رخصت مزار شاہ سے
بولے عابد جیتے جی ہم مر چلے

دفن اصغر کو کیا اکبر کو بھی
ہای ان ہاتھوں سی کیا کیا کر چلے

روتی تھی بانو یہی کر کر کے بین
گھٹنیوں بھی تم نہ ای اصغر چلے

ہو جہاں تابع سلیمان جاہ کا
چرخ پر بھی حکمت اختر چلے

دوست میر شاہ کے گویا ہوں شاد
تیر اور تلوار دشمن پر چلے

سلام

چرخ پر ماہ محرم جب نمایاں ہو گیا
ای سلامی ہر ستارہ چشم گریاں ہو گیا

باغ جنت کو چلیں گے یہ خوشی تھی شاہ کو
زخم جو تن پر لگا تھا روی خنداں ہو گیا

گرد صحرا کے پڑے جب چہرۂ شبیر پر
مثل مہ ابر غباری مین وہ پنہاں ہو گیا

کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجاد کو
غم یہی تھا خانۂ زنجیر ویراں ہو گیا

اس قدر عباس نے کھائے تھے زخم تیغ و تیر
دم مین وہ گل سا بدن رشک گلستاں ہو گیا

زینب و کلثوم نے سر سے ردائیں پھینک دیں
چاک جب صبح شہادت کا گریباں ہو گیا

حضرت مسلم نے کوفے سے یہ خط مین لکھا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمن جاں ہو گیا

یک قلم کٹ کٹ گرے جب نونہال حسین
عاقبت باغ امامت صاف میداں ہو گیا

ہل گئے ارض و سما اور عرش تھرانے لگا
خاک و خوں مین جب کہ شہ غلطاں ہو گیا

تیر اک ظالم نے مارا جو سر پر نور پر
خون سی تر عمامۂ شاہ شہیداں ہو گیا

آرزو گویا کی ہی فضل علی سے یہ سنو — بلو شاہ ہند میرا شاہ ایران ہو گیا

بند ۱

دیتے تھے اہل بیت پیمبر کیواسطے — سنتے تھے مجرئی نہ لعین زر کیواسطے
کہتے تھے شبر تک نہین اصغر کیواسطے — پانی پلاؤ ساقی کوثر کے واسطے

بند ۲

جب تیر کھا کے اصغر نے شیر مر گیا — گودی کو خالی دیکھہ کے بانو نے یہ کہا
یا شاہ دین بتاؤ مرا لال کیا ہوا — اصغر کو لاؤ خالق اکبر کے واسطے

بند ۳

کہتی تھی بانو بیٹے سے لڑنیکو تو نہ جا — اور جائیگا تو پھر نہ مجھے جیتا پائیگا
ماں ہوں میں تیری مانلے اتنا مرا کہا — اکبر تجھے میں دیتی ہوں سرور کیواسطے

بند ۴

سمجھا نہ تھا شقی کہ سکینہ ہی بی پدر — کانٹے پڑے ہیں پیاس سے ساقی باقی
مطلق رہا نہ دل میں ید اللہ کا خطر — دوڑا یا ہاتھ اوسنے جو گوہر کیواسطے

بند ۵

تھے بہر اہل بیت محمد بنائے خلد — زندان ہوا نصیب او نہیں جنکی ان بجا خلد
آئے تھے جنکے واسطے یاں چھوڑ کے خلد — محتاج پانی ہو گئے چادر کے واسطے

بند ۶

زینب یہ کہتی تھی کہ مرا کاٹ ڈالی سر
اسی شمر میرے بھائی کی چھاتی سے اوتر
آخر کو کاٹ ڈالا سر شاہ بحر و بر
دیتے رہتے خدا و پیمبر کے واسطے

بند ۷

صغرا کو ناگوار جو تھی فرقت پدر
کہتی تھی خط کو بال کبوتر سے باندہ کر
لاے الٰہی جلد مرے باپ کی خبر
شہپر سے بندھے یہ نامہ کبوتر کیواسطے

بند ۸

سب کٹ گئے تو لٹ گیا خیمہ امام کا
پھر جبکہ سر سے لگے چھیننے ردا
رو رو کے ظالموں سے سکینہ نے تب کہا
چادر تو چھوڑ دو مری مادر کیواسطے

بند ۹

جب سر حسین ابن علی کا کرین جدا
کیونکر برا ہو نہ بھلا فوج شام کا
یہ کس حدیث کون سی آیت مین ہی روا
آل نبی کو قتل کرین زر کیواسطے

بند ۱۰

زینب پکاری قتل کیا سبکو ظالمو
اتنا تو رحم حال پہ ہو ونکے تم کرو
سر پر بیمار ایک تو سر پر کو رہنے دو
دیتی ہون تمکو روح پیمبر کے واسطے

بند ۱۱

تمنے تو شامیو نہ کیا پاس مصطفےٰ
ہو سکے دین مین کون تمہارا ہی رہنما
یہ کیا جفا و جور ہی ای قوم بیحیا
سبط نبی کی عترت اطہر کیواسطے

بند ۱۲

آیا جو غیظ میں لب سرِ شاہ ذوالفقار
ہیں ہیں کانپ کانپ کے بولے وہ بد شعار
حضرت کے ہاتھ میں ہی وہی تیغ آبدار
او ترے تھے آسمان سے جو حیدر کیواسطے

بند ۱۳

عباس نے جو دوش پہ شہ کا علم لیا
او سوقت آئی عالم بالا سے یہ ندا
دیندار ایسا ہوئے علمدار مہ لقا
سبط رسول پاک کی لشکر کیواسطے

بند ۱۴

مقتل میں آگئی جو خلد سے جسدم بتول پاک
رو رو کے قبر شاہ پہ ہونے لگی ہلاک
کہنے لگی کہ لال تری قتلگہ کی خاک
سرمہ ہی آج دیدۂ مادر کے واسطے

بند ۱۵

صغرا کو چھوڑ کر جو چلے کربلا کو شاہ
اہل حرم کا حال تھا کس مرتبہ تباہ
دختر بلکتی رہ گئی مادر کے خاطر آہ
مادر تڑپتی جاتی تھی دختر کیواسطے

بند ۱۶

جاتے تھے پا برہنہ جو سجاد دل فگار
کانٹے لگے تھے پای مبارک میں بیشمار
دیکھا جو بانو نے تو کہا ہای کردگار
تھے خار کیا یہ میرے گل تر کیواسطے

بند ۱۷

سر شاہ کا چڑھا کے جو نیزے پہ لے چلے
عابد یہ رو کے کہتے تھے فوج یزید سے

یہہ سروہ تہا کہ فاطمہ کی گود مین رہے	لب تہا ستان، تیر ستمگر کیواسطے

بند ۱۸

کہتے تہے خاک پر دیکھکے سب انکے دوستانا	کہتا تہا کون تمنے رکہا ہی کہان چہپا
روکر حرم یہہ کہتے تہے ای قوم بیحیا	عزت ہماری لیتے ہو زیور کیواسطے

بند ۱۹

نور نظر جو ہوئے پیمبر کا ای فلک	دلبند جو فاطمہ اطہر کا ای فلک
بیٹا جو ہووے ساقی کوثر کا ای فلک	ترسے وہ ایک پانیکی ساغر کیواسطے

بند ۲۰

وہ سینہ جسکو چہاتی سے اپنی علی لگائے	وہ سر کہ رکہکے زانو پہ زہرا جسے سولائے
اور وہ گلا نبی نے لیے جسکے بوسے ہای	کب تہا وہ تیر و نیزہ و خنجر کیواسطے

بند ۲۱

گویا فقیر ہے ترے نانا کے نام کا	یا شاہ دین ہی بس یہی مطلب غلام کا
روضہ ہی جس زمین مین خیر الانام کا	تہوڑی سے جا ملی مجہے بستر کیواسطے

سلام

رتبہ نہ کیون بلند ہو میرے سلام کا	مجرائی ہون حسین علیہ السلام کا
ہاتف نے کی ندا کہ سخی کا ہی سر بلند	نیزے کی نوک پہ جو چڑہا سر امام کا
شبیر چاہتا تو ابلتا زمین سی آب	محتاج تہا وہ آپ سے پانی کی جام کا

شہ غریب میں جو آئی تو ہاتف کی ندا　　رکھیے نشان امت خیر الانام کا
کرتا نہیں غزال حرم کو بھی کوئی صید　　کاٹا لعین نے سر شہ بیت الحرام کا
کم تھا نہ کربلا میں تجلی طور سے　　جلنا حسین ابن علی کے خیام کا
جب آفتاب صبح قیامت کے ہوں عدو　　ہو کیوں نہ منہ سیاہ بھلا فوج شام کا
کوفے سے خط جو آئے حرم میں تو بولے شاہ　　مضمون میں ہی طور اجل کی پیام کا
رو رو کے کہہ رہے تھے یہ ہم حاملان عرش　　بلوا ہی خاصگان خدا پر عوام کا
کرتے تھے شہ سے ماہ بنی ہاشم التجا　　اب تشنگی میں نام ہو روشن غلام کا
قاسم ہوئے شہید تو کہنے لگے امام　　گلگوں ہوا ہے سبزہ حسن سبز فام کا
خون روئے فلک سے رواں کتنے دن رہا　　غم اس قدر رہی بادشہ تشنہ کام کا
کرتے نہ کیوں امام کو مردود بے نشان　　منظور تھا مٹانا پیمبر کے نام کا
سارا جہان بانو کو تاریک ہو گیا　　کاٹا گلا جو اکبر ماہ تمام کا
دلوا دو اس سلام کا یا شاہ دین صلہ　　گویا امیدوار ہی طالب سلام کا

مخمس

بغیر خواب عدم شاہ نے نہ خواب کیا　　سوای آب دم تیغ ترک آب کیا
گلا کٹا دیا ہر گز نہ اضطراب کیا　　سلام اور سپہ حسینی حق نی کامیاب کیا
جہان میں شاہ شہیداں عطا خطاب کیا
خبر تھی عازم ملک بقا ہی ابن علی　　فلک تہ دھوم تھی سرور کے آمد آمد کی

جمال پاک کی مشتاق تھی تمام سبے　　گرا زمین پہ جبدم وہ خلد کا سفری

ملک پکارے کہ سرور نے باتراب کیا

غضب ہی رنج دیئے عترت مطہر کو　　جو مُحَلّے خلد کے بھیجے وہ کھولے تھے سر کو
حیا یہہ کرتے شفق ڈھانپتے نہ چادر کو　　وہ کس طرح سے کہاں گی مُنہ پیمبر کو

جنہون نے حضرت زینب کو بے نقاب کیا

رکے تھے سجدے میں جب شاہ زخم تھے تن پر　　وہاں پہ شکستہ تھے جو آہ زخم تھی تن پر
یہہ سچ ہے لگے تھے واللہ زخم تھے تن پر　　ہزار و نہصد و پنجاہ زخم تھے تن پر

بہن نے بھائی کے زخمون کا جو حساب کیا

کھڑے تھے شاہ شہان کربلا کی صحرا مین　　بنی تھی کعبے کی نشان کربلا کی صحرا مین
بہن ہے خون تمازان کربلا کی صحرا مین　　حنا و وسمہ کہان کربلا کی صحرا مین

لہو سے ریش کو شبیر نے خضاب کیا

کیا امین نے جدا سر جو سرور دین کا　　ہر ایک بولا شقی تو نے خوب کام کیا
کہا یہ شمر نے دیکھو تو آن بان ذرا　　حسین امام نے مرنا کیا قبول اپنا

مگر یزید کی بیعت سے اجتناب کیا

جہان ہی ماتم مشکل مصطفےٰ مین غمین　　ہی مردمک تعزیہ پوش خیمہ گوشہ نشین
یہہ حزن وہ ہی کہ موقوف کچھ ہمین تو نہین　　خزیز و خون مین اکبر کی جب حسین غمگین

تو ان کے سوگ مین انھون نے پیچ و تاب کیا

کبھی یہہ کہتے تھے شہ مر گئے علی اکبر
جھکا ہی جاتا تھا سوز الم سے بسکہ جگر
کبھی پکارتے تھے ای شبیہ پیغمبر
حسین کہتے تھے اکبر کی لاش پر جاکر
تمہارے داغ نے بابا کا دل کباب کیا ...

جب آیا لاشہ اصغر حرم کرتے تھے سارے
کہا یہ شاہ سے حسرت سے کرکے نظارے
یہہ ماں رو کے لگی کہنے سو گئے پیارے
نہ نیند آتی تھی اصغر کو پیاس کے مارے
گلے پہ تیر جو آکر لگا تو خواب کیا

یہہ غم سے پیٹے کہ بس نیلا کردیا منہ کو
مگر نہ نالہ کیا شرم سے سیا منہ کو
پھر یہ روئے کہ گلرنگ سب کیا منہ کو
بنی کی لاش جو آئی چھپا لیا منہ کو
دلہن نے حضرت قاسم کا کیا حجاب کیا

نہ لب پہ آیا گلہ اوس امام زادے کے
بندھے ہوئے تھے ہاتھ ہی کیا اوس امام زادے کے
چھدے تھے خار سے پا اوس امام زادے کے
گلے میں طوق بھی تھا اوس امام زادے کے
خدا نے جسکے تئیں مالک الرقاب کیا

ہر ایک گام پہ گر پڑتے تھے امام ہدا
زمین اولٹ نہ گئی آسمان گر نہ پڑا
یہہ فرط ضعف تھا ہرگز چلا نہ جاتا تھا
سوار گھوڑے تھے اعدا پیادہ شہ ہدا
عجب طرح کا زمانے نے انقلاب کیا

وہ دیکھتا جو کبھی جام شہ کا نور العین
نہ پانی پیتا یہہ کہکے تو شیون و شین
تو یاد آتے لب خشک سید الکونین
عزیز و یاد ہی کچھ تمکو تشنگی حسین

امام نے شب ہشتم سے ترک آب کیا

اگر عدوی جگر بند مصطفےٰ تھا شمر | عدوی فاطمہ و دو سبط مرتضیٰ تھا شمر
تو کلمہ گو یہہ صد افسوس کیون بنا تھا شمر | ہزار حیف مسلمان کیون ہوا تھا شمر

لعین نے نام بہی اسلام کا خراب کیا

نگار ناوک غم دل جو ہو تڑپتا ہے | ہزار تیغون سے گھائل جو ہو تڑپتا ہی
شہید خنجر قاتل جو ہو تڑپتا ہی | یہہ قاعدہ ہی کہ بسمل جو ہو تڑپتا ہی

مگر حسین نے مطلق نہ اضطراب کیا

علی کی روح و روان فاطمہ کی دلبند | زمان رنج مین تھا ہر ماہ سی دو چند
سو منتخب ہوئے اس طرح وہ سعادتمند | جو تندرست تھی انکو کیا اجل نی پسند

جو ناتوان تھے اسیری نے انتخاب کیا

جو ہین جناب نبی شہر علم خالق کے | تو ہی علی ولی کو مناسبت در سے
یہہ وہ حدیث ہے گویا اسی بدل [illegible] | فصیح خالق عالم نی علم کا اپنے

نبی کو شہر کیا اور علی کو باب کیا

دیوان با تمام رسید

تاریخ دیوان من تصنیف شیخ امام بخش ناسخ

خان عالی نسب و پاک نژاد | صاحب سیف و سنان دودہ داد
تیغش آن برق کہ خونبار است | دستش آن ابر کہ زرافشان است

ذات او عقل مجسم آمد ‌‌— رای او صائب و محکم آمد
نور قلبش ز علوم نافع — مهر جرأت ز جبینش ساطع
باطنش زهد و تقشف ظاهر — دامنش از گل دنیا طاهر
دست همت ز زر آلود از آن — که بجستن زر نبود جود عیان
ورنه او کی سر دنیا دارد — روی دل جانب عقبی دارد
دست او وقف جهاد اصغر — دل او محو جهاد اکبر
سرور لشکر اهل اسلام — روح در پیکر اهل اسلام
چشم او هست حیا آلوده — دل او هست وفا آموده
وعده‌اش صادق و عهدش واثق — زین حشم هست زیاده لائق
دخل اغراق بتقریرم نیست — کز قلم شبهه بتحریرم نیست
گر پیاده بدرش رو بنهد — اسپ با ساز و یراقش بدهد
سائل اسپ چو گردید دوچار — گرزپی اسحال ورا فیل سوار
عدل او شرع پیمبر باشد — خویش و بیگانه برابر باشد
سیم و زر بخشد و منت ننهد — مزد بی رنج و مشقت بدهد
صد و سی سال سلامت باشد — هردم افزونی دولت باشد
نظم او وزن فصاحت دارد — نثر او سجع بلاغت دارد

نی چشکه عشق زد [illegible] تاریخ او	نور صد حسن بحر مطلع او
نسخهٔ عشق [illegible] ش	داستان دل او دستانش
دفتر شعر [illegible] خرسود	گلشن نظم مرطب فرمود
سال اتمام و سن ترتیبش	گفت دل هست کتاب دلکش

ایضاً

تاریخ دیوان من تصنیف خواجهٔ وزیر

زهی منبع جود خان بهادر	که هست او بحر شرفلی بهادر
کف همتش غیرت ابر نیسان	کز آن آب می بارد او گوهر افشان
چو مریخ خونریز باشد بهیجا	چو خورشید تابان بود عالم آرا
خجل شد از نثر و شعری ز شعرش	خطش هالهٔ رخ اوست جوشن
عدو غرق خون ز آب شمشیر [illegible]	حسودان نشانه پی تیر اوید
ز پیلان او هست یک پیل گردون	سبق برد رخشش ز شبدیز گلگون
بایثار گنجینه‌ها [illegible] هداو	باصرار پشمینه‌ها میدهد او
نه مغموم شد هیچکس از در او	نه محروم شد هیچکس از زر او
رفیق جناب وزیر معظم	شفیق محمد امیر مکرم
صد و بست سالش بود زندگانی	باقبال و با جاه و با کامرانی
نصیبش بود صحت و عافیت هم	قرینش بود عشرت و میمنت هم

بود لطف نظمش به از آب گوهر
ز بار [illegible] ست لاریب از آب گوهر

محیط جهانست فکر رسایش
گر [illegible] بهر زبان شعر [illegible]

کلام فصیحش بلاغت نظام ست
بدیع و بیانش را از و انتظام ست

ز مضمون چشمان بیمار جانان
شده دفترش غیرت نرگستانها

چو فکری در اشعار رنگین نموده
ز بس تیر گلعذاران فزوده

به از ابروی حور هر بیت دیوان
نقط غیرت خال رخسار غلمان

به از نشر طائر طیور مضامین
ز دیوان بلندست معنی رنگین

ز هر مصرعش مصرع سرو شد لیست
ز رنگینیش جیب گل چاک گشتست

دو [illegible] خم و کلک او باده نوشست
مضامین او در چو هستی بجوشست

چو مائل بترتیب تالیف آن شد
بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

نه تالیف و ترتیب دیوان نموده
[illegible] گلبندی لله بستان نموده

بگفتند سالش ز سه تا به ماهی
[illegible] ترتیب دیوان همایون الهی

سنه ۱۲۴۱ هجری

تاریخ

از نظر دیوان گویا چون گذشت
یافتم [illegible] همه جان سخن

هر زمین شعر بر گردون رساند
الله الله شوکت [illegible] سخن

از محبان شه مردان چو هست
چون نه باشد مرد میدان سخن

ناظم ملک معانی طبع او
هست فکرش زیب دیوان سخن

دیوان کلام خویش [illegible] داد
شد فراہم جملہ سامانِ سخن

چون پے تاریخ گشتم مضطرب
گفت ہاتف وہ چہ بستانِ سخن

پیش منکر بلند گویا
سنہ ۱۲۸۲ ہجری
تا عرش نکیہ حجاب دیکھا

دیوان دیکھا تو مضطرب نے
جون سحر اثر کتاب دیکھا

جسدم پڑہی شعر عاشقانہ
بس مں اسکو پر اضطراب دیکھا

اللہ ری رتبہ فصاحت
بیحد اور بیحساب دیکھا

جون سلک گہر ہے حسن بندش
قدر معنی خوش آب دیکھا

رنگین اشعار سے ہر اک صفحہ
ارژنگ کا تہا جواب دیکھا

ہر ایک غزل کا مطلع
جون مطلع آفتاب دیکھا

ہر بیت مثال بیت ابرو
ہر مصرع لاجواب دیکھا

حسن رخ شاہد معانی
نے پردہ و نے نقاب دیکھا

گلزار خیال نے خزان ہے
بہر دل شیخ و شاب دیکھا

جسوقت کہ مینے سال ترتیب
دلمین کرکے حساب دیکھا

بیساختہ تب کہے یہہ تاریخ
دیوان یہہ سرے انتخاب دیکھا

تاریخ

لاریب یہہ دیوان ہے بستان فصاحت — ہر حرف ہے سرو و گل و ریحان فصاحت
جو بیت ہے اس میں وہ ہی اک موج گہر خیز — کیون کہیے نہ ہر بحر کو عمان فصاحت
دریاے سخاوت ہے اگر خان بہادر — کلک اوسکی ہی دُر ریزی میں باران فصاحت
ہر حرف ہے مہ صفحہ ہی ہر صفحہ فلک ہے — ہر نقطہ ہی اک اختر تابان فصاحت
ہر لفظ مین ہی جلوہ نما شاہد معنی — ہر بیت کو کہیے کہ ہی ایوان فصاحت
کیون زنخ جاوید ہنون معنی و مضمون — مواج ہی کیا چشمہ حیوان فصاحت
واللہ کہ ہی ضیغم میدان معانی — تنہا نہین یہہ شیر نیستان فصاحت
دریائی بلاغت ہے اگر فکر معلی — یہہ طبع مقدس ہی کہ ہی کان فصاحت
جولان کری ہر آن نہ کیونکر فرس فکر — اتنہ آئے جو یون وسعت میدان فصاحت
مسموع ہو دعوی نہین جو جو [illegible] — گویا کی یہہ گویائی ہی زبان فصاحت
ترتیب کی تاریخ جو ناسخ نے طلب کی — [illegible] دیوان ہی گلستان فصاحت

تاریخ

ہر اک بحر دیوان گویا ہی در خیز — نہ یون [illegible] سونی
یہہ تاریخ ترتیب دیوان ہی ناسخ — پروئے ہیں [illegible] گویائی [illegible]

تاریخہای ترتیب دیوان نواب محمد خان گویا از مرزا فرخ

شعر شعیر محمد خان کے [illegible] ہین زنگ نقص سے پاک

جیسے [illegible] ہین شاعرون کی صاف آئینہ حیرانی زا

بسکہ ہر ایک زمین غزل ہین نقد معانی ہین بچید

رنگین شعر سخن کا ہی اوسکی باغ و بہار جوانے زا

جب کیا تقسیم اوسنے دیوان فرخ نی یہہ قلم سے کہا

لکھہ دیباچہ باغ و بہار و گنج نظم معانی زا

تاریخ

جو دیکھی ہر بحر شعر گویا در مضامین سے وہ بھری ہی ہے

ہو کیون نہ الفاظ مین آبداری کہ معنی تر سے دان تری ہے

نہ کیون ہو ملک سخن پہ قبضہ نہ کیون ہو [illegible] اوسکا شاعرون

اگر تیغ تر زبان گویا ہی زور طبع و بہادری سے ہے

جب لکھا دیوان اوسکی [illegible] نے یہہ صدا لکے

کرامت شاعری ہی تاریخ کیا کرامات شاعری سے

تاریخ

چمن ہی نظم بہار کلام گویا سے	نہ کیون روش سے ہو گلگون صحیفہ مضمون
ہر ایک بحر مین ہی بسکہ جوش معنی تر	ہوا سفینہ بجیحون صحیفہ مضمون
فروغ معنی گویا ہی تحت الامن سا	وہ ہی کلیم قوماموں صحیفہ مضمون

ہی مہر طبع منور تو بدر فکر بلند
معانی انجم و گردون صحیفہ مضمون

بجور مہر من ہین طوبی ہین مصرع موزون
مگر ہی جنت مضمون صحیفہ مضمون

کیا ہر ایک پہ جسنے فیض دیوان کو
لکہا قلم نے ہمایون صحیفہ مضمون

تاریخ

کسکی ہی مصرع برجستہ پہ سر سبزی سخن
مصرع سرو گلستان ہین جو ناموزون ہے

طبع رضوان ہی لیے جلد کلام رنگین
بیخزان اوسکی بہار چمن مضمون ہے

نور معنی پہ ہین پروانے سب باب کلام
حسن مضمون پہ دل اہل سخن مفتون ہے

اوسکا دیوان ہی مگر مجمع بحرین سخن
لب ہر اک ساحل و ہر بحر غزل جیحون ہے

سال ترتیب کی تاریخ کا آیا جو خیال +
کہا فرخ نے کتاب بحر موزون ہے

خاتمة الطبع

پس از حمد خدای برتر اور نعت جناب خیر البشر علیه الصلوة والسلام من اسعد الخلوق الاکبر شائقین گلگشت بوستان نظم اور مشتاقین سیر گلستان نثر کی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ دیوان قصائد غزلیات فقیر محمد خان مرحوم متخلص بگویا [illegible] چھاپہ خانے مین چھپا تہا اب بسبب

[illegible] ہو گیا اس عرصے مین اکثر اشخاص نے
اور کئی [illegible] خواہش کی [illegible] بیحد فرمایش کی کہ اگر یہ دیوان پھر
مطبع مین چھاپا جاے اسکے طالبون کے کام آئے الحق جو شخص
اشعار عاشقانہ کا جویا ہی اوسکے لئے کافی یہ دیوان گویا ہی
لطافت اشعار آبدار شاداب از سبزۂ شبنم زدہ بہار مضامین عالی
دلپذیر گویا عندلیبان خوشنوا کی صفیر فصاحت الفاظ و بلاغت
معانی مرغان چمن کے ترانون کی نشانی اسلوب بندش اور
متانت کلام فی المثل گلدستہ ریاحین انواع و اقسام غزلون
مین وہ سلاست و روانی بعینہ طرز بابا فغانی قصاید کی بلاغت
اور متانت خاقانی و انوری [illegible] رباعیون کے
چارون مصرع نزاکت و اعتدال پر محیط اربع عناصر کی
طرح شامل ہر مرکب و بسیط مسدسون کی شش جہت مین
دھوم مضامین عالیہ کا ہجوم مخمسون کے دیکھنے والے
نہایت لطف اوٹھائین حواس خمسہ اون سے قوت پائین
انصاف یہ ہی کہ اس دیوان کے اشعار مین ہر طرح کا مزا
ہی جس قدر اسکی مدح کیجیے بجا ہی پس بموجب درخواست
طالبین بترصد عنایت ایزد منان محمد عبد الرحمن خان نے

بیچ ماہ رمضان سنہ ۱۲۸۰ھ کے اسی مطبع نظامی واقع کانپور
مین اسکو انتظام دیا چھاپ کے سب طرح سے مرتب کیا
یقین ہے کہ دیکھنے والے اس سے حظ کامل اوٹھائین اور
اس بندۂ عاجز کو بدعای خیر عواقب امور یاد فرمائین

توجہ مہر کی خاتمے پر واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب
چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہے مہر اور دستخط کیے گئے

العبد

